بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُلاصۃُ التّفاسِیر

قرآنِ مُبین مُترجّم

۱۸ (18)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمّد حسن رضوی

ناشر: پاک مُحرّم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۳۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآن مبین مترجم

پارہ ۱۸

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید، اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون: ۷۲۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

الاحقر محمد عظمت علی

سید محمد عظمت علی نوری،
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

میں نے "پاک محترم ایجوکیشن" کا شائع کردہ "اٹھارواں پارہ قد افلح" کو بغور
پڑھا ہے لہٰذا میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ غلطیوں سے مبرا ہے۔ دوران طباعت اگر زیر زبر،
پیش وغیرہ رہ جائے تو اس کا ذمہ دار ادارہ ہوگا۔

فیض احمد شاہ سعیدی
15-5-2000

۵۸۶/۹۲
حافظ
فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.com

فہرست پارہ ۱۸

عناوین	صفحہ	عناوین	صفحہ
سورۃ[۲۳] المومنون کی روحانی خصوصیات	۲۹۳۱	متعہ کا مسئلہ جذباتی ہوگیا	۲۹۴۴
قد افلح المومنون کا پس منظر	۲۹۳۲	غیرِ مَلُومِین (وہ قابلِ مذمت نہیں)	״
فلاح کے عربی معنی	۲۹۳۳	امانتوں کی حفاظت کے تین معنی	۲۹۴۶
یہ آیت ماضی کے صیغے میں ہے	״	ایک عظیم امانت	״
فلاح اور کامیابی چار چیزوں پر منحصر ہوتی ہے	۲۹۳۴	امانتیں دو قسم کی ہوتی ہیں	۲۹۴۷
جنّت کا سب سے پہلا کلام	״	مومن کی چھٹی علامت	״
حضرت امام علیؑ وَلِیُّ اللّٰہ کا سب سے پہلا کلام	״	نماز کی اہمیت	۲۹۴۸
خشوع کے اصلی معنی	۲۹۳۶	مومنین کی جامع صفات	״
نماز میں خشوع و خضوع	״	نمازوں کی حفاظت (آیت ۹)	״
خشوع کی حقیقت	۲۹۳۷	نماز کے فوائد اور اہمیت	۲۹۴۹
"لغو" کا مطلب	۲۹۳۸	اس آیت ۹ اور پہلی آیت کا فرق	״
لغو کاموں سے بچنے کا طریقہ	۲۹۳۹	جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا	״
امیر المومنین حضرت امام علیؑ سے کسی نے سوال کیا	״	جنّت کے وارث ہونے کے معنی	۲۹۵۰
جائز تفریحات	״	فردوس (کے معنی)	۲۹۵۱
عربی زبان میں زکوٰۃ کے دو معنی ہیں	۲۹۴۰	پچھلی دس آیتوں کا خلاصہ	״
اکابرین کی رائے	״	خداوندِ عالم کی عظمتِ تخلیق ۔ سُلٰلۃ	۲۹۵۲
شرمگاہ کی حفاظت کے معنی	״	ہمارے شیعوں کے دل ہماری مٹّی سے خلق ہوئے	״
ازدواج کے معنی	۲۹۴۱	مومن کی خلقت جنّت کی مٹّی سے ہوئی	۲۹۵۳

www.drhasanrizvi.com

ب

عناوین	صفحہ	عناوین	صفحہ
حمل ساقط کرنے کا خون بہا	۲۹۵۴	حضرت نوحؑ کی بد دعا، کا مطلب اور جواز	۲۹۷۳
زندہ معجزات	۲۹۵۵	کشتیٔ نجات	۲۹۷۴
آرٹ کے دشمن	۲۹۵۶	شکر - طریقۂ زندگی	۲۹۷۶
خَلْقًا اٰخَرَ - اَحْسَنُ الْخَالِقِین	،،	حضرت نوحؑ کی دعا، کا مطلب -	۲۹۷۷
بڑی غلطی	۲۹۵۷	خداوندِ کریم کا ارشاد فرمانا	۲۹۷۸
نتائج	۲۹۵۸	خداوندِ عالم امتحان ضرور لیتا ہے	،،
سات راستے	۲۹۶۰	اِنشا نا - نکتۂ لطیفہ	۲۹۸۰
"خدا ہم سے غافل نہیں" کا مطلب	،،	اصل بات یہ ہے	۲۹۸۱
عربی میں سات کا لفظ	،،	انسانی تاریخ اور قرآن اسی حقیقت کو بار بار دہراتا ہے	۲۹۸۲
ایک اور تفسیر	۲۹۶۱	کافر سردار کہنے لگے	۲۹۸۳
محققین نے نتیجہ نکالا - (آیتؑ)	۲۹۶۲	پر تعیشِ زندگی کے منحوس نتائج	،،
دوسرا مطلب	،،	تراب بمعنی مٹی - اور عظام بمعنی ہڈی	۲۹۸۴
دوسری حیرتناک بات	۲۹۶۳	خدا پر جھوٹ گھڑنے کے تین معنی	۲۹۸۵
جدید سائنس نے بتایا ہے	،،	دھماکے - غُثَآءً - ایک فارمولا	۲۹۸۶
پانی کے فوائد	۲۹۶۴	آیتؑ اجل کی دو قسمیں ہیں	۲۹۸۷
ایک زندہ معجزہ	،،	تَتْرَا کی اصل وتر ہے	۲۹۸۸
طورِ سینا کے معنی	۲۹۶۵	جو قومیں حق بات کو قبول نہیں کرتیں	،،
نجف کی عظمت	،،	سُلطان سے مراد - نشانیوں سے مراد - قوماً عالین	۲۹۸۹
زیتون کا درخت	،،	عابد - بشر کے معنی	۲۹۹۰
صِبْغٍ (کے معنی)	۲۹۶۶	بشر، مگر کیسا بشر؟	۲۹۹۱
جانوروں کے فوائد - نتیجہ	۲۹۶۷	پاک چیزوں سے مراد	۲۹۹۴
رسولؐ کا ہمارا جیسا ہونا	۲۹۷۰	محققین نے نتیجہ نکالا	،،
انبیاءؑ کرام پر اقتدار پرستی کا الزام	،،	پاکیزہ غذا کے فوائد	۲۹۹۵

www.drhasanrizvi.com

عناوین	صفحہ
زُبُرًا کے معنی	۲۹۹۷
مال اور اولاد کی فراوانی اور تنگی اللہ کی نظر میں	۲۹۹۸
مردِ مومن کی چار حالتیں	۲۹۹۹
اس آیت۵۶ میں چند اہم حقیقتیں بیان کی گئی ہیں	۳۰۰۰
خَشْیَۃِ کے معنی	۳۰۰۱
آیت۵۸ ۔ یہاں ایمان لانے سے مراد	۳۰۰۳
حقیقی مومنین کی صفات	۳۰۰۴
نیکیوں میں تیزی کرنے کے معنی	۳۰۰۵
کتاب سے یہاں مراد	۳۰۰۶
شانِ نزول آیت۶۴	۳۰۰۷
سٰمِرًا کے معنی	۳۰۰۸
منکرینِ حق کے صفات	״
قرآن پر غور و فکر کی دعوت	۳۰۰۹
مشرکینِ مکہ جنابِ رسولِ خداؐ کو خوب اچھی طرح سے جانتے تھے	۳۰۱۰
"حق" سے یہاں مراد جنابِ رسولِ خداؐ ہیں	۳۰۱۱
حقیقی رہبر	۳۰۱۲
اکثریت حق کی طرف نہیں ہوا کرتی	״
نبیٔ اکرمؐ کی صداقت کا ثبوت	۳۰۱۳
صراطِ مستقیم سے مراد	۳۰۱۴
عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ	״
آیت۷۵ کی شانِ نزول	۳۰۱۵
آیت۷۶ " " "	۳۰۱۶
کان، آنکھ اور دل کا شکر زیادہ ادا کرنا چاہیے	۳۰۱۷
اجزائے ایمان کی تقسیم اجزائے بدن میں	۳۰۱۸
قلب کا ایمانی فریضہ یہ ہے کہ:	۳۰۱۸
کانوں کا " فریضہ " " "	״
آنکھوں کا " " " " "	״
حیات بعد الموت	۳۰۱۹
آیت۹۰ کا مقصد	۳۰۲۰
عرش	۳۰۲۳
یہاں حیات بعد الموت کو تین طرح سے ثابت کیا ہے	۳۰۲۵
آیتوں کے آخری الفاظ	״
مشرکوں کا جھوٹ	۳۰۲۶
آیت۹۱ کا (خلاصہ) مطلب ہے	۳۰۲۷
خلاصۂ کلام	۳۰۲۸
ایک غلط فہمی	۳۰۲۹
ایک سوال	۳۰۳۰
بُرائی کا دفاع حُسنِ خُلق سے کیجیے	۳۰۳۱
آیت۱۰۰ ۔ لَعَلِّیْ (شاید میں) ۔ "کَلَّا"	۳۰۳۵
برزخ کے بارے میں	״
برزخ کا قرآنی ثبوت	۳۰۳۶
روزِ قیامت رشتے ناتے باقی نہ رہیں گے	۳۰۳۸
جنابِ رسولِ خداؐ کا نسب	۳۰۳۹
اصمعی کہتے ہیں	۳۰۴۰
جب صور پھونکا جائے گا	״
نکتۂ علمیہ ۔ کَالِحُوْنَ کے معنی	۳۰۴۲
آیت۱۰۶ کا پیغام	۳۰۴۳
آیت۱۱۴ کا پیغام	۳۰۴۷
اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بیکار نہیں ہوتا	۳۰۴۸

www.drhasanrizvi.com

عناوین	صفحہ
محققین نے نتیجہ نکالا	۳۰۴۹
موت، زندگی کا خاتمہ نہیں	۳۰۵۰
معرفتِ خداوندی	۳۰۵۱
دعا رکی تعلیم	۳۰۵۳
آخری نتیجہ۔ استغفار کی فضیلت	۳۰۵۴
سورۃ ۲۴ النور کی خصوصیات	۳۰۵۶
شانِ نزولِ سورۃ النور	۳۰۵۸
تعلیم اور نتائج	″
حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کا فیصلہ	۳۰۵۹
نکاح کی اہمیت اور زنا کی خرابی	۳۰۶۱
تہمتِ زنا کی سزا	۳۰۶۵
اس حکم کا مقصد	۳۰۶۶
لِعان کا طریقہ	۳۰۶۹
اِفک کا واقعہ	۳۰۷۰
واقعۂ اِفک کی دوسری تفسیر	۳۰۷۱
غیبت اور بہتان	۳۰۷۴
حُسنِ ظن	۳۰۷۶
آیت ۲۰ کا مفہوم	۳۰۷۸
زوجۂ رسولؐ کی حیثیت	″
حاصلِ مطلب۔ مالکِ اشترؓ کی سیرت	۳۰۸۰
شانِ نزولِ آیت ۲۲	۳۰۸۱
کسی کے گھر میں داخلے کی اجازت لینا	۳۰۸۷
غیر مسکونہ۔ (جہاں کوئی نہ رہتا ہو)	۳۰۸۸
نظروں کو جھکائے رکھنے کے فوائد	۳۰۸۹

عناوین	صفحہ
انعامِ خداوندی	۳۰۹۰
نگاہ بچالینے پر انعام	″
دوپٹہ کیسا ہونا چاہیئے	۳۰۹۴
میل جول کی عورتوں سے مراد	″
نکاح کرو اور مالدار ہوجاو	۳۰۹۵
چار قسم کے لوگوں پر خدا نے لعنت کی ہے	″
مکاتبت	۳۰۹۸
آیت ۳۵ کی وضاحت (آیتِ نور)	۳۱۰۱
تاویل تفسیر اہلِ بیتؑ ۱	″
″ ″ ″ ۲	۳۱۰۲
″ ″ ″ ۳	۳۱۰۳
قابلِ تعظیم گھروں کا ذکر	۳۱۰۶
لوگوں کو تجارت، نماز سے غافل نہیں کرتی	۳۱۰۸
تجارت کی فضیلت	۳۱۰۹
اللہ بےحد و بےحساب عطا فرماتا ہے	۳۱۱۰
شانِ نزولِ آیت ۳۹	۳۱۱۱
سَراب کا لطیفہ	۳۱۱۲
لفظِ صلوٰۃ کا استعمال	۳۱۱۴
عظمتِ پروردگار خلاقِ دوجہاں	۳۱۱۸
فرشتوں کی خِلقت	″
حجاب ہائے قدرت (بارہ ہیں)	″
سُرادق (نو ہیں)	″
بارہ حجاب اور جناب رسولِ خداؐ کی تربیت	″
پرندوں میں زمینی مخلوق مور کی مثال عجیب ہے۔	۳۱۲۰

www.drhasanrizvi.com

عناوین	صفحہ
کوّے کے بارے میں فرمایا	۳۱۲۰
چمگادڑ کے بارے میں فرمایا	"
شانِ نزول آیت ۴۷-۴۸	۳۱۲۱
ایمان میں خلوص کی علامت	۳۱۲۳
کامیابی کے راز	۳۱۲۵
آیت ۵۲ کے اوّلین مصداق حضرت امام علیؑ ہیں	۳۱۲۶
خشیہ اور تقویٰ کا فرق	"
آیت ۵۳ کے تین مطلب	۳۱۲۷
شانِ نزول آیت ۵۵	۳۱۲۹
اللہ کا یہ وعدہ کن لوگوں سے ہے	۳۱۳۰
خانگی پردہ داری کا اہتمام و آداب	۳۱۳۵
پردے سے مستثنیٰ عورتیں	۳۱۳۷
شانِ نزولِ آیت ۶۱	۳۱۴۱
دوستوں کے گھروں میں کھانا	۳۱۴۲
دوستی کے شرائط	"
جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرو	۳۱۴۳
تحیۃ کا لفظ (تحیۃ کے معنی)	"
سلام کرنے اور مصافحہ کرنے کے آداب	۳۱۴۴
شانِ نزولِ آیت ۶۲	۳۱۴۶
آیت کا مقصد	۳۱۴۷
فتنہ کیا ہے	۳۱۵۰
جنابِ رسولِ خداؐ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا	"

عناوین	صفحہ
سورۃ الفرقان ۲۵ کی خصوصیات	۳۱۵۳
دلائلِ توحید	۳۱۶۰
مشرک اور موحّد کا فرق	۳۱۶۱
اسلام دشمن مستشرقین کا الزام	۳۱۶۳
شانِ نزولِ آیت ۷	۳۱۶۷
ظالموں کی مزید گستاخی	۳۱۷۰
کافر تعصّب میں گمراہ ہو چکے ہیں	۳۱۷۱
پیغمبروں کو ہماری ہی جنس سے ہونا چاہیئے	۳۱۷۳
امیرالمومنین حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا	۳۱۷۴
سعیرًا - آیت ۱۱ کا مفہوم ؟	۳۱۷۵
جہنم منکرینِ حق کو دیکھ کر چنگھاڑے گی	۳۱۷۶
"ثبورًا" کے معنی	۳۱۷۷
جہنم میں موت نہ آئے گی	۳۱۷۸
اللہ تعالےٰ مہلت دے رہا ہے	۳۱۷۹
اللہ کا وعدہ سچا ہے	۳۱۸۰
سوال - جواب	"
شرک کا سبب	۳۱۸۲
خدا تو سب کو آزماتا ہے	۳۱۸۴
محبتِ آلِ محمدؐ کی عظمت	۳۱۸۶
آیت ۲۰ کا پیغام یہ ہے	"

★

(اختتامِ پارہ ۱۸)

روز جمعہ ۲۹ / اپریل ۲۰۰۰ء ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(ساڑھے گیارہ بجے شب)

کاتب : جعفر زیدی - ۳۶ بی لانڈھی
فون : ۵۰۲۰۸۶۹

www.drhasanrizvi.com

سورۂ مومنون کی روحانی خصوصیات

★★★

★ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۂ مومنوں کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) اُس کو حشر کے دن فرشتے روح وریحان (مراد جنّت اور اُس کی خوشبو) کی خوشخبری سُنائیں گے۔ اور جب ملک الموت اُس کے پاس آئے گا تو وہ آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس کرے گا۔" (خواص القرآن)

(یعنی بے حد خوشی، لذت و سکون کا احساس ہوگا۔)

★ فرزندِ رسولؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السّلام کے سلسلے سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص ہر جمعہ کے دن سورۂ مومنون کی تلاوت کرتا رہے گا، اُس کا خاتمہ نیک اور اچھا ہوگا، اور فردوسِ بریں میں اُس کی جگہ نبیوںؑ اور رسولوںؑ کے ساتھ ہوگی۔"

★ (تفسیر بُرہان)

★ جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر شرابی کے گلے میں باندھے گا تو وہ شراب سے نفرت کرنے لگے گا اور پھر وہ کبھی شراب کے نزدیک بھی نہ جائے گا۔

★ (تفسیر انوار النجف)

★ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اِس سورۃ کو رات کے وقت لکھ کر سفید کپڑے میں باندھ کر جس کے گلے میں ڈال جائے وہ شراب کے کبھی قریب نہ جائے گا، بلکہ اُس کو مبغوض نگاہوں سے دیکھے گا۔"

(یعنی شراب سے نفرت کرے گا۔)

★ ..... (خواص القرآن، تفسیر برہان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَدْ اَفْلَحَ پارہ ۱۸

رُكُوعَاتُهَا ۶	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	مَكِّيَّةٌ	اٰيَاتُهَا ۱۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض پہنچانے والا، اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ ①

حقیقت یہ ہے کہ ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والے مومنین نے دنیا اور آخرت کی فلاح (یعنی) مکمل، بھرپور، ابدی اور حقیقی کامیابی اور ہر طرح کی بھلائی حاصل کرلی۔

★ ایمان لانے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ عزّ وجلّ کی وحدانیّت اور حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کو دل سے مانا اور اُن کے احکامات کو عملاً تسلیم کیا۔

پسِ منظر

★ جن حالات میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اُن کو سمجھنا ضروری ہے: ★

★ ایک طرف مشرکینِ مکّہ اور قریشِ مکّہ تھے جن کے پاس دولت کی ریل پیل تھی۔

★ دوسری طرف مسلمان تھے جو پہلے ہی سے غریب اور مفلوک الحال تھے، اور اب پوری قوم کی مخالفت اور مظالم کی وجہ سے اُن کی حالت بالکل پتلی تھی۔ اُن کو بتایا جارہا ہے کہ تم بظاہر تو یہی دیکھ رہے ہو، کہ

www.drhasanrizvi.com

منکرینِ حق غالب اور کامیاب ہیں۔ لیکن حقیقت سو فیصد برعکس ہے۔ تم اپنی عارضی خوشحالی کو فلاح اور کامیابی سمجھ رہے ہو۔ یہ فلاح نہیں ہے بلکہ خسران (نقصان) ہے۔ پائیدار حقیقی خوشحالی اور کامیابی اُن مومنین کے لیے ہے جو بظاہر بہت بدحال دکھائی دے رہے ہیں۔ یہی مضمون اس سورۃ کا مرکزی مضمون ہے جو سورۃ کے آخر تک واضح کیا گیا ہے۔
(تفسیر نمونہ)

فلاح کے عربی میں معنی

مکمّل کامیابی، زبردست خوشحالی کے ہوتے ہیں جو خسران کی ضد ہے۔ عرب کہتے ہیں کہ: "قَدْ اَفْلَحَ الرَّجُل" یعنی وہ آدمی اپنی مراد کو پہنچا، آسودہ و خوشحال ہوگیا۔ اُس کی کوششیں بارآور ہوگئیں۔
(تفہیم القرآن، مفردات القرآن امام راغب)

★ فلاح کے دوسرے معنی عربی زبان میں: چیرنے پھاڑنے کے ہوتے ہیں۔
اصل میں جتنے بھی لوگ کامیاب ہوتے ہیں وہ منزل اور ترقی کے راستے کی تمام رُکاوٹوں کو چیر پھاڑ کر ہی آگے بڑھتے اور کامیابی اور مرادیں پاتے ہیں۔ اِس لیے فلاح کے معنی کامیابی، خوش نصیبی اور مقصد کو پالینے کے ہوگئے۔
(مفردات القرآن امام راغب)

★ عربی ادب میں "فلاح" کا لفظ بہت وسیع معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اِس میں دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیاں، کامرانیاں اور خوبیاں اور خوشحالیاں شامل ہیں۔

★ امامِ لغت زبیدی نے لکھا کہ: "اُدبائے عرب کا اتّفاق ہے کہ کلامِ عرب میں جامعیّتِ خیر کے لیے "فلاح" سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں۔
(تاج)

یہ آیت ماضی کے صیغے میں ہے

★ عربی ادب میں اگر کسی بات کا مستقبل میں ہونا سو فیصد یقینی ہو تو اُس کو ماضی کے صیغے میں ادا کرتے ہیں۔ گویا یہ سمجھو کہ اِس بات کا ہونا اتنا ہی یقینی ہے کہ گویا یہ بات ہو چکی ہے۔
(تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

فلاح اور کامیابی چار چیزوں پر منحصر ہوتی ہے

(۱) کامیابی اور خوشحالی کا ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنا۔

(۲) ہر قسم کی ناکامی، نامرادی، غم و حسرت اور احتیاج سے بے نیاز ہونا۔

؎ بہشت آنجا است آزاری نباشد ⁂ کسی را با کسی کاری نباشد

(۳) عزت و وقار سے نعمتوں کا ملنا۔

(۴) جہالت اور گمراہی سے نجات دینے کا علم حاصل ہونا۔

...... (تفسیر نمونہ)

جنّت کا سب سے پہلا کلام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ عزّ وجلّ نے پہلے پہل جنّت کو پیدا کیا تو اُس کو حکم دیا کہ کلام کر۔ پس جنّت نے پہلا کلام یہ کیا:

"قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ" (یعنی) "مومنین یقیناً (اپنی) مرادوں کو پہنچے"

...... (تفسیر نور الثقلین، تفسیر انوار النجف)

حضرت علیؑ ولی اللہ کا سب سے پہلا کلام

٭ تفسیر برہان میں بروایت مجالس شیخ

٭ فرزند رسولؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عباسؓ ابن عبد المطلب نے فرمایا: ایک دن قریش کے سربرآوردہ اشخاص بیت اللہ کے سامنے باہمی گفتگو میں مصروف تھے کہ اسی دوران جناب فاطمہؑ بنت اسدؑ تشریف لائیں اور بیت اللہ کے سامنے کھڑی ہو گئیں اور آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ مناجات کی، پھر فرمایا کہ اے میرے پالنے والے! تیرے اس مقدس گھر کی تعمیر تیرے خلیلؑ نے فرمائی تھی، پس میں اس گھر کا، اس کے تعمیر کرنے والے کا، اور اس بچے کا، جو میرے شکم میں مجھ سے کلام کرتا اور مجھے مانوس رکھتا ہے جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ یہ بچہ تیری نشانی ہوگا، کے حق کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں کہ مجھ پر اس بچے

www.drhasanrizvi.com

کی ولادت کو آسان فرما دے۔"

حضرت عباسؓ ابن عبد المطلبؑ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ بنتِ اسدؑ بن ہاشمؑ کی دعا کے بعد ہم نے دیکھا کہ پشتِ کعبہ کی دیوار شق ہو گئی اور جناب فاطمہؑ اندر چلی گئیں، اور دیوارِ کعبہ حسبِ سابق باذنِ پروردگار جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ اِس عجیب و غریب واقعے کا چرچا مکّہ کے گلی کوچوں میں جا بجا ہوتا رہا۔ تین دن کے بعد جناب فاطمہؑ کے لیے دوبارہ دیوارِ کعبہ شق ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ ایک بچّے کو اپنے مقدس ہاتھوں پر لیے ہوئے برآمد ہوئیں اور حاضر لوگوں سے خطاب فرمایا کہ "تین دن تک میں خدائے تعالےٰ کے گھر میں مہمان رہی ہوں اور بہشت کے میوے کھاتی رہی ہوں، اور جب اپنے اِس فرزند کو لے کر بیت اللہ سے باہر آنے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی کہ "اے فاطمہؑ! اِس بچّے کا نام علیؑ رکھنا، کیوں کہ میں علیِّ اعلیٰ ہوں اور میں نے اِس کو اپنی (خاص) قدرت سے پیدا کیا ہے، اِس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے، میں نے اِس کو اپنے درسِ توحید سے تعلیم دی ہے۔ اپنے اُمورِ شرعیہ اس کے سپرد کیے ہیں، اپنے علم سے بہرہ ور کیا ہے۔ میرے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ میرے گھر کی چھت پر بلند ہو کر میرے نام کی اذان کہے گا اور بُتوں کو توڑ کر پھینکے گا۔ اور عظمت و توحید کا عَلَم بلند کرے گا، اور میرے حبیب کے بعد میری مخلوق کا امام و قائد ہو گا۔ پس اس کے مُحب اور ناصر کے لیے طوبیٰ ہے۔ اور اِس کے نافرمان اور منکرِ حق کے لیے وَیل ہے۔"

حضرت ابو طالبؑ اپنے فرزند کی خوشخبری سن کر آگے بڑھے، تو اِس اسدِ کردگار نے اپنے پدرِ عالی قدر کو سلام کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَهٗ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" اِسی دوران سلطانِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰؐ تشریف لائے، تو مولود نے آنکھیں کھولیں، چہرۂ پُر نور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عقیدتمندانہ سلام کیا۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اِس آیت کی تلاوت فرمائی:
"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ... الخ" آنحضرتؐ نے فرمایا: "بیشک مومنین تیری ہی وجہ سے کامیابی اور فلاح پائیں گے۔ اور خدا کی قسم تو ہی اُن کا امیر ہو گا، اُن کو علم تجھ ہی سے ملے گا۔ اور تو ہی اُن کا ہادی و رہبر ہو گا۔" الخ

(ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ (۲) (وہ مومنین) جو اپنی نماز میں خشوع سے پیش آتے ہیں۔ (یعنی) خدا کی عظمت و جلالت سے مرعوب ہو کر انکساری سے خدا کے سامنے جھکنے والے ہیں۔

خشوع کے اصلی معنی

کسی کے سامنے ادب سے جھک جانا، عجز انکساری کرنا، ہوتا ہے۔ اِس کیفیت کا اصل تعلق دل سے ہوتا ہے اور جسم پر اس کا ظاہری اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دل میں رُعب سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی کیفیت نماز میں پیدا ہونی چاہیئے، کیوں کہ اُس وقت آدمی یہ سمجھے کہ وہ واقعًا کائنات کے مالک و خالق کے سامنے کھڑا ہے۔"

نماز میں خشوع و خضوع

★ اِسی لیے شریعتِ اسلامی میں نماز کے آداب میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی بالکل بے حس و حرکت نماز میں کھڑا ہو، دائیں بائیں نہ مڑے۔ اور نہ سر کو اوپر نیچے، دائیں بائیں گھمائے، نگاہ بھی سجدہ گاہ پر رہے۔ (بقول شافعی و جعفری)

★ مگر امام مالک کے نزدیک نگاہ سامنے کی طرف ہونی چاہیئے۔ نماز میں زور سے جمائیاں لینا، ڈکاریں لینا بے ادبی ہے۔ نماز کو کوّے کی طرح ٹھونگیں مار مار کر جلدی جلدی پڑھنا بھی سخت ناپسندیدہ ہے۔ ہر عمل سکون و اطمینان سے انجام دینا چاہیئے۔ یہ تو رہا ظاہری ادب۔ اور باطنی ادب یہ ہے کہ نماز میں کامل توجہ خدا کی طرف رہے۔ غیر متعلق باتیں سوچنے سے پرہیز کریں، پوری کوشش کریں کہ دل خدا کی طرف متوجہ ہو۔ جس قدر دل خدا کی طرف متوجہ ہوگا اُسی قدر نماز میں خشوع پیدا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

رُجوع جس میں کہ دل سوئے حق لپکتا تھا ✤ خضوع جس کو بحیرت خلوص تکتا تھا
خُشوع جس میں نظامِ نفس کو سکتہ تھا ✤ ترکوع جس میں کہ تازہ لہو ٹپکتا تھا
پھر اپنے خون سے محکم بنائے دیں رکھ دی ✤ زمیں کو ہو گئی معراج یوں جبیں رکھ دی (آلِ رضا)

www.drhasanrizvi.com

خشوع کی حقیقت

قلب کا سکون ہے۔ یعنی دل سے تمام خیالات نکال کر خدائے تعالیٰ کی طرف تمام توجہات کو حاضر کرنا۔

★ ۔۔۔۔ (جصاص)

★ اور اعضاء کو بے کار حرکت نہ دینا بھی اُس کی شرطِ اوّلین ہے۔ غرض خشوع نماز کی قبولیت کی شرط ہے۔

★ ۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تم پر نماز میں خشوع لازم ہے کیونکہ اُس کو خداوندِ عالم نے مومنین کی صفت قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرت نے اِسی آیت کو تلاوت فرمایا۔ خشوع کا مطلب ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف نماز کی طرف متوجّہ ہونا ہے۔"

★ ۔۔۔۔ (تفسیر صافی صہ ۳۴۱ بحوالہ تفسیر قمی)

★ جس طرح جسم کے اندر روح یا زندگی ہوتی ہے اِسی طرح نماز کے اندر خشوع کا مقام ہے۔ گویا خشوع نماز کی جان اور نماز کی روح ہے۔ (مؤلف)

★ غرض نماز میں خشوع کرنے سے عملاً مراد نماز کے تمام ارکان کو خوب اچھی طرح سے سمجھ کر ادا کرنا۔

★ مکروہات سے پرہیز کرنا۔ سنت اعمال کو بھی اچھی طرح بجالانا۔ ہر عضو کو ادب کے ساتھ حرکت دینا یا ساکن رکھنا، بلکہ نمازی کا ہر عضو مصروفِ یادِ پروردگار رہو۔

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں اپنی داڑھی کو خلال کرتے دیکھا (یعنی داڑھی سے کھیلتا ہوا دیکھا) تو ارشاد فرمایا: "اگر اس کے دل میں خشوع (ادب) ہوتا تو اس کے اعضاء پر بھی اُس کا اثر ہوتا۔" بلاشبہ انسان کا دل اگر یادِ خدا میں مشغول ہو تو تمام اعضاء میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

★ حضور اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا: "اگر کوئی شخص اپنے ظاہری اعضاء سے خشوع (خدا کا خوف و ادب) ظاہر کرے مگر دل میں اُس کے خدا کا خوف و ادب (خشوع) نہ ہو تو وہ ہمارے نزدیک منافق ہے۔"

★ ۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ (۳) اور جو گندی، بے ہودہ، بے کار
مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ باتوں سے منہ پھیر لینے والے ہیں۔

"لغو" کا مطلب

"لغو" ہر اُس بات کو کہتے ہیں جو فضول، لایعنی، لاحاصل، بیکار ہو

مطلب یہ ہے کہ مومنین ایسی غیر مفید باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ وہ ایسی باتوں اور کاموں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ ان باتوں اور کاموں سے لاتعلق رہتے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن میں فرمایا:

"وہ جب کسی ایسی جگہ سے گذرتے ہیں جہاں کوئی لغو، فضول اور بے فائدہ کام ہو رہا ہوتا ہے تو وہ وہاں سے مہذب طریقے سے گذر جاتے ہیں، اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہو کر (ان باتوں کی طرف) بلاتے ہیں تو وہ خدا حافظ کہہ دیتے ہیں۔" (القرآن)

★ جس طرح ایک طالبِ علم امتحان ہال کے اندر تین گھنٹوں میں اپنے کام میں بُری طرح منہمک رہتا ہے کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ ان تین گھنٹوں کا تعلق اُس کے سارے مستقبل سے ہے، اسی طرح مومنین دنیا کی زندگی کو امتحان گاہ سمجھتے ہیں اور اسی وقت کو اپنی ابدی زندگی بنانے پر صرف کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ نیک کاموں میں بے حد غرق رہتے ہیں، اور بے فائدہ کاموں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں لیتے۔

ویسے بھی ایک سلیم الطبع انسان کی طبیعت پر بے ہودہ باتیں بہت ناگوار گذرتی ہیں، وہ ان باتوں سے اس طرح گذر جاتا ہے جیسا کہ پاک فطرت آدمی گندگی کے ڈھیر کی طرف سے جلدی سے منہ موڑ کر گذر جاتا ہے۔"

★ - - - - - - (تفہیم القرآن)

★ غرض لغو کے معنی بیہودہ، بیکار باتیں، لاحاصل کلام اور کام۔ اس میں گانا بجانا بھی شامل ہے۔

★ - - - - - - (تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "زندگی بڑی قیمتی اور سنجیدہ حقیقت ہے۔ ایسی چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"

www.drhasanrizvi.com

لغو کاموں سے بچنے کا طریقہ

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:
"لغو سے بچنے" کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص تم پر جھوٹا الزام لگائے تو تم خدا کو راضی کرنے کے لیے اُس سے اعراض کرو۔" (منھ پھیر لو جھگڑا نہ کرو)

* ...... (تفسیر مجمع البیان)

* تاریخوں میں ہے کہ مکہ کے لوگ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ کو گالیاں دیتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ: "اُن سے اعراض کریں۔" (منھ پھیر لیں)

* ...... (سیرت ابن ہشام)

امیر المومنین حضرت علیؑ سے کسی نے سوال کیا: "معاویہ آپؑ کو گالیاں دیتے ہیں، کیا ہم بھی اُن کو گالیاں دے سکتے ہیں؟" حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کتا تم پر بھونکے تو کیا تم بھی اُس پر بھونکو گے؟ اگر کتا تم کو کاٹے تو کیا تم بھی کتے کو کاٹو گے؟"

* ایک روایت میں ہے کہ "لغو" سے مراد ہر قسم کا مہمل کام، جھوٹ اور موسیقی ہے۔

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "ہر وہ کام جس میں ذکر و فکر نہ ہو وہ بات لغو ہے۔"

* ...... (تفسیر انوار النجف)

جائز تفریحات لغو کاموں میں جائز تفریحات شامل نہیں۔ مثلاً کھیلنا کودنا، سفر کرنا، ورزش کرنا، تلوار، بندوق چلانا (مشق کرنا) یہ سب کام جسمانی صحت کے لیے اچھے ہیں۔ اسی لیے حضور اکرمؐ خود بنفسِ نفیس روزانہ مدینہ کے باہر شام کو جا کر اپنے سامنے گھوڑ دوڑ، نیزہ بازی اور تلوار کے مقابلے کراتے تھے۔

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اپنے اوقات کو چار حصّوں میں تقسیم کرو۔

(۱) ایک حصّہ کسبِ حلال، یعنی حلال روزی کمانے کے لیے (۲) دوسرا حصّہ ضروریات اور آرام کے لیے۔

(۳) تیسرا حصّہ عبادت اور مطالعہ کے لیے (۴) چوتھا حصّہ جائز تفریحات کے لیے۔ اُن میں خود کو آزاد چھوڑ دو تاکہ باقی تمام کاموں کے لیے طاقت حاصل کر سکو۔"

* ..... (تحف العقول)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾ اور جو پابندی سے زکوۃ ادا کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ﴿۵﴾ اور جو اپنے جسم کے قابلِ شرم حصّوں کو چھپا کر اپنی عفّت کی حفاظت کرنے والے ہیں (زنا کاری سے بچنے والے ہیں)

عربی زبان میں زکوٰۃ کے دو معنی ہیں

(۱) پاکیزہ اعمال، پاکیزگی اختیار کرنا۔

(۲) نشو ونما۔ یعنی ایسے کاموں کو چھوڑ دینا جو کسی چیز کی نشو و نما کو روک دیں۔ اِس طرح کہ اُن کے دوسرے معنی ہوئے "اصل جوہر کو پروان چڑھانا"۔ پھر آیت میں یہ بھی نہ فرمایا کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں، بلکہ فرمایا کہ: " لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ " یعنی "وہ زکوٰۃ کے طریقہ، زندگی پر عمل کرتے رہتے ہیں"۔ یعنی پاکیزہ کام کرتے ہیں۔ پاکیزہ زندگی اختیار کرتے ہیں۔ اِس لیے غریبوں پر خرچ کر کے حرص و ہوس کے منہ میں لگام دیتے ہیں۔ اِس طرح اپنی نشو و نما کرتے ہیں، خود کو عیوب (کبر و نخوت) سے پاک کرتے ہیں اور اصل جوہر کو پروان چڑھاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

اکابرین کی رائے

عظیم مفسرین نے "زکوٰۃ" کے معنی (۱) ہر قسم کا نیک کام (۲) تزکیۂ نفس کے تمام کام۔ (۳) مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا لکھتے ہیں۔ *... (تفسیر کبیر امام رازی، روح البیان، مفردات القرآن امام راغب)

* * * * *

آیت ۵ :

اِس آیت کے دو معنی ہیں۔ (۱) اپنے جسم کے قابلِ شرم حصّوں کو چھپائے رکھتے ہیں۔ یعنی عُریانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ (۲) اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ "وہ اپنی عِفّت کو محفوظ رکھتے ہیں"۔ یعنی بدکاری، زناکاری، فحاشی، غیر فطری اعمال سے بچے رہتے ہیں۔ جنسی بے راہ روی اختیار نہیں کرتے۔ * (تفہیم القرآن)

شرمگاہ کی حفاظت

ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ (وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں)۔

یہ قرآن کی اصطلاح ہے۔ اِس کے معنی جنسی خواہشات کو قابو میں رکھنا ہوتا ہے تاکہ انسان جنسی بے راہ روی سے بچ سکے۔ * (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ (۶) سوائے اپنی بیویوں اور اُن
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ کنیزوں کے جو اُن کی (جائز)
غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ ملکیّت ہوں۔ پس (اُن کے ساتھ
جنسی عمل کرنے میں) وہ قابلِ ملامت یا لائقِ مذمّت نہیں۔

ازواج کے معنی

بیویوں سے مراد دائمی اور مُوقّتی دونوں بیویاں ہیں۔

لیکن اہلِ سنّت کے مفسرین صرف نکاح والی بیوی کو بیویوں میں شمار کرتے ہیں جس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

...... (تفسیر نمونہ)

★ بات صرف یہیں پر ختم ہو جاتی کہ " وہ اپنے جنسی اعضاء کی حرام سے حفاظت کرتے ہیں"۔ تو اِس کا مطلب پھر یہ لیا جائے گا کہ وہ لنگوٹ بند رہتے ہیں۔ راہب اور سنیاسی قسم کے لوگ ہیں۔ شادی بیاہ کے جھگڑوں میں نہیں پڑتے۔ اِس لیے یہ فرمایا کہ " وہ جائز طریقوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کرتے ہیں، البتہ ناجائز طریقوں سے اپنی جنسی خواہشات کو پورا نہیں کرتے۔ (یہی مومن اور کافر کا فرق ہے۔) (تفہیم القرآن)

★ مولٰنا مودودی صاحب نے لکھا کہ " اِس آیت سے یہ استدلال کہ متعہ حرام ہے، غلط ہے۔ کیوں کہ اِس آیت میں ازواج یعنی صرف بیویوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اِس اِستدلال میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے کہ جس کی بناء پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق ہے۔ کیوں کہ یہ آیت بالاتفاق مکّی ہے جو ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی، تو کیسے تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ نبیؐ اسے (متعہ کو) فتح مکّہ تک جائز رکھتے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت قرآن مجید کے

www.drhasanrizvi.com

کسی صریح حکم پر نہیں۔"

.... (تفہیم القرآن مولانا مودودی تفسیر پارہ ۱۸ سورۃ المومنون ص۲۶۶)

★ پھر جناب مولانا مودودی صاحب نے لکھا: " یہ کہنا کہ اِسے (متعہ کو) حضرت عمر نے حرام کیا۔ اب سنت نہیں ہے۔ حضرت عمر اِس حکم کے موجد نہیں تھے، بلکہ صرف اِسے شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چوں کہ یہ (متعہ کے حرام کرنے کا) حکم حضورؐ نے آخری زمانے میں دیا تھا، اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا۔" (تفہیم القرآن)

★ مگر مولانا کا استدلال حضرت عمر کے الفاظ کا ساتھ نہیں دیتا۔ حضرت عمر نے فرمایا: " رسول اللہ ؐ کے زمانے میں دو متعہ جائز تھے، میں اُن دونوں کو حرام قرار دیتا ہوں۔" _______ اور مولانا فرما رہے ہیں کہ حضرت عمر صرف حکم نافذ کرنے والے تھے، جبکہ حضرت عمر خود اُن دونوں کو حرام کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ مدّعی سست گواہ چست۔

پھر کتنی عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ؐ نے اپنے آخری زمانے میں متعہ کو حرام قرار دیا مگر حضرت امام علیؑ اور حضرت ابن عباسؓ جو گھر کے افراد تھے، اُن کو خبر تک نہ ہوئی صرف حضرت عمر کے کان میں آنحضرتؐ نے فرمایا، تاکہ کسی اور کو خبر نہ ہو۔ جبکہ خود حضرت ابنِ عباسؓ نے حضرت عمر کے بعد متعہ کیا تو لوگوں نے اعتراض کیا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا: " میں نے حضرت عمر کے قول کی بنیاد پر متعہ کیا ہے کیوں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ: " متعہ رسول اللہ ؐ کے زمانے میں جائز تھا۔" یہ قول حضرت عمر کے ارشاد کا آدھا حصہ ہے۔ اِس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ: " میں دونوں متعہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔" حضرت ابنِ عباسؓ نے حضرت عمر کے قول کے پہلے حصّہ کی بنیاد پر متعہ کیا۔")

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے بار بار فرمایا کہ: " اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو شاید ہی کوئی شقی مسلمان ہوتا جو زنا کاری کرتا۔"

★ پھر خود مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: " صدرِ اوّل میں صحابہ، تابعین اور فقہاء میں سے چند بزرگ متعہ کے جواز کے قائل تھے...... ابن عباس کا نام قائلین میں سب سے زیادہ نمایاں

www.drhasanrizvi.com

کر کے پیش کیا جاتا ہے۔"

* ...... (تفہیم القرآن پارہ ۱۸ صفحہ ۲۶۶ ، تفسیر سورۃ مومنون)

★ مولانا مودودی صاحب کا یہ فرمانا کہ: "جوازِ متعہ کے لیے معاشرے میں زنانِ بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیئے جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے۔ یا پھر صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کے (متعہ کا جواز) ہو، اور اُس سے فائدہ اُٹھانا خوشحال طبقے کے مردوں کا حق ہو۔ کیا خدا اور رسول ص کی شریعت سے اِس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور کیا خدا اور اُس کے رسول ص سے یہ اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کردیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی۔"

* ...... (تفہیم القرآن مولنٰنا مودودی)

★ یہ جملے خالص جذباتی ہیں۔ (۱) پہلی بات تو یہ کہ بقول خود مولنٰنا مودودی صاحب کہ: "متعہ کو حضور ص نے اپنے آخری زمانے میں حرام کیا۔" گویا اپنی زندگی بھر حلال رکھا۔ تو اب یہ سارے جذباتی جملے اور طنزیہ فقرے خود رسولِ خدا ص پر پوری پوری طرح چسپاں ہوگئے کہ آنحضرت ص نے بحکمِ خدا ایسی بے حیائی اور بے عزتی کا کام زندگی بھر کیا اور آخری عمر میں حرام کرکے توبہ کرلی۔

(۲) دوسری اہم بات یہ کہ متعہ کرنا حضور ص نے مباح فرمایا تھا، واجب نہیں قرار دیا تھا۔ اگر واجب قرار دیتے تب مولنٰنا مودودی صاحب کا فقرہ آنحضرت ص پر چپک جاتا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

★ متعہ کے صرف جائز یا مباح ہونے کی صورت میں ایسے طبقے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر کوئی عورت خود کفیل ہوتی اور وہ کسی مرد کے ساتھ متعہ کے لیے، اِس لیے راضی ہوجاتی ہے کہ زندگی بھر کا معاہدہ نہیں کرنا چاہتی، تو اُس کے لیے متعہ کا راستہ ہے۔

★ آخر میں جناب مولنٰنا مودودی صاحب کا یہ فرمانا کہ: "خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اُس کی بیٹی یا بہن کے لیے نکاح کے بجائے متعہ کا پیغام دے۔"

* ...... (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۶)

www.drhasanrizvi.com

یہ بھی مولنا صاحب کا جذباتی استدلال ہے۔ یہ جملہ بھی خود خدا اور رسولِ خداؐ پر فٹ ہے۔ کیوں کہ بحکمِ خدا جناب رسولِ خداؐ کی پوری زندگی میں متعہ جائز تھا۔ اُس وقت بھی یہی سوال آنحضرتؐ سے کرنا چاہیے تھا کہ " کیا آپؐ خود اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے اِس قسم کے غیر منصفانہ قانون کو جائز قرار دیتے ہیں"؟

★ دوسری بات یہ کہ یہی سوال کسی سُنّی سے اِس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ " کیا کوئی سُنّی شریف آدمی یہ گوارا کرسکتا ہے کہ اُس کی بیٹی یا بہن کے لیے دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی کی حیثیت سے پیغام دیا جائے؟ اِس طرح دو، تین۔ چار بیویاں رکھنا بھی حرام قرار دیا جانا چاہیے؟

اصل میں متعہ کا مسئلہ اِس لیے جذباتی ہوگیا ہے کہ اِس کو حضرت عمر نے حرام قرار دیا تھا اور اہلِ سنت کے نزدیک حضرت عمر کی شخصیت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہایت پسندیدہ اور ہر دلعزیز ہے۔ (مؤلف)

ازواج یعنی بیویوں کا لفظ اِس آیت میں استعمال ہوا ہے۔ عربی میں زوجہ یا ازواج 'دائمی عقد والی عورتوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور عارضی نکاح والی ممتوعہ بیویوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اس لیے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اب متعہ حرام ہوگیا' غیر منطقی ہے۔
★ ۔۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

غَيْرُ مَلُومِينَ (وہ قابلِ ملامت نہیں)

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا' عیسائیوں کے باطل افکار کو غلط ثابت کرنے کے لیے ہے۔ وہ عیسائی راہب جو اصل عیسائی مذہب سے منحرف ہوچکے ہیں' یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ہر قسم کا جنسی عمل حرام ہے' یہ حیوانی عمل ہے اور انسانی شرف اور شان کے منافی ہے۔ اِسی لیے رومن کیتھولک والے شادیاں نہیں کرتے۔ شادی کو روحانی زندگی کے لیے تباہی سمجھتے ہیں۔ اِس نظریے کا انجام بڑا بھیانک نکلا ہے۔ یہ لوگ دَر پردہ جنسی اعمال انجام دینے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ ★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

؎ راستے بند کیے دیتے ہو دیوانوں کے ∴ ڈھیر لگ جائیں گے بستی میں گریبانوں کے
(قمر)

اگرچہ پاک ہے فطرت میں راہبی اُس کی ∴ ترس رہی ہے مگر لذتِ گنہ کے لیے
★ ۔۔۔۔ (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ (۷) پھر جس کسی نے (جنسی خواہش کی تسکین کے لیے) اِس کے سوا کوئی اور طریقہ تلاش کیا، تو وہی لوگ حد سے بڑھ کر زیادتی کرنے والے ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے اپنے اجدادِ طاہرین علیہم السّلام کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "عورت مرد پر تین طریقوں سے حلال ہوتی ہے۔ (۱) نکاحِ دائمی: جس میں مرد عورت ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے ہیں۔ (۲) نکاحِ متعہ۔ جس میں مرد عورت ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے (باقی تمام حقوق زوجہ کو حاصل رہتے ہیں۔) (۳) تیسرے مِلکِ یمین۔ یعنی لونڈی، جس کو جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔" ★ (الکافی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "عفیف اور پاکدامن عورتوں سے متعہ کرو۔" ★.. (الکافی)

★ غرض متعہ بھی نکاح ہی کی قسم ہے۔ اِسی لیے متعہ کی اکثر شرائط وہی ہیں جو نکاحِ دائمی کی ہوتی ہیں۔ اِس لیے ممتوعہ عورت بھی "اَزْوَاجِهِمْ" (اُن کی بیویوں) ہی میں شامل ہے۔ اِسی لیے متعہ کا صیغہ پڑھتے ہوئے "اَنْكَحْتُ" اور "زَوَّجْتُ" ہی کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ ★...... (تفسیر نمونہ)

★ جنابِ رسولِ خداؐ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے آخری زمانے میں متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا اگر اِس بات کو صحیح مان لیا جائے تو گویا متعہ کو حلال کرنے والے بھی رسولِ خداؐ ہی قرار پائے اور حرام کرنے والے بھی۔ تو اگر متعہ اتنی ہی گندی غلیظ زناکاری تھا تو آنحضرتؐ نے اپنی عمر کے آخری حصّے تک اِس کو کیوں حلال رکھا۔؟

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾

(۸) اور وہ (مومنین) اپنی امانتوں اپنے معاہدوں یا اپنے عہد و پیمان کا پورا پورا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

امانتوں کی حفاظت کے تین معنی

امانتوں کو جیسی کہ دی گئی تھیں اُسی طرح جوں کی توں اصل مالکوں کو لوٹانا پڑتا ہے۔ مومن کی ایک علامت یہ بتائی جارہی ہے کہ (۱) وہ خدا کی امانتوں (احکامات و شریعت) پر عمل کرتا ہے۔ اِس طرح اُس امانت کا تقاضا و حق ادا کرتا ہے۔

(۲) اور لوگوں کی دی ہوئی امانتوں (یعنی حقوق) کو بھی بلاکمی کیے ادا کرتا ہے۔ گویا حقوق اللہ اور حقوق الناس دونوں کو ادا کرتا ہے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ خدا کی ہر نعمت ہمارے پاس خدا کی امانت ہے۔ ہر نعمت کو خدا کی مرضی کے مطابق خرچ کرنا خدا کی نعمتوں کی حفاظت کرنا ہے۔ خدا کی کتاب، شریعت اور دین بھی خدا ہی کی امانتیں ہیں۔

اب اِسی طرح مال، اولاد، منصب، صحت، علم، تجربہ، اثر رسوخ، عزت، شہرت۔ یہ سب خدا کی امانتیں ہیں۔ اِن سب کی حفاظت کرنا یہ ہے کہ اِن سب چیزوں کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ خدا کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔ اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب انسان اِن تمام نعمتوں کو خدا کی امانتیں سمجھے، اپنا یا اپنے باپ کا مال نہ سمجھے۔

*...... (تفسیر نمونہ)

۴۔ ایک عظیم امانت

اِن ہی امانتوں میں ایک عظیم امانت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت اور ولایت ہے اسی لیے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اِس آیت کی تلاوت فرمائی: ←

www.drhasanrizvi.com

"اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا" (سورۃ النساء آیت ۵۸ پ ۵)

یعنی: "یقیناً اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے اہل (مالکوں) کی طرف لوٹا دو (ادا کر دو)۔

پھر فرمایا: "یہاں امانت سے مراد حکومت و ولایت بھی ہے، جس کو اُن کے اہل کو سپرد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

★ .... (تفسیر برہان)

امانتیں دو قسم کی ہوتی ہیں

(۱) اللہ کی امانت ۔ (۲) بندوں کی امانت ۔

اللہ کی امانت ادا کرنا یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج ادا کرنا وہ بھی صحیح طریقے سے ۔ اور بندوں کی امانت ادا کرنا یہ ہے کہ خرید و فروخت اور گواہی دینے کے معاملات میں ایمانداری سے کام لے کسی طرح کسی دوسرے کا حق نہ مارے ۔

.... (تفسیر مجمع البیان)

مومن کی چھٹی علامت

مومن کی چھٹی علامت آیت میں یہ بیان ہوئی ہے کہ: "وہ اپنا کیا ہوا عہد، معاہدہ، وعدہ پورا کرے ۔ عہد تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ (۱) اللہ کے احکامات (۲) نذر و منّت (۳) عقود (معاہدے) مومن پر تینوں قسم کے عہد پورے کرنا واجب ہیں ۔

★ .... (تفسیر انوار النجف)

★ کسی بھی معاشرے کے اجتماعی نظام کا قیام وعدوں کی وفا اور امانتوں کی حفاظت کے بغیر ممکن ہی نہیں ۔ اگر یہ چیز معاشرے میں باقی نہ رہے تو معاشرے کا توازن بگڑ جائے گا اور ہر چیز درہم و برہم ہو جائے گی ۔ ★ .... (تفسیر نمونہ)

★ "خدا کی سب سے بڑی امانت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت، سرپرستی اور حکومت ہے، اس لئے اُس کا اُن کو سپرد کر دینا بھی امانتوں کی حفاظت کرنا ہے۔" ★ .... (مؤلف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر عبد الرحمٰن ابن ملجم (حضرت امام علیؑ کا قاتل) اپنی تلوار بھی مجھے امانتاً رکھنے کو دے تو میں وہ بھی اُس کو اُسی طرح واپس کروں گا جیسی کہ اُس نے مجھے امانتاً دی تھی۔" (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝٩ اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

نماز کی اہمیت

ملاحظہ فرمائیں کہ مومنین کی صفاتِ حسنہ کے ذکر کا آغاز بھی نماز سے کیا، اور اختتام بھی نماز پر ہوا۔

(تفسیر ماجدی)

مومنین کی جامع صفات

یہاں مومنین کے اوصاف اور اعمالِ صالح کی تفصیل بڑی جامعیت کے ساتھ بیان ہوئی۔ حقوق اللہ اور حقوق الناس، دونوں کا بھرپور بیان ہوا۔ اوامر کے ساتھ ساتھ نواہی کی پابندی کی تعلیم دی گئی۔ نماز اللہ کے حقوق کی ادائیگی کی نمائندہ ہے، اور زکوۃ اور امانت داری حقوق العباد اور غرباء پروری کے ترجمان ہیں۔ پوشیدہ جنسی اعضاء کی حفاظت کرنے کا حکم، فحاشی اور زناکاری سے روکنا ہے۔ پھر صرف بیویوں کا استثناء ہر قسم کی جنسی بے راہ روی اور غیر فطری مُفِر اور فحش حرکتوں سے بچانے کا فطری اور دائمی انتظام ہے۔

(ملخص از فصل الخطاب)

★ مومن کی ساتویں نشانی نماز کو پابندی سے ادا کرنا ہے۔ پہلی نشانی نماز میں خشوع تھی اور آخری نشانی نماز کو پابندی سے ادا کرنا ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

نمازوں کی حفاظت

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا: "اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔" تو نمازوں کی حفاظت کے معنی تمام اوقاتِ نماز میں نماز کو پابندی کے ساتھ اوقات کے اندر ادا کرنا، آدابِ نماز، ارکانِ نماز، اجزائے نماز۔ غرض نماز سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی نگہداشت (حفاظت) کرنا۔ مثلاً جسم اور کپڑے پاک ہوں۔ وضو ٹھیک طرح سے کیا جائے، صحیح وقت

www.drhasanrizvi.com

میں نماز پڑھی جائے ۔ وقت ٹال کر نہ پڑھی جائے ۔ نماز کے تمام ارکان پورے سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کیے جائیں ۔ نماز کو ایک بوجھ کی طرح جلدی سے اُتار کر نہ پھینکا جائے ۔ یا ۔ نماز کو ایک رٹی ہوئی عبارت سمجھ کر ہوا میں نہ پھونک دیا جائے ۔

(تفہیم القرآن) ......*

نماز کے فوائد اور اہمیت

* غرض نماز (۱) روح کی بیداری کا ذریعہ ، (۲) خداوندِ کریم سے تعلق اور رابطہ (۳) نفس کی اعلیٰ تربیت کا بہترین ذریعہ ، (۴) گناہوں سے بچاؤ کا مؤثر طریقہ (۵) تمام نیکیوں ، خوبیوں کے انجام دینے کے لیے بہترین آمادگی کا وسیلہ ہے (۶) گذشتہ گناہوں کی معافی کا نسخۂ کیمیا ، (۷) دُعاؤں کی قبولیت کی ضمانت (۸) دنیا اور آخرت کی عزت و رفعت ہے ۔

اِس آیت اور پہلی آیت کا فرق

پہلی آیت میں (صَلٰوۃ) کا لفظ مفرد استعمال ہوا ہے جبکہ اِس آیت میں (صَلَوٰتِہِمْ) جمع کی صورت میں استعمال ہوا ہے ۔ اِس طرح پہلی آیت تو نماز کی روح کو ، نماز کی باطنی کیفیت کو بیان کر رہی ہے ، وہ کیفیت جو انسان کے تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ جبکہ یہ آیت نماز کے اوقات ، آداب ، شرائط اور تعداد کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہنے کا حکم دے رہی ہے ۔

(تفسیر نمونہ) .....*

جنابِ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا

(۱) " نماز دین کا ستون ہے ، جس نے نماز کو ترک کر دیا اُس نے اپنے دین کو منہدم کر دیا
(۲) نماز مومن کی معراج ہے ۔ (۳) اگر نماز قبول ہو گئی تو تمام اعمال قبول ، اور اگر نماز رد کر دی گئی تو تمام اعمال رد کر دیے جائیں گے ۔"

ارشادِ خداوندی ہے کہ " وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ " (اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ)
(سورۃ الروم آیت ۳۰ پ ۲۱)

www.drhasanrizvi.com

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ (۱۰) (بس) یہی لوگ (جنّت کے) وہ
وارث و مالک اور قابض ہیں،

الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ (۱۱) جو میراث میں "فردوسِ بریں" (یعنی)
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے ایکدوسرے
سے ملے جلے کئی کئی گلشن درگلشن، چمن درچمن پائیں گے، جن کے گرداگرد
اونچی اونچی دیواریں کھنچی ہوں گی، اور وہ اُن کے محلات سے بھی ملے ہوئے
ہوں گے، اور وہ اُس (جنّت) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

جنّت کے وارث ہونے کے معنی

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ "مومنین جنّت کے وارث ہوں گے"۔ کیوں کہ (۱) وراثت صرف اُس کو ملتی ہے جو اُس کے پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ مثلاً باپ کے بعد اُس کے بیٹے، بیٹیوں ہی کو ملتی ہے۔ غیر کو نہیں۔ اِس لیے جنّت بھی صرف اُسی کو ملے گی جو اپنے اعمال کی بنا پر جنّت کے پانے کا مستحق ہوگا، خواہ مخواہ نہیں مل جائے گی۔

(۲) وارث ہونے کے دوسرے معنی ایک حدیث میں یہ بیان ہوئے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "ہر انسان کے آخرت میں دو گھر ہوتے ہیں۔ ایک گھر جنّت میں اور ایک جہنّم میں۔ اب جو شخص اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے جہنّم میں جائے گا تو جنّتی لوگ اُس کے گھر کے وارث بن جائیں گے۔

اِسی طرح جہنّم میں جانے والے اُن لوگوں کے گھروں کے وارث ہوجائیں گے جو جنّتی لوگوں کے گھر جہنّم میں تھے اور وہ لوگ جنّت میں چلے گئے"۔

......* (تفسیر برہان، تفسیر صافی، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فردوس

قرآن مجید کے نزول سے پہلے عرب کے کلام جاہلیت میں بھی "فردوس" کا لفظ مستعمل تھا اِس کے معنی کئی کئی باغوں کے مجموعے کے ہوتے ہیں۔ اِس سے یہ تصوّر ہوتا ہے کہ کوئی بہت ہی بڑی جاگیر ہے جس میں بکثرت باغ، چمن اور گلشن پائے جاتے ہیں۔ "سورۃ الکہف" میں خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: "اُن کی مہمانی کے لیے فردوس کے باغ ہیں۔" (سورۃ الکہف آیت ۱۰۸ پارہ ۱۶)

..... (تفہیم القرآن)

پچھلی دس آیتوں کا خلاصہ

اِن پچھلی دس آیتوں میں پانچ باتیں خاص طور پر بیان کی گئی ہیں۔

(۱) جو لوگ ابدی حقیقتوں کو دل سے قبول کریں گے وہ حقیقی مکمل ابدی کامیابی کے مالک ہوں گے۔

(۲) یہ کامیابی صرف دل سے مان لینے کا نتیجہ نہ ہوگی، بلکہ ایمان اور عمل دونوں کا اجتماعی نتیجہ ہوگی۔ یعنی خدائی تعلیمات کو پہلے دل سے ماننا ضروری ہے، پھر اِن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

~ (رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل ∴ جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے) ؟

(۳) فلاح یعنی کامیابی صرف مادّی خوشحالی ہی کا نام نہیں ہوتا، بلکہ ایک وسیع تر ابدی حالتِ خیر کا نام ہوتا ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی بھرپور کامیابی اور آسودگی۔ اور یہ چیز ایمان و عمل کے بغیر حاصل کرنے کا تصوّر بھی محال ہے۔ یہ فارمولا، نہ تو گمراہوں کی دنیوی خوشحالی توڑ سکتی ہے اور نہ مومنین کا دنیا میں عارضی طور پر مصائب میں گرفتار ہونا توڑ سکتا ہے۔

(۴) مومنین کے اعلیٰ اوصاف جناب رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی دلیل ہیں۔ کیوں کہ اگر اسلام کی تعلیمات حق نہ ہوتیں تو اتنے اعلیٰ اور صالح نتائج کس طرح پیدا ہوتے ؟

(۵) خود انسان کا اپنا وجود اور کائناتِ عالم کا پورا نظام توحید اور آخرت کے برحق ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ تمام تاریخی کشمکشوں کا صرف ایک ہی آخری نتیجہ نکلتا ہے کہ حق کو ہمیشہ فتح حاصل ہوتی ہے۔

..... (ملخص از تفسیر کبیر فخرالدین رازی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ (۱۲) اور بہ تحقیق ہم نے انسان کو
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ مٹی کے خلاصے، جوہر یا نچوڑ سے بنایا۔

★ غذائے انسانی کا مٹی سے پیدا ہونا بالکل ظاہر ہے، اور غذائے حیوانی کا آخری ماخذ بھی مٹی ہی ہے۔

(تفسیر ماجدی)

خداوندِ عالم کی عظمتِ تخلیق

اللہ تعالیٰ کی عظمتِ تخلیق کو ملاحظہ فرمائیں کہ کیسی حقیر چیز مٹی یا نطفے سے انسان جیسا شاہکار بنادیا۔ یہ بڑا کمال ہے (اور کیسی عظیم خدا کی قدرتِ تخلیق ہے۔) ★ (تفسیر نمونہ)

"سُلٰلَةٍ" (بروزن عصارۃ) اُس چیز کو کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے لی جائے اور جو اُس کا نچوڑ، خلاصہ یا جوہر ہو۔

(تفسیر مجمع البیان)

ہمارے شیعوں کے دل ہماری مٹی سے خلق ہوئے

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ: "خدا نے ہمیں "علیین" سے پیدا کیا ہے اور ہمارے شیعوں کے قلوب کو اُسی مٹی سے پیدا کیا جس سے ہم کو پیدا کیا، اور اُن کے جسم دوسری مٹی سے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دل ہماری طرف مائل رہتے ہیں۔" (ملخصاً از اردو ترجمہ اصول کافی جلد دوم صـ ۲۹۶)

★ ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے بھید اور علم عطا فرمائے اور اُن کی تبلیغ کا ہمیں حکم دیا لیکن ہم نے اُس کے لیے مناسب جگہ نہ پائی، اور نہ ایسے لوگ پائے جو ہماری تعلیم کے متحمل ہو سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم کو پیدا کیا جن کی طینت محمدؐ و آلِ محمدؐ اور اُن کی ذریت کی طینت سے تھی۔ اور اُن کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے نور سے پیدا کیا۔ اور اپنی رحمت سے اُن کی خلقت میں وہی کیا جو حضرت

www.drhasanrizvi.com

محمدؐ اور اُن کی ذریت کے ساتھ کیا تھا۔

پس جس امر کی تبلیغ کا ہم کو حکم دیا گیا تھا، ہم نے اُن کو تبلیغ کی۔ انھوں نے اُسے قبول کیا۔ اور اُس کے متحمل ہوئے۔ پس ہم اُن کو جو تعلیم حاصل ہوتی، وہ اُسے قبول کرتے، اور متحمل ہوتے رہے، اِس طرح ہمارا ذکر اُن تک پہنچا، اور اُن کے دل ہماری معرفت اور ہماری حدیث کی طرف مائل ہوئے۔ اگر وہ اِس طرح پیدا نہ کیے گئے ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ واللہ وہ ہماری حدیث کا تحمل نہ کر پاتے۔

پھر امام علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک بلند فرمایا اور گریہ فرمایا، پھر خداوندِ عالم سے یہ دعا فرمائی: "خداوندا! یہ مومن لوگ بہت کم ہیں، اِن کی زندگی ہماری سی زندگی اور اِن کی موت ہماری سی موت قرار دے، اور دشمنوں کو اِن پر مسلّط نہ کر۔ یہ امر ہمارے لیے دردناک ہوگا، اگر تُو نے اُن کی وجہ سے ہمیں دردناک کیا تو زمین پر تیری عبادت کبھی نہ ہوگی۔ اور دُرود و سلام ہو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر۔

(ملخص از اُردو ترجمہ اصول کافی جلد دوم صفحہ ۲۲۱)

مومن کی خلقت جنّت کی مٹّی سے ہوئی

جابرؓ نے حضرت امام جعفر صادق ؑ کے سامنے ٹھنڈی سانس بھری اور عرض کی: فرزندِ رسولؐ! کبھی کبھی مجھے کسی مصیبت کے بغیر یا سانحہ کے بغیر غم محسوس ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"؟ آپؑ نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے مومن کو جنّت کی مٹّی سے پیدا کیا ہے اور اُن کی روح میں جنّت کی ہوا ملائی ہے، جبھی تو مومن، مومن کا حقیقی بھائی ہے مومن دنیا کے کسی حصّے میں ہو، اگر کسی روح کو صدمہ پہنچتا ہے تو اپنے اُسی تعلّق کی وجہ سے دوسری روح غمگین ہوجاتی ہے۔

(ملخص از کتاب المومن تالیف حسین بن سعید اہوازی ص ۹۵ حدیث ۴)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ (۱۳) پھر اُسے نطفہ (یعنی) ٹپکا ہوا قطرہ قرار دے کر ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اجداد طاہرین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عورت کے رحم میں چالیس دن تک جو قطرہ ڈالا جاتا ہے، وہ نطفہ رہتا ہے۔ چالیس دن کے بعد وہ علقہ یعنی جما ہوا خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن مُضغہ (یعنی) گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے، پھر اس کے بعد نر یا مادہ بنتا ہے۔ اِس لیے اگر لڑکا چاہتے ہو تو استقرارِ حمل کے چار مہینے کے اندر دعا مانگو۔ کیوں کہ چار ماہ کے بعد وہ لڑکا یا لڑکی بن چکا ہوتا ہے۔ پھر اُس میں روح ڈالی جاتی ہے۔

★ ...... (تفسیر برہان، الکافی)

حمل ساقط کرنے کا خون بہا

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "روح داخل ہونے سے پہلے جنین (بچے) کی دِیت (خون بہا) ایک سو دینار مقرر ہے۔ اور منی کے قرار پکڑنے سے جنین بننے تک پانچ منزلیں ہیں۔ پہلی منزل نطفہ، دوسری علقہ، تیسری مضغہ، چوتھی منزل میں ہڈیوں کی پیدائش، پانچویں منزل میں ہڈیوں پر گوشت پوست کا لباس۔ اس کے بعد وہ جنین (بچہ) کہلاتا ہے۔ اس کے ساقط کرنے کا خون بہا ایک سو دینار ہے۔ اس سے پہلے کی ہر منزل کے لیے بیس دینار خون بہا ہوگا۔ یعنی نطفے کے اسقاط کی دِیت بیس دینار، علقے کے ساقط کرنے پر چالیس دینار، مضغے کی ساٹھ دینار، ہڈیاں پیدا ہونے کے بعد اَسّی دینار، گوشت پوست پیدا ہونے کے بعد ایک سو دینار، اس کے بعد جب روح داخل ہو جائے اگر مذکر ہو تو ایک ہزار دینار اور مؤنث ہو تو پانچسو دینار خون بہا ہوگا۔"

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

(۱۴) پھر ہم نے اُسے جمے ہوئے خون کا لوتھڑا بنا دیا، پھر اُس لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر اُسے ایک بالکل ہی دوسری مخلوق بنا کر کھڑا کر دیا۔ پس کیسی بڑی شان اور برکتوں والا ہے اللہ، جو سب پیدا کرنے والوں سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

زندہ معجزات

انسان کی پیدائش میں نُطفے کے مرحلے سمیت پانچ مختلف مراحل آتے ہیں جن میں سے ہر ایک مرحلہ بجائے خود ایک حیرت انگیز عالم ہوتا ہے۔ گویا انسان کی تخلیق عظیم عجائبات و معجزات کا مجموعہ ہے۔ آج تک جدید ترین سائینس دان اس موضوع پر زبردست تحقیقات کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں اِسی موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ ناسا کے امریکن خلائی مرکز (ہیوسٹن) میں ہر وقت تخلیقِ انسانی کی فلم مفت دکھائی جاتی ہے۔ (مؤلف)

قرآن مجید نے اُس وقت انسانی خِلقت کے عجوبے کا انکشاف کیا جب خود سائنس نے اس کا نوٹس تک نہ لیا تھا۔

* ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آرٹ کے دشمن

★ کسی بھی آرٹ کے دو بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ (۱) اندھیرا (۲) پانی۔ کوئی بڑے سے بڑا آرٹسٹ اندھیرے میں اپنے آرٹ کا کمال نہیں دکھا سکتا۔ اور کتنی بھی اعلیٰ تصویر ہو لیکن پانی کا ایک گلاس اُس کو تباہ کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کی شان ملاحظہ فرمائیں کہ وہ انسان کی تخلیق رحمِ مادر میں کرتا ہے، جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے، اور پانی ہی پانی۔ (سبحان اللہ)

★ ۔۔۔۔۔۔ (مؤلف)

خَلْقًا اٰخَرَ۔ بالکل دوسری مخلوق

یہی وہ چیز ہے جسے روحِ انسانی کہتے ہیں۔

جہاں تک ڈارون غریب کی نظر نہ پہنچ سکی۔ وہ انسان کو صرف ترقی یافتہ حیوان (بندر) ہی سمجھتا رہا۔ وہ روحِ انسانی کو نہ سمجھ سکا۔

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

کہا منصور نے خدا ہوں میں ⁘ ڈارون بولا بوزنہ (بندر) ہوں میں

سن کے کہنے لگے مرے اک دوست ⁘ فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

★ ۔۔۔۔۔۔ (اکبر الٰہ آبادی)

★ سلسلہ تخلیق کے اس بیان میں حضرت آدمؑ اور اولادِ آدمؑ دونوں کو سمو دیا گیا ہے۔ پہلے یہ فرمایا: "آدمؑ کو مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا"۔ تو یہ ابوالبشر حضرت آدمؑ کی تخلیق کا بیان ہے (جو آیت ۱۲ میں ہوا ہے)۔

★ ۔۔۔۔۔۔ (تفسیر جلالین)

اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ

اور خداوندِ عالم کا انسان کی تخلیق کے بعد خود کو "سب پیدا کرنے والوں سے بہترین پیدا کرنے والا" کہنا، اِس بات کی دلیل ہے کہ (۱) انسان اشرف المخلوقات ہے۔ (۲) انسان ایسا نقشِ اکمل ہے کہ جس کی تخلیق پر خود خالقِ کائنات کو ناز ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے اولین مصداق ہم جیسے گنہگار انسان تو نہیں ہو سکتے۔ جو بعض اوقات اپنے اعمال میں جانوروں سے

www.drhasanrizvi.com

بھی پست اور بدتر ہو جاتے ہیں۔ اس عظمت اور اشرفیت کا کامل نمونہ وہی کامل افراد ہو سکتے ہیں جو ہر حیثیت سے خالق کے بلند ترین شاہکار ہیں۔ (یعنی انبیاء کرامؑ و اولیاء عظامؑ)

★ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ خلق کرنے کی صفت کسی نہ کسی درجے تک اللہ ہی کی عطا کی وجہ سے دوسروں کے لیے بھی ثابت ہے۔

★ ...... (تفسیر تبیان)

(۳) اس کی مثالیں قرآن سے بھی ملتی ہیں۔ اس لیے یہ عقیدہ کہ انسان کسی درجے میں خود اپنے افعال کا بھی خالق نہیں، قرآن کے خلاف ہے۔ انسان کم از کم اپنے افعال کا ضرور خالق ہے۔

★ ...... (تفسیر فصل الخطاب)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اس آیت میں خود خدا نے خبر دے دی ہے کہ اُس کے بندوں میں بھی خالق ہو سکتے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ کے لیے خود خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ: "انھوں نے حکمِ خدا سے گندھی ہوئی مٹی سے پرندوں کی صورت پیدا کردی۔"

★ ...... (تفسیر صافی صـ ۳۴۲ بحوالہ التوحید)

★ غرض حقیقی خالق تو صرف خدا ہے جو لاشئ سے شئ پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے خدا نے ارشاد فرمایا: "یاد رکھو کہ خلق اور امر صرف خدا ہی کے لیے ہے۔" (القرآن) لیکن مجازی معنی میں غیرِ خدا کے لیے بھی خلق کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

بڑی غلطی مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ خدا نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو پیدا کیا، اور محمدؐ و آلِ محمدؐ نے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے اس لیے کہ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جو شخص یہ کہے کہ خدا ہمارے (محمدؐ و آلِ محمدؐ کے) افعال کا خالق ہے اور خدا نے خلق اور رزق کا معاملہ اپنے بندوں کے سپرد کر رکھا ہے، وہ تفویض کا قائل ہوا جبکہ جبر کا قائل کافر اور تفویض کا قائل مشرک ہے۔"

★ ...... (عیون اخبار الرضاؑ)

www.drhasanrizvi.com

نتائج

محققین نے نتیجہ نکالا کہ: (۱) جو خدا پانی کے ایک چھوٹے سے قطرے سے ایک انسان کو پہلی پہل بنا سکتا ہے، وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی زندگی عطا کر سکتا ہے (کیوں کہ جو خدا لَاشَیْءُ سے شَیْءُ بنا سکتا ہے، وہ شَیْءُ سے شَیْءُ کیوں نہیں بنا سکتا؟)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ خدا نے انسان کی تخلیق کے پانچ مراحل کا ذکر لفظ "خلق" کے ساتھ فرمایا اور آخری مرحلے کو "اَنْشَاءُ" کے لفظ سے تعبیر کیا۔ عربی میں کسی چیز کے ایجاد کرنے کے ساتھ ساتھ پالنے کو "اَنْشَار" کہتے ہیں۔ گویا خدا نے انسان کی تخلیق بھی فرمائی اور پرورش بھی۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ نکالا گیا کہ انسان کی آخری منزل پہلی تمام منازل و مراحل (نُطفہ، عَلقہ، مُضغہ ہڈی، گوشت پوست) سے بالکل مختلف ہے۔ اِسی چیز کو قرآن نے "نئی خِلقت" فرمایا۔ اور اسی کے بعد اپنی تخلیق کی تعریف فرمائی۔ یہی وہ منزل ہے جب بے جان "جَنین" زندگی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اِسی میں حرکت و احساس پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو "نفخِ روح" (روح کا پھونکا جانا) کہتے ہیں۔ یہی وہ منزل ہے کہ انسان ایک جست لگا کر جماداتی و نباتاتی زندگی سے حیوانی، بلکہ انسانی زندگی میں قدم رکھتا ہے پھر وہ اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ "خَلَقْنَا" کے لفظ سے بیان نہیں کیا جا سکتا، بلکہ "ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ" فرما کر اُس کی بلندی کو بیان کیا۔ اب انسان خدا کی خلافت مجازی کا اہل بن جاتا ہے۔ خدا کی امانت (اطاعت) کو اُٹھاتا ہے، عالمِ کبیر بن جاتا ہے۔ ★...... (تفسیر نمونہ)

★ یہاں پر خدا کا یہ فرمانا کہ اس کے تمام سیل ہڈیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، پھر ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھتا ہے۔ یہ مرحلہ ایک سائنسی معجزہ ہے، کیوں کہ قرآن یہ نہیں کہتا کہ ہم نے مُضغہ کو ہڈی اور گوشت میں بدل دیا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ "مُضغہ" کو ہڈی بنایا۔ پھر اُس پر گوشت کا غلاف چڑھایا"۔ معلوم ہوا کہ مُضغہ پہلے ہڈی میں تبدیل ہوتا ہے، پھر اُس پر گوشت کی تہ چڑھتی ہے۔ اُس زمانے میں جب کوئی طریقہ رحمِ مادر کے اندر دیکھنے کا نہ تھا، اِس قدر درست بیان، قرآن کے کتابِ خدا ہونے اور صداقت کی بیّن دلیل ہے۔

★..... (تفسیر فی ظلال القرآن)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوۡنَ ⑮ (۱۵) پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔

ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ ⑯ (۱۶) پھر تم قیامت کے دن از سرِ نو ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ‌ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِيۡنَ ⑰ (۱۷) اور ہم نے تمہارے اوپر سات راستوں والے طبق یا آسمان بنائے غرض ہم پیدا کرنے (کے کسی طریقے) سے غافل یا ناواقف نہیں۔

آیت ۱۶ میں بتلایا جارہا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد تمام چیزیں، تمام کہانی ختم نہیں ہو جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کی زندگی ایک فضول کھیل تماشا بن جاتی۔ اسی لیے فوراً یہ فرمایا گیا کہ "پھر تم روزِ قیامت ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔"

(تفسیر نمونہ) ......★

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا ∴ تیرے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے
(اقبال) ......

(آیت ۱۷) پرانے زمانے کے مفسرین کے نزدیک یہ "راستے" صرف فرشتوں کے آسمانوں پر جانے کے راستے مراد ہیں۔

(جلالین - تبیان - تفسیر علی ابن ابراہیم - تفسیر کبیر وغیرہ) ......★

★ لیکن قرآن قیامت تک کے انسانوں کے لیے اُترا ہے اس لیے اب یہ آیت ہمارے زمانے کے

www.drhasanrizvi.com

فضائی خلانوردوں کی رہنمائی بھی کرسکتی ہے۔

* ۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

سات راستے

★ خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "تمہارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے" اِس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم اپنے دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب کررہے ہو، جبکہ ہم نے تم سے بھی کہیں زیادہ بڑی چیزیں سات آسمان بنائے ہیں، تو ہمارے لیے تمہارا دوبارہ پیدا کردینا کون سی بڑی بات ہوگی؟ دوسری اِسی بات کو یوں فرمایا:

"آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، انسان کو (دوبارہ) پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا کام ہے۔"

* ۔۔۔۔۔ (سورۃ المومن آیت ۵۷)

"خدا ہم سے غافل نہیں" کا مطلب

★ اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "ہم اپنی مخلوقات کی طرف سے غافل نہیں۔" یعنی یہ جو ساری کائنات ہم نے بنائی ہے، یہ کھیل تماشے کے لیے اَلل ٹپ نہیں بنائی، بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بنائی ہے اِسی لیے کائنات کے ذرّے ذرّے میں ایک مقصدیّت اور معنویّت دکھائی دیتی ہے، جو بنانے والے کے حکیم (عقلمند) ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اب خدا کا فرمانا کہ "ہم اپنی مخلوقات سے غافل نہیں ہوئے" یعنی: ہم اُن کی تمام فطری ضروریات کو فراہم کرتے رہتے ہیں۔ ایک ایک ذرّے کی حالت اور ضرورت سے واقف ہیں۔

* ۔۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

★ اِسی لیے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ: مثلاً: ہم تمہاری ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ایک خاص مقدار میں ٹھیک حساب کے مطابق پانی اُتارتے رہتے ہیں۔ اِن تمام انتظامات سے تم خود سمجھ لو کہ اِن تمام تخلیقات کا ضرور ایک مقصد ہے جو حیات بعد الموت، اور جزاء و سزاء کے بغیر پورا ہی نہیں ہوسکتا۔

* ۔۔۔۔۔ (مؤلف)

عربی میں سات کا لفظ

عربی زبان میں سات کا لفظ تکثیر کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی کئی آسمان۔ یعنی ہم نے تمہارے اوپر بہت سے کرّے، اجرامِ فلکی، ستارے اور سیارے بنائے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

★ محققین نے لکھا کہ "طَرَآئِق" (راستے) طبقات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں یعنی مختلف فاصلوں پر مختلف عالم ہیں، بعض دور ہیں اور بعض تم سے قریب ہیں۔

★ اور اگر سَبْعَ کے معنی صرف سات لیے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس کائنات کو تم دیکھ رہے ہو اور جس میں تم رہ رہے ہو، وہ کہکشاؤں، سیاروں اور ستاروں کا مجموعہ ہے، اس کے علاوہ بھی سات عالم ہم نے اور بنائے ہیں، جن کو تم نہیں جانتے۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

ایک اور تفسیر

یہ بھی لکھی گئی ہے کہ اگر ہم نظامِ شمسی کا بغور جائزہ لیں تو سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں کی کل تعداد نو ہے۔ عُطارد اور زُہرہ نامی دو سیارے کا مدار زمین کے مدار کے نیچے ہے۔ اور باقی چھ سیاروں کا مدار زمین کے اوپر ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے چند منزلہ عمارت کی منزلیں ہوتی ہیں۔ چاند کا مدار بھی زمین کے اوپر ہے۔ اس طرح زمین کے اوپر والی منزل کے کُل سات مدار ہیں۔ گویا زمین کے اوپر کُل سات منزلیں ہیں۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) خداوندِ عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم نے فرشتوں کی آمد و رفت کے لیے تمھارے اوپر بہت سے راستے بنا رکھے ہیں۔ اس طرح ہم تمھارے حالات سے بے خبر نہیں ہم ہی نہیں ہمارے فرشتے بھی تمہاری تمام حرکتوں کے گواہ ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

نتیجہ (۲) اس کائنات کا ایک پورا نظام ہے جو عالمِ مادّی سے بلند عالمِ امر یا عالمِ ملکوت ہے۔ اُسی عالم سے فرشتے ہر وقت زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں، اور سارے انتظامات خداوندِ عالم کے حکم کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔ (۳) مختلف کہکشاؤں اور عالموں کی کثرت سے کہیں یہ دھوکا نہ ہو جائے کہ پیدا کرنے والا پیدا کر کے سب کچھ بھول چکا ہے۔ اس لیے آخر میں ارشاد فرمایا: "وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ" (یعنی) "ہم اپنی مخلوقات سے غافل نہیں۔"

★ ...... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ (۱۸) اور ہم نے آسمان سے ٹھیک
بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی ٹھیک اندازے کے ساتھ خاص
الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى مقدار میں پانی اُتارا، اور اُس کو
ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ زمین میں ٹھہرا دیا۔ جبکہ یہ بھی حقیقت
ہے کہ ہم اُسے بہا کر لے جانے پر بھی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ: زمین، دریاؤں، جھیلوں وغیرہ کی صورت میں جو پانی ہے وہ اصل میں ابر ہی سے برسا ہوا ہے، جسے یہاں آسمان سے اُتارنا فرمایا گیا ہے۔

(تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ علم فقہ کی بعض اونچی کتابوں میں بھی یہ تصوّر بالکل واضح ہے کہ زمین پر جو پانی ہے اُس کی اصل بارش ہے۔

(فصل الخطاب)

دوسرا مطلب یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ آغازِ آفرینش سے خداوندِ عالم نے بیک وقت اتنی زیادہ مقدار میں پانی خلق فرما دیا تھا جو قیامت تک اِس کرّے کی ضرورت کے لیے کافی ہوگا۔ یہی پانی سمندروں میں بھی ہے اور برسنے کے بعد زمین کے اندر ٹھہرا ہوا ہے جسے Sub. soil water کہتے ہیں۔ اب اسی پانی کے اُلٹ پھیر سے بارش یا برف باری وغیرہ ہوتی ہے، دریا بہتے اور چشمے اُبلتے ہیں۔ کنوئیں کاریزیں پانی فراہم کرتے ہیں۔ پھر یہ پانی دوبارہ سمندر میں واپس آجاتا ہے۔ شروع سے آج تک اس قدر پانی خرچ ہونے کے بعد بھی اس کے ذخیرے میں ایک قطرہ بھر کمی ہوئی ہے، نہ اضافہ۔ (سبحان اللہ)

www.drhasanrizvi.com

دوسری حیرتناک بات یہ ہے کہ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن، دو گیسوں کے ملانے سے بنا ہے۔ اب یہی دو گیسیں آج بھی موجود ہیں، مگر آج کون ہے کہ ان دونوں گیسوں کو اُس خاص تناسب کے ساتھ نہیں ملنے دیتا کہ پانی بن جائیں؟ کوئی دہریا اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ پھر اگر یہ پانی، ہوا، گرمی سردی کے الگ الگ خدا ہوتے تو اس قسم کی ہم آہنگی Planning اور Correlation نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر آج بھی پانی اُسی طرح بنتا رہتا تو ہر طرف بس پانی ہی پانی ہوتا۔

(تفہیم القرآن) ......*

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کورِ ذوق ایسا ∴ کہ بوئے گُل سے بھی تجھ کو ملا نہ گُل کا سُراغ

(اقبال)

"سورۃ الملک" میں ارشاد فرمایا: "اُن سے کہو! کبھی تم نے سوچا کہ اگر تمھارے کنویں کا یہ پانی زمین کے اندر ہی غائب ہو جائے، تو پھر کون ہے جو تمہیں بہتے ہوئے چشمے لا کر دے گا؟"

(سورۃ الملک آخری آیت) ....*

جدید سائنس نے بتایا ہے کہ زمین کے نیچے مختلف طبقات ہوتے ہیں۔ کچھ طبقاتِ زمین پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، اور دوسرے طبقے پانی کو جذب نہیں کرتے اُن کو THE CROST کہتے ہیں۔ اگر زمین کا ہر طبقہ پانی کو جذب کرنے والا ہوتا تو بارش کا تمام پانی فوراً زمین کی گہرائیوں میں پہنچ جاتا اور زمین کی پوری سطح خشک رہتی اور یہیں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملتا۔ اور اگر ساری زمین غیر جاذب یا سنگلاخ ہوتی تو بارش کا سارے کا سارا پانی سطح زمین کے اوپر ہی جمع رہتا، اس قدر رطوبت اور گندگی ہو جاتی کہ جینا دشوار ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان ہے کہ اُس نے زمین کے اوپر کے طبقے کو جاذب اور زمین کے نچلے طبقوں کو غیر جاذب بنایا ہے۔

پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہزاروں سال پُرانا برسا ہوا پانی زمین کی نچلی سطح میں جا کر خراب، بدبودار نہیں ہو جاتا، بلکہ بہترین، قابلِ استعمال پانی کی شکل میں جمع رہتا ہے۔ پھر پانی کا بہت سا ذخیرہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف بن کر جمع رہتا ہے اور پگھل پگھل دریاؤں کی شکل میں بہتا اور زمینوں کو سیراب کرتا ہے

(تفسیر نمونہ) ....*

www.drhasanrizvi.com

فَاَنۡشَاۡنَا لَکُمۡ بِہٖ جَنّٰتٍ (۱۹) پھر اِسی (پانی) کے ذریعے تمھارے
مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ ۘ لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات
لَکُمۡ فِیۡہَا فَوَاکِہُ کَثِیۡرَۃٌ پیدا کر دیے، جن میں تمھارے لیے
وَّ مِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ بہت سے میوے اور لذیذ پھل ہیں،
اور اُنہی سے تم اپنی روزی بھی کھاتے کماتے ہو۔

پانی کے فوائد

کیونکہ پچھلی آیتوں میں پانی کے ذخیروں کا ذکر تھا، اُسی حوالے سے اب بارش کے دیگر فوائد اور اثرات بتائے جا رہے ہیں۔ اِسی بارش کے ذریعے ہم نے کھجور اور انگور کے باغ اُگا دیے۔ پھر اِن باغوں سے انسانی غذائی ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ اِس کے علاوہ اِن کے پتّوں سے چٹائیاں اور کپڑے بنتے ہیں۔ اِن کی لکڑی سے فرنیچر اور جڑی بوٹیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جانوروں کا بھی پیٹ بھرتا ہے، اور پھر اِن سے دودھ، گوشت، اور اُون حاصل ہوتا ہے۔ ہر قسم کے پھل، سبزیاں حاصل ہوتی ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "مِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ" اِسی سے تم کھاتے ہو۔" یعنی یہی باغات تمھارا ذریعۂ معاش بھی ہیں۔ جیسے تم کہتے ہو کہ فلاں شخص فلاں کام کی روٹی کھاتا ہے۔ یعنی اُس کی زندگی کی گذر بسر اُسی کام سے ہوتی ہے۔

★...... (تفسیر کبیر امام رازی)

★ عربی میں کہتے ہیں فُلَانٌ یَاۡکُلُ مِنۡ حِرۡفَتِہٖ۔ فلاں شخص اپنے فن کی روٹی کھاتا ہے۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

ایک زندہ معجزہ

پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ انسان کی ابتدا بھی پانی کے قطرے سے ہوتی ہے، اور نباتی زندگی کا آغاز بھی بارش کے پانی سے ہوتا ہے۔ گویا ہر جگہ اللہ کا ایک ہی قانون کام کر رہا ہے۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

(۲۰) اور (زیتون کا) ایک وہ درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طورِ سینا سے نکلتا ہے، جو تیل کو بھی ساتھ لیے ہوئے اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن کا کام دیتا ہے۔

طورِ سینا کے معنی

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ کو طورِ سینا اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُس پر زیتون کے درخت تھے اور جس پہاڑ پر فائدہ مند سبزیاں اور کارآمد درخت ہوں اُس کو طورِ سینا یا طورِ سینین کہا جاتا ہے۔ اور اگر یہ چیزیں پہاڑ پر نہ ہوں، تو اُس کو فقط "طور" کہا جاتا ہے۔"

(تفسیر بُرہان، تفسیر ابنِ عباسؓ)

نجف کی عظمت

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک دفعہ نجف کا ذکر ہوا، جہاں امیرالمومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام مدفون ہیں۔

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "یہ اُسی پہاڑ کا ٹکڑا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کلام کیا تھا۔ اِسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تقدیس ملی۔ اِسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کا لقب ملا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے "حبیب" بنے۔ اور خداوندِ عالم نے اِس جگہ کو تمام نبیوں کا مسکن قرار دیا۔ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ بھی یہیں مدفون ہیں۔"

(تفسیر انوار النجف)

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ ✣ سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

زیتون کا درخت

اِس آیت میں "شجر" سے مراد زیتون کا درخت ہے، جو بحرِ روم کے

www.drhasanrizvi.com

گردو پیش کی اہم پیداوار ہے۔ اس کا درخت ڈیڑھ، دو ہزار سال تک چلتا ہے۔ فلسطین کے زیتون کے بعض درختوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے چلے آرہے ہیں زیتون کو طور سینا کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ یہی علاقہ (فلسطین) اس درخت کا اصل وطن ہے
(تفہیم القرآن) ...... *

★ غرض یہاں پر طور سینا بطور صفت کے استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایسا پہاڑ جو درختوں سے بھرا ہوا خوبصورت ہو۔ "طور" کے معنی "پہاڑ" اور "سینا" کے معنی بابرکت، خوبصورت، اور سرسبز و شاداب۔
(مفردات القرآن امام راغب) ...... *

صِبْغٌ

کے اصلی معنی "رنگ" کے ہیں۔ کیوں کہ کھانا کھاتے ہوئے جب انسان روٹی کے لقمے کو سالن میں بھگوتا ہے تو لقمہ رنگین ہو جاتا ہے، اس لیے تمام قسم کے سالنوں کو "صِبْغ" کہتے ہیں۔ نیز یہ کہ "صبغ" زیتون کے تیل کو بھی کہتے ہیں جسے عرب بطور سالن استعمال کرتے اور مختلف قسم کے سالن اسی سے بناتے ہیں۔

کھجور، انگور اور زیتون کی اہمیت

رہا یہ سوال کہ اس قدر بیشمار پھلوں میں صرف کھجور، انگور اور زیتون ہی کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جدید تحقیقات کے مطابق تمام پھلوں میں سب سے زیادہ صحت کے لیے مفید یہی تین پھل ہیں۔ "زیتون" کا تیل انسانی بدن کے لیے بہترین رطوبت ہے۔ کیونکہ اس میں حرارت کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ یہ جگر کے لیے بہت مفید ہے۔ گردوں کی بیماریوں کا علاج ہے۔ اعصاب کو قوت بخشتا ہے۔ "کھجور" سے حاصل کی ہوئی شکر اعلیٰ اور مکمل غذا ہے۔ کھجور میں سرطان کا علاج ہے، اس میں تیرہ ۱۳ قسم کی حیاتین، اور پانچ قسم کے وٹامن پائے جاتے ہیں۔ "انگور" ماہرین کے نزدیک ایک فطری میڈیکل اسٹور ہے۔ انسانی جسم کے لیے شیر مادر کی خاصیتیں رکھتا ہے۔ یہ گوشت سے دوگنی حرارت جسم میں پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے، بدن سے زہریلے مادے خارج کر دیتا ہے۔ اس میں طرح طرح وٹامنز اور حیاتین ہوتے ہیں جو مقوی جسم انسانی ہیں۔
(تفسیر نمونہ) ...... *

www.drhasanrizvi.com

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾

(۲۱) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تمھارے مویشیوں اور چوپایوں میں ایک سبق موجود ہے، جو کچھ کہ اُن کے پیٹ کے اندر ہے، اُسی میں سے ایک چیز (دودھ) ہم تمھیں پلاتے ہیں۔ اور تمھارے لیے اُن میں اور بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں، اور اُن میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو۔

★ بطن کے معنی عربی میں پیٹ کے ہوتے ہیں۔ بطن، باطن کے معنی میں آتا ہے، جو ظاہر کی ضد ہے۔

جانوروں کے فوائد خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: "جانوروں سے سبق سکھانے والی برکت اور نعمت صرف دودھ ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُن سے اور بھی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔" مثلاً گوشت جو بہترین طاقتور غذا ہے، اُن کی کھالیں ہمارا لباس بنتی ہیں۔ اور دوسری بہت سی چیزیں بنتی ہیں، اُن کے بالوں سے چٹائیاں، کپڑے اور بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ اُن کے خون اور ہڈیوں سے بہت سی دوائیں اور کھاد بنتا ہے۔ اُن کے گوبر سے ایندھن اور کھاد وغیرہ بھی بنتا ہے۔ جانور اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت کا ذریعہ بھی بنتے ہیں، اور ہمیں خداوندِ عالم کا شکر ادا کرنے کی طرف متوجّہ کرتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ، تفسیر انوار النجف)

نتیجہ محقّقین نے نتیجہ نکالا کہ چوپائے، جمادات، نباتات سب انسان کی خدمت کے لیے ہیں۔ اُن کو (مفید سمجھ کر) اپنا معبود یا مخدوم سمجھ لینا انسان کی انتہائی پستی (اور ذلّت) ہے۔ ★.. (تفسیر ماجدی)

؎ نہ تُو زمیں کے لیے ہے، نہ آسماں کے لیے ∴ جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ (۲۲) اور اُن پر اور کشتیوں پر
تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ سوار بھی کیے جاتے ہو۔ ع ۱/۲۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا (۲۳) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے
اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا،
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ تو انھوں نے کہا: "اے میری قوم
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا والو! تم اللہ کی بندگی (یعنی)
تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ مکمّل اطاعت کرو (کیوں کہ) اُس کے
سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ پھر کیا تم (غیرِ خدا کی بندگی جیسے
سخت بُرے کام کے بُرے انجام سے بالکل) نہیں ڈرتے"؟

آیت ۲۲ : مویشیوں اور کشتیوں کا ایک ساتھ ذکر شاید اس لیے فرمایا کہ عرب لوگ سواری کے لیے زیادہ تر اونٹ استعمال کرتے تھے، اور اونٹوں کو خشکی کا جہاز کہتے تھے مثلاً جاہلیت کا ایک شاعر ذوالرّمہ کہتا ہے:

ع سفینۃُ برٍّ تحتَ خدِّی زمامُھا۔ (برّی جہاز جس کی مہار میرے رخسار کے نیچے ہے)

آیت ۲۳ : مطلب یہ ہے کہ اے مشرکو! تم حقیقی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہوئے ڈرتے نہیں رہتے۔ خدا کی سلطنت میں ہو، کھاتے خداوندِ عالم کا ہو، اور دوسروں کی بندگی کرتے ہو، اور اُن کی رُبوبیّت کا کلمہ پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سوچتے کہ اِس بدترین جہالت و حماقت کا کتنا بھیانک اور خوفناک انجام ہوگا۔؟ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾

(۲۴) اِس پر اُن کی قوم کے جن سرداروں نے اُنھیں ماننے سے انکار کر دیا تھا کہنے لگے: "یہ شخص کچھ بھی تو نہیں ہے سوا اس کے کہ یہ بھی تم جیسا ایک آدمی ہے۔ یہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم پر (کسی نہ کسی طرح) فضیلت یا برتری حاصل کر لے۔ اگر اللہ کو (کسی کو) بھیجنا ہی ہوتا تو وہ فرشتے (نہ) بھیج دیتا۔ یہ بات تو ہم نے اپنے پہلے کے باپ، دادا، پر دادا کے وقتوں میں بھی نہیں سُنی (کہ آدمی اللہ کا رسول بن کر آ گیا ہو۔)

★ ائمۂ اہلبیتؑ کے گیارھویں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِس آیت میں مجھے یہ حکم پہنچا ہے، کہ میں لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ میں ظاہری صورت شکل میں تم جیسا ہوں، لیکن جس طرح خداوند عالم آدمیوں میں سے کسی کو حسن و جمال عطا فرماتا ہے اور کسی کو مال و دولت کے ساتھ مخصوص فرماتا ہے اِسی طرح مجھ کو خداوند عالم نے اپنی رسالت و نبوت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ پس تم میری اِس خصوصیت کا کیوں انکار کرتے ہو۔؟" ★...... (تفسیر صافی صفحہ ۳/۱۔ بحوالہ احتجاج طبرسیؒ)

www.drhasanrizvi.com

رسول ؐ کا ہمارا جیسا ہونا

حضور اکرم ؐ کا بشر کی شکل میں آنے کو قرآن کی اس آیت سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جب جبرئیلؑ حضرت مریم ؑ کے پاس آئے تو خداوندِ عالم نے فرمایا: "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" یعنی: جبرئیل مریمؑ کے سامنے بالکل بشر جیسے بن کر آئے۔"

* اسی طرح حضرت لوطؑ کے سامنے فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تھے۔ (بقول قرآن)

* اسی طرح ہمارے رسول ؐ کی اصل حقیقت "نُور" تھی۔ جیسا کہ خود قرآن میں فرمایا: "قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" (سورۃ ۵ مائدہ آیت ۱۵) پ ۶

یعنی: "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نُور اور ایک واضح کتاب آئی ہے۔"

* تمام مفسرین نے یہاں "نُور" سے مراد رسول کریم ؐ کو لیا ہے۔ گویا حضور ؐ کی حقیقت "نُور" ہے۔ مگر ہماری ہدایت کے لیے حضور ؐ بشر کی شکل میں تشریف لائے۔

* - - - - (القرآن المبین مولٰنا امداد کاظمی)

انبیاء کرامؑ پر اقتدار پرستی کا الزام

یہ الزام اصل میں اُن کافروں کی خود اپنی پست ذہنیت کا ثبوت ہے۔ پست اور گھٹیا لوگ دوسروں کو بھی اپنے ہی اوپر قیاس کرتے ہیں۔ اُن کو بھی اپنا ہی جیسا بہروپیا، طالبِ دنیا انسان سمجھتے ہیں۔ ؎ "ہوتا آیا ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں" (دبیر انیس)

* - - - - (تفسیر ماجدی)

* تمام گمراہ لوگوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "بشر نبی نہیں بن سکتا" جبکہ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ انسان تھے اور انسانوں کے لیے انسان ہی کو نبی بن کر آنا چاہیے۔"

اور مصلحین قوم کے لیے یہ حیلے ہمیشہ کسے گئے ہیں کہ "یہ لوگ اقتدار کے بھوکے ہیں۔ یعنی ہم سرداروں کو حکومت کرنے کا پیدائشی حق ہے۔ ہم سے یہ انقلابی لوگ اقتدار چھیننے کا حق نہیں رکھتے۔ چودھراہٹ ہمارے ہی لیے بنی ہے۔ اس لیے یہ غدار ہیں اور ہر سزا کے مستحق ہیں۔ یاد رکھیے کہ جو بھی معاشرے کی

www.drhasanrizvi.com

اصلاح کے لیے اُٹھے گا، اُسے یہ طعنے ضرور سننے ہوں گے۔ کیوں کہ انبیاءؑ کا ایک مقصد احکامِ خداوندی کو عملاً نافذ کرنا ہوتا ہے۔ اِس لیے اُن پر یہ الزام فوراً چسپاں کر دیا جاتا تھا کہ "یہ لوگ اقتدار کے بھوکے ہیں"۔ مگر یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے کہ اقتدار صرف حکومت کرنے کے لیے حاصل کرنا اور بات ہے، اور کسی اچھے اور اعلیٰ مقصد کے پورا کرنے کے لیے اقتدار حاصل کرنا بالکل الگ بات ہے۔

★ اِن دونوں باتوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ڈاکو کے خنجر اور ڈاکٹر کے نشتر میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ڈاکو اور ڈاکٹر کو اِس لیئے بُرا سمجھ لے کہ دونوں کے ہاتھ میں خنجر ہوتا ہے اور دونوں جسم کو چیرتے پھاڑتے ہیں، تو اُس آدمی کو حماقت کا سب سے بڑا تمغہ ملنا چاہیئے۔

(تفہیم القرآن) ...... ★

پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں، لیکن
مُلّاں کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

(اقبالؔ) ...... ★

★ غرض ہر دور میں اُمراء و رؤساء، مُلّاں چودھری اپنی قوم کو پٹی پڑھاتے چلے آئے ہیں، اور عوام کو یہی لقمہ دیتے چلے آئے ہیں کہ یہ نبوت کا دعوے دار تو ہم جیسا بشر ہے۔ اگر خدا کو رسول ہی بھیجنا ضروری تھا تو کسی فرشتے کو نہ بھیج دیتا۔ اِسی دلیل پر جُہلا پھنس جاتے ہیں اور نبوت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور اُن کی دلیل ہمیشہ یہی سوتی رہی ہے کہ ہمارے باپ دادا یہی شرک اور کفر کرتے آئے ہیں، ہم بھی یہی کریں گے۔

(تفسیر انوار النجف) ...... ★

www.drhasanrizvi.com

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾

(۲۵) کچھ نہیں، بس یہ آدمی تو کچھ پاگل ہوگیا ہے۔ تو اس کے بارے میں کچھ دنوں انتظار کرلو۔

★ اصل میں کافروں کے حلق سے کسی طرح یہ بات نہ اُترتی تھی کہ بھلا ہماری طرح کا انسان خدا کا رسول کیسے بن سکتا ہے؟ فرشتے کیوں رسول بن کر نہیں آئے؟ مگر اس اعتراض کے جواب میں کبھی کسی رسولؑ نے یہ نہیں کہا کہ "ہمیں انسان نہ سمجھو، ہم تو کوئی اور مخلوق ہیں۔ فقط تم جیسے نظر آتے ہیں، یہ تو ہمارا ظاہری لباس ہے۔" اصل میں جواب خلافِ حقیقت بھی ہوتا اور خداوند عالم کی منطق یا پالیسی کے قطعاً خلاف بھی ہوتا۔ خدا کا اصل مقصد انسانوں کی عقلوں کا امتحان لینا ہے۔ اور انبیاءِ کرامؑ کے ذریعہ ہدایت دینا اور نمونۂ عمل فراہم کرنا ہے۔ اس لیے انسانوں ہی کو نبی بنا کر بھیجنا ضروری تھا، ورنہ وہ ہمارے لیے نمونۂ عمل کبھی نہ بن سکتے۔ ہر آدمی یہ کہہ کر الگ ہوجاتا کہ ہم اِن کی پیروی بھلا کیسے کرسکتے ہیں، یہ تو فرشتہ ہے انسان نہیں ہے۔ اس لیے خدا نے اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک انسانوں کو ہمارے لیے نمونۂ عمل بنا کر بھیجا تاکہ اتمامِ حجت بھی ہوجائے اور ہم اُن کی پیروی کی کوشش بھی کرسکیں۔

ع نگاہ برق نہیں۔ چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے، مگر دیکھنے کی تاب نہیں

انبیاءِ کرامؑ کردار کے اعتبار سے نہایت بلند ہوتے ہیں، مگر حقیقتاً وہ بشر ہوتے ہیں۔

اصل میں جو لوگ اس بات پر تُلے بیٹھے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انبیاءِ کرامؑ اور ائمۂ طاہرینؑ کو مافوق البشر مخلوق ثابت کردیں، وہ بشر کی عظمت کو بھی نہیں سمجھتے، اور خدا کی منطق کو بھی نہیں سمجھتے اور نہ قرآن کو سمجھتے ہیں۔ ★ ..... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ (۲۶) نوحؑ نے عرض کی "میرے پالنے والے مالک! تو میری مدد کر، کیوں کہ اُنھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔"

حضرتِ نوحؑ کی بددعا، کا مطلب اور جواز

★ مطلب یہ ہے کہ اے میرے مالک! تُو اس بات کا بدلہ لے کہ میری قوم نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے۔

★ دوسری جگہ حضرت نوحؑ کی دعا، کے الفاظ یہ ہیں۔

"پس نوحؑ نے اپنے پالنے والے مالک کو پکارا کہ "میں دبالیا گیا ہوں۔ اب تُو اُن سے بدلہ لے۔"
(سورۃ القمر آیت ۱۰) پارہ ۲۷

★ سورۃ نوحؑ میں اُن کی دعا، یوں مذکور ہوئی:۔

"اور نوحؑ نے کہا: "اے میرے پالنے والے مالک! اِس زمین پر حق کے منکروں (کافروں) میں سے کسی ایک بسنے والے کو نہ چھوڑ (کیونکہ) اگر تُو نے اُن کو رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے، اور پھر اُن کی نسل سے بدکار منکرینِ حق ہی پیدا ہوں گے۔"
(سورۃ نوح آیت ۲۶، ۲۷ پارہ ۲۹)

★ معلوم ہوا کہ جب کسی قوم میں اصلاح کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی تو اُس کو سڑے، گندے پھلوں کے ٹھوکرے کی طرح اُٹھا کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اصلاح کی اُمید یا تو نیک لوگوں کے موجود ہونے کی وجہ سے کی جاسکتی ہے جبکہ وہ لوگ دوسروں کو بُرائی سے روکتے بھی ہوں۔ اگر یہ طبقہ معاشرے میں موجود نہ رہے یا معاشرہ ایسے لوگوں کی بات سننے کا قطعی روادار نہ ہو، تو پھر اُس قوم کو زندہ رہنے کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا، جبکہ اُن پر خوف یہی ہو کہ وہ آئندہ نسلوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ مثلاً گندی ٹوکری خود بھی گندی ہوتی ہے اور ہر طرف بدبو بھی پھیلاتی ہے۔ (بدبولت)

www.drhasanrizvi.com

فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ (۲۷)
الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
فَإِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ
التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا
تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ
ظَلَمُوٓا ۚ إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ﴿۲۷﴾

پس ہم نے اُن کی طرف وحی کی کہ "ہماری نگرانی اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آجائے اور تنور اُبل پڑے تو ہر قسم کے (جانوروں میں سے) ایک ایک جوڑا لے کر اُس (کشتی) میں سوار ہو جانا۔ اور اُس میں اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے لینا، سوائے اُن کے جن کے بارے میں پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے اُن کے متعلق تم مجھ سے کوئی بات بھی نہ کرنا۔ اُنھیں تو بس غرق ہی ہونا ہے۔

کشتیٔ نجات

خداوندِ عالم کا حضرت نوح علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمانا کہ: "ہماری وحی سے ایک کشتی بناؤ" یعنی ایسی کشتی بناؤ جو بالکل ہماری مرضی کے مطابق ہو۔ اسی لیے خدا نے اُس کشتی پر بیٹھنے والوں کی نجات کی ذمّے داری لی تھی، کیوں کہ وہ کشتی خدا کی مرضی کے عین مطابق بنی تھی۔ اس لیے اُس کشتی میں کوئی نقص نہ تھا اور وہ ضرور ذریعۂ نجات تھی۔"

اب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: "میرے اہلِ بیت کی مثال کشتیٔ نوح کی سی ہے" جو اس

www.drhasanrizvi.com

میں سوار ہوگا، نجات پائے گا، اور جو اُس سے منھ پھیرے گا، وہ غرق ہوجائے گا اور برباد ہوگا۔"
*۔۔۔۔۔۔۔ (تفسیر کبیر امام رازی، صواعقِ محرقہ ابنِ حجر مکی)

★ پس اِس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ (۱) نجاتِ آخرت، اہلِ بیتِ رسولؐ کی پیروی کے بغیر ناممکن ہے اِس لیے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کی مثال دی گئی ہے، اور جو شخص بھی کشتیِ نوحؑ پر نہ بیٹھا تھا، وہ ضرور غرق اور برباد ہوکر رہا تھا۔ (۲) کشتیِ نوحؑ یعنی اہلِ بیتِ رسولؐ عین خدا کی مرضی پر عمل کرتے ہیں اور خدا ہی کے بنائے ہوئے امام اور ہادی ہیں۔ (۳) اور ہر نقص سے اللہ نے اُن کو پاک و طاہر قرار دیا ہے جس پر آیتِ تطہیر گواہ ہے۔ (۴) اہلِ بیتِ رسولِ خداؐ میں کون کون افراد داخل ہیں، اِس کا تعین صرف اور صرف خداوندِ عالم کرسکتا ہے، اِس لیے کہ کشتیِ نوحؑ خدا کی مرضی کے عین مطابق بنی تھی۔ اسی لیے حضورِ اکرمؐ نے واضح طور پر اپنی عبا کے اندر چھپا کر دنیا کو بتا دیا کہ "علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ" اصل میں اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں اور دوسری احادیث کے ذریعہ ائمۂ اہلِ بیتؑ کا بھی خود تعارف فرمایا۔"
*۔۔۔۔۔ (صواعقِ محرقہ۔ تفسیر کبیر امام رازی، صحیح ترمذی شریف)

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "سوائے اُن کے جن کے بارے میں پہلے ہی بات طے ہوچکی ہے۔" کہ وہ عذاب سے نہیں بچیں گے۔ وہ زوجۂ نوحؑ اور نوحؑ کا ایک بیٹا تھا۔ (مطابق تمام مفسرین)

محققین نے نتیجے نکالے (۱) نسب اُس وقت کام نہیں آتا جب ذاتی اوصاف میں کفر شامل ہوجائے۔
۔۔۔۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "جسے ذاتی شرف حاصل نہ ہو، اُسے اُس کے آبا و اجداد کے شرف سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔"
(نہج البلاغہ)

(۲) ایمان اور اطاعتِ خدا کے مقابلے پر نسب کی کوئی اہمیت نہیں۔ *۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

(۳) کشتیِ نوحؑ یعنی اہلِ بیتِ رسولِ خدا سے تمسک کیے بغیر نبی کی زوجہ یا اولاد تک کو نجات نہیں مل سکتی۔ (فصل الخطاب)

★ حضرت نوحؑ کی بددعا پر جواباً خداوندِ عالم نے اُنھیں بتلا دیا کہ تمھاری دعا قبول ہوئی۔ جب تنور سے پانی اُبلنے لگے تو سمجھ لینا کہ ہمارا عذاب کا وقت آگیا، تو فوراً ہر قسم کے جانوروں کے جوڑے اور اپنے ماننے والوں کو کشتی میں بٹھا لینا، مگر اُن کو نہ بٹھانا جن کی ہلاکت کا پہلے ہی فیصلہ کرلیا گیا ہے (مراد زوجۂ نوحؑ اور اُن کا ایک بیٹا اور تمام کفار و منکرینِ حق تھے)
*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾

(۲۸) پھر جب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو جاؤ تو کہو: "شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی۔"

شکر ـ طریقۂ زندگی

★ خداوندِ عالم کا حضرت نوح علیہ السلام کو یہ تعلیم دینا کہ جب کشتی پر سوار ہو جاؤ تو کہو: "شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی۔" اِس طریقۂ زندگی اور طرزِ فکر کی تعلیم قرآن میں خاص طور پر دی گئی ہے کہ ہر نعمت کو خدا کی دین سمجھو۔ اِسی سے بندگی کی شان پیدا ہوتی ہے۔

★ ...... (تفسیر ماجدی)

جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے ∴ جو کچھ ہوگا، تیرے کرم سے ہوگا

★ اِسی لیے کھانا کھانے کے بعد، پانی پینے کے بعد، سواری پر سوار ہوتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کسی قوم کی انتہائی شقاوت

★ کسی قوم کی بداعمالی و بدکرداری کی یہ انتہا ہوتی ہے کہ اُس کی تباہی پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔ (تفہیم القرآن)

★ قرآن میں ایک جگہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: "پس اُس قوم کی جڑیں کاٹ دی گئیں، پس تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے۔" (القرآن) یعنی: اللہ کی پروردگاری کا تقاضا یہی تھا کہ اُس قوم کا بیا پانچا کر دیا جائے۔ یہ بات اُس قوم کی انتہائی بدکاری کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

★ معلوم ہوا کہ کشتی میں بیٹھنا صرف اُسی کو نصیب ہوتا ہے جسے خدا نجات دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور جس کے بارے میں اُس کی حق دشمنی کی وجہ سے پہلے ہی فیصلہ ہو جائے اُن کو برباد ہونا ہے اُن کو کشتیٔ نجات (اہلِ بیتؑ) سے تمسک نصیب نہیں ہوتا۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ (۲۹) اور (یہ) کہنا کہ: "اے میرے پالنے
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ والے مالک! مجھے برکت والی جگہ اُتارنا
خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (کیوں کہ) تُو بہترین اُتارنے والا ہے۔

★ حضرتِ نوحؑ کو خدا نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ: "میرے پالنے والے مالک! مجھے برکت والی جگہ اُتارنا، کہ تُو بہترین اُتارنے والا ہے۔" یہاں اُتارنے سے مراد صرف کشتی سے اُتارنا نہیں ہے، بلکہ عربی محاورے کے مطابق اِس میں میزبانی کرنے کا پورا پورا تصور شامل ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مالک! تُو ہمیں اپنا مہمان بنا لے، اور ہمیں کشتی سے اُتار کر ہماری میزبانی فرما (طرح طرح کی نعمتوں سے نواز)

★ ...... (تفہیم القرآن)

حضرت نوحؑ کی دعا کا مطلب

یہ تھا کہ مالک! طوفان کے بعد ہماری کشتی ایسی جگہ اُتارنا جہاں تیری برکتیں ہی برکتیں ہوں، تاکہ ہم اطمینان سے اپنی نئی زندگی شروع کر سکیں، اچھی خوراک ملے، ماحول سازگار ہو، زرخیز زمین ہو، ہر قسم کی آسائش کا سامان وہاں موجود ہو۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

مُنْزَلًا

یہ مصدرِ میمی کہلاتا ہے۔ اور یہاں پر مفعولِ مطلق واقع ہوا ہے۔
اُردو میں جسے منزل یا اُترنے کی جگہ کہتے ہیں۔

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم کسی نئی جگہ پہنچو تو یہی دعا پڑھو تو اُس جگہ کا شر دفع ہو جائے گا۔"

★ ...... (تفسیر انوار النجف، تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ (۳۰) یقیناً اِس سارے قصے میں
وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ (بہت سی) دلیلیں، نشانیاں،

اور حقیقتیں ہیں۔ (مثلاً یہی حقیقت کہ) ہم (لوگوں کا) امتحان لے کر ہی چھوڑتے ہیں (یا) ہمیں اُن کی آزمائش تو بہرحال کرنی ہی ہے۔

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا

کہ "اِس قصے میں بڑی نشانیاں اور دلیلیں ہیں۔"

★ اِس قصے میں ہمارے لیے بہت سے سبق ہیں، جن سے ہم بہت کچھ سیکھ سمجھ سکتے ہیں۔ وہ اسباق یہ ہیں کہ (۱) قریشِ مکہ کو سمجھایا جارہا ہے کہ تمھارا حال بھی قومِ نوحؑ والا ہی ہونے والا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ سمجھائی جارہی ہے کہ خدا کے ہاں کے فیصلے خواہ کتنی ہی دیر سے کیوں نہ ہوں، مگر فیصلہ آخر کار ہو کر ہی رہتا ہے۔ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

(۳) خدا کا فیصلہ ہمیشہ اہلِ حق کے حق میں، اور اہلِ باطل کے خلاف ہوتا ہے۔

خداوندِ عالم امتحان ضرور لیتا ہے

اور خداوندِ عالم کا آخر میں یہ ارشاد فرمانا کہ:

"امتحان تو ہم لے کر ہی چھوڑتے ہیں۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کو بے شمار نعمتیں دے کر یوں ہی اُن کے حال پر نہیں چھوڑ دیا کرتا، اور نہ بھول ہی جاتا ہے، بلکہ اس طرح اُن کا امتحان لیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ وہ قوم خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں اور اقتدار کو کس طرح استعمال کرتی ہے۔ قومِ نوحؑ کے ساتھ جو کچھ ہوا اسی قانون کے مطابق ہوا۔ اس طرح کوئی قوم خدا کی ایسی چہیتی نہیں ہے کہ اُسے خدا اپنی نعمتوں کے دسترخوان پر ہاتھ مارنے کے لیے آزاد چھوڑ دے اور پھر یہ نہ دیکھے کہ

www.drhasanrizvi.com

اُس کے کرتوت کیا ہیں ؟
* . . . . . (تفہیم القرآن)

۵ از مکافاتِ عمل غافل مشو ∴ گندم از گندم بروید، جو ز جو
* . . . . . (سعدی)

شیخ سعدی نے اس کو یوں فرمایا کہ : " جیسی کرنی ویسی بھرنی ۔ الٰہی قانون سے کبھی غافل مت ہونا " اس لیے کر خدا کا قانون ہی یہ ہے کہ اگر گندم بوؤ گے تو گندم ہی اُگے گا ، اور اگر جو بوؤ گے تو جو اُگلے گا ۔

★ یعنی خدا کا قانونِ مکافاتِ عمل لازمی طور پر کام کرکے رہتا ہے خواہ اُس کے نتائج کے سامنے آنے میں کتنا ہی طویل وقت کیوں نہ لگے ۔ یہ وقت کی طوالت ہمارے محدود احساسات کا نتیجہ ہے اور ہماری جلد باز طبیعت کا احساس ہے ۔ کیوں کہ خدا کو سزا دینے کی جلدی نہیں ہوتی ، اس لیے کہ وہ رحیم بھی ہے اور غفور بھی ۔ اور اس لیے بھی کہ وقت اُس کے ہاتھ سے نکل ہی نہیں سکتا کہ وہ خود وقت کا خالق و مالک ہے اور دیر ہو جانے سے اُس کا غلبہ اور اقتدار کمزور نہیں ہو سکتا ، اور ظالم اُس سے بچ کر نکل نہیں سکتا ۔
* . . . . . (مؤلف)

★ غرض خداوندِ عالم کے ارشاد فرمانے کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے صرف نوحؑ کی قوم ہی کا امتحان نہیں لیا ہے بلکہ ہر قوم کا ہم ہمیشہ امتحان لیتے ہیں ۔ البتہ ہمارے امتحان لینے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں ، کسی کا امتحان صبر کے ذریعہ لیا جاتا ہے اور کسی کا شکر کے ذریعے ۔ کیوں کہ ہم نے انسانوں کو اس دنیا میں امتحان لینے ہی کے لیے پیدا کیا ہے ۔
* . . . . . (تفسیر نمونہ)

★ سورۃ الملک کی پہلی ہی آیت میں فرمایا : " بڑی برکتوں ، بخششوں والا ہے وہ (خدا) جس کے ہاتھ میں (ساری کائنات کی) حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ وہی (خدا) ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا ، تاکہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کون بہترین عمل انجام دینے والا ہے ۔ "
* . . . . . (سورۃ الملک آیت ۲ پارہ ۲۹)

۵ یہ چمن جس کا ثمر کچھ بجز اعمال نہیں ∴ معرفت گاہ ہے ، بازیچۂ اطفال نہیں ۔
* . . . . . (ارشادِ امام محمد تقیؑ ، شعر نسیم امروہوی)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ۚ‏ ﴿۳۱﴾

(۳۱) پھر اُن کے بعد ہم نے اور زمانے کے لوگوں (دوسری قوم) کو بالکل نئے سرے سے پیدا کر دیا۔

فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾ ع

(۳۲) پس اُن میں ہم نے خود اُنہی میں سے ایک رسولؑ (پیغام لے جانے والا) بھیجا یہ پیغام دے کر) کہ "تم صرف اللہ ہی کی عبادت (یعنی مکمل اطاعت کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم (بُرے انجام سے) ڈرتے نہیں"؟

اَنۡشَاۡنَا: "ہم نے پیدا کر دیا" یعنی حضرت نوحؑ کی قوم کی غرقابی کے بعد دوسری قومیں اللہ نے پیدا کر دیں جو اُن کی جانشین ہوئیں، اور اُن میں بھی ہم نے رسولؑ بھیجے مثلاً حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ وغیرہ اور اُنھوں نے اُن لوگوں کو توحید کا پیغام سنایا۔

نکتہ / لطیفہ: حضرت نوحؑ کی غرق ہونے والی اُمّت میں اُن کا ایک بیٹا اور ایک بیوی بھی تھے لیکن حضرت نوحؑ نے بیٹے کے لیے سفارش فرمائی اور بیوی کے لیے سفارش نہ کی۔ حالانکہ دونوں کا طرزِ عمل ایک ہی تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ خداوندِ عالم نے نبیؑ کی اہل کو بچا لینے کا وعدہ فرمایا تھا' اور بیٹا چونکہ اہل میں داخل ہوتا ہے اور بظاہر وہ ایمان والوں میں بھی شامل تھا ورنہ آپؑ اُس کی سفارش نہ کرتے پس بیٹے کے اہل بیت ہونے کی حیثیت سے سفارش کرنا اور بیوی کو نظر انداز کرنا صاف بتلاتا ہے کہ بیٹے اہلِ بیت ہوتے ہیں لیکن بیویاں اہلِ بیت نہیں ہوا کرتیں۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ	(۳۳) مگر اُن کی قوم کے مغرور سرداروں نے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا	جو ابدی حقیقتوں اور خدا و رسولؐ کو
بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ	دل سے ماننے سے انکاری (کافر) تھے
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ	اور اُنھوں نے آخرت میں خدا سے اپنی
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ	ملاقات کو بھی جھٹلا دیا تھا، حالانکہ ہم
مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ	نے اُن کو دنیا کی زندگی کی بیحد و بیشمار
يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾	نعمتیں اور عیش کا سامان دے رکھا تھا

(مگر اِس کے باوجود) وہ کہنے لگے: "یہ شخص کچھ بھی تو نہیں ہے" مگر بس تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، جو (چیزیں) تم کھاتے ہو، وہی یہ کھاتا ہے اور اُسی (پانی وغیرہ) میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ کی مخالفت کرنے والے وہ لوگ تھے جو عربوں کے سردار تھے، اور وہ سب کے سب آخرت کے منکر تھے اِس لیے اُن میں خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ اِس لیے اُن میں احساسِ ذمّے داری نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اِسی لیے وہ دنیا کی لذّتوں کے بُری طرح عاشق تھے اور دنیوی فائدوں سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔

اس پر طرّہ یہ کہ اُن کو دنیوی خوشحالیاں بھی حاصل تھیں جس کی وجہ سے وہ بالکل بدمست ہو گئے تھے اور اپنی مادّی خوشحالی ہی کو وہ احمق اپنی حقّانیت کی دلیل سمجھتے تھے۔ اِس لیے وہ یہ بات سوچنے کو بھی تیار نہ تھے کہ

www.drhasanrizvi.com

اُن کا نظام اور طرزِ زندگی غلط بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ عقل کے اندھے بس یہ دیکھ رہے تھے کہ اُن کا نظام اور طرزِ زندگی اُن کو زندگی کی خوشیاں بھی دے رہا ہے اور مال، عزت، عورت، دولت اولاد، اقتدار، غرض سب کچھ حاصل ہے۔ پھر بھلا اُن کا نظام اور طرزِ زندگی کس طرح غلط ہو سکتا ہے؟

----- (تفہیم القرآن) *

انسانی تاریخ اور قرآن اِسی حقیقت کو بار بار دُہراتا ہے اور

یہ بتاتا ہے کہ حق کی مخالفت کرنے والے ہمیشہ اِسی قسم اور اِسی فکر و نظریے کے سردار قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ اُن کا World view بس یہی کچھ ہوتا ہے کہ جو طرزِ زندگی اُن کو دنیوی خوشیاں عطا کرے وہی بالکل صحیح فکر اور بالکل صحیح طرزِ عمل ہے، کیوں کہ اُن کا خدا اور اُن کی زندگی کا حاصل صرف مادّی خوشحالی ہوتا ہے۔ زر، زمین اور زن یہی سب کچھ ہوتا ہے اُن کی اصل غلطی آخرت فراموشی ہوتی ہے۔

آج کی مغربی جاہلیت کے طرزِ فکر اور طرزِ زندگی میں بھی آخرت کا کوئی تصور نہیں۔ یہ ساری فکر بابر کا ایک مصرعہ ہے کہ:

ع۔ بابر بعیش کوش کہ ایں عالم دوبارہ نیست

یعنی: اے بابر! عیش کی فکر کرتا رہ کیوں کہ پھر دوبارہ یہ زندگی ملنے والی نہیں۔

----- (مؤلف) *

* یعنی حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد جو بھی رسول آتے رہے اُن کی تردید میں قوم کے سردار اور زبان دراز آدمی، لوگوں کو اُن کی بشریت پیش کر کے ایمان لانے سے روکتے رہے کہ دیکھو وہ تو ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ بس ایسے کی ہم اطاعت کیوں کریں۔ بس اِسی دستور کے مطابق آجکل بھی لوگوں معروف عمل ہیں۔

----- (تفسیر انوار النجف) *

www.drhasanrizvi.com

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا (۳۴) اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر
مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ (آدمی) کی اطاعت قبول کرلی تو پھر
تم بڑا نقصان اُٹھانے والے ہو جاؤ گے۔

کافر سردار کہنے لگے

اِن مشرک کافر سرداروں کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہماری سرداری تو مسلّم ہے۔ سرداری تو ہمارے ہی لیے ہے۔ "بنا ہے عیش، مسرت حسین خاں کے لیے" اِس لیے ہمارے بارے میں تو کبھی نہ سوچا کہ ہم بھی تم جیسے انسان ہیں۔ البتہ زیرِ بحث تو اُن لوگوں کی سرداری ہے جو نبوّت و رسالت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہ بھلا ہمارے سردار اور نمونۂ حیات کیسے بن سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ تو ہم جیسے انسان ہیں۔ جو ہم کھاتے ہیں، وہی یہ کھاتے ہیں۔ یہ ساری باتیں مشرک کافر اِس لیے کرتے تھے کہ کہیں عوام، انبیاء کرامؑ کی معقول باتوں اور پاکیزہ شخصیتوں سے متاثر نہ ہو جائیں، اور اِس طرح کہیں اُن کی چودھراہٹ، اُن کے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔

*........ (تفہیم القرآن)

پُر تعیّشِ زندگی کے منحوس نتائج

محققین نے نتیجہ نکالا کہ پُر تعیّشِ زندگی کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ بڑے لوگ اِس بات کے منکر ہو جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اُن کو دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے (پھر جزا و سزا ہوگی) اگر وہ یہ بات مان لیں تو پھر اُن کی آزادیاں خطرے میں پڑ جائیں گی، اور بدمعاشیاں بھی۔ ظاہر ہے کہ بے حد عیش و عشرت کرنے کے لیے وسائل صرف اُسی وقت ہاتھ آسکتے ہیں جب آپ لوگوں کے حقوق اور اموال غصب کریں۔ کم سے کم قیامت کا انکار کیے بغیر یہ بات ممکن نہیں۔ *.... (تفسیر نمونہ) * حضرات امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "میں نے آج تک کہیں وافر دولت نہیں دیکھی مگر یہ کہ اُس کے ساتھ انسانوں کے حقوق کی (پامال شدہ) لاشیں رکھی ہوئی دیکھیں۔"

*.... (نہج البلاغۃ)

www.drhasanrizvi.com

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ (۳۵) کیا وہ (شخص) تم سے یہ وعدہ
وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا کرتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی اور ہڈی
اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ بن جاؤ گے تو اُس وقت تم (اپنی اپنی
قبروں سے باہر) نکالے جاؤ گے ؟

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا (۳۶) عقل سے دُور، بہت ہی دُور ہے
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ جو وعدہ کہ تم سے کیا جا رہا ہے۔
اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا (۳۷) ہماری اِس دُنیوی زندگی کے سوا
نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ (کسی اور زندگی کی) کچھ حقیقت نہیں
بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ بس ہمیں یہیں مرنا اور یہیں جینا ہے

اور ہم ہرگز (مر کر) اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

"تُراب" بمعنی مٹی، اور "عِظام" بمعنی ہڈی

اِس آیت میں انسانی جسم کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ گوشت اور ہڈیاں۔ گوشت قبر میں کچھ عرصے بعد فنا ہو جاتا ہے جبکہ ہڈیاں سالوں بعد فنا ہوتی ہیں۔

★ یا پھر "تُراب" سے مراد بہت پُرانے زمانے کے مرے ہوئے لوگ ہیں 'جو اب بالکل مٹی ہو چکے ہیں'، اور "عِظام" سے مراد ماضی قریب کے مرنے والے ہیں جن کی قبروں میں ابھی تک ہڈیاں باقی ہیں۔ ★ .... (تفسیر روح المعانی)

آیت ۳۷ : مادیّت اور دہریّت کا پورا فلسفہ اِن چند آیتوں میں آگیا۔ نام، الفاظ، اور اصطلاحیں بدل بدل کر ہر زمانے کے منکرینِ حق اور مکذبین اسی تصویری کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ ★ .... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ اِِفْتَرٰى (۳۸) یہ شخص تو کچھ بھی نہیں ہے بس
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ ایک شخص ہے جو اللہ پر جھوٹی باتیں
لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ گھڑے چلا جا رہا ہے اور ہم ہرگز اُس
کو ماننے والے نہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا (۳۹) اِس پر اُس رسولؐ نے کہا: اے
كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ میرے پالنے والے مالک! اِن لوگوں نے
مجھے جھٹلایا ہے۔ اِس پر تو میری مدد فرما۔

خدا پر جھوٹ گھڑنے کے تین معنی

نبی نے یہ جھوٹ گھڑا ہے کہ:

(۱) "خدا اُس سے کلام کرتا ہے۔ یا (۲) نبیؐ نے یہ جھوٹ گھڑا ہے کہ خدا نے اُس سے کہا ہے کہ اِس دنیوی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی بھی ہے۔ یا۔ (۳) نبیؐ نے یہ جھوٹ گھڑا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔" *۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

* مشرکین کا یہ کہنا کہ "ہم ایسے شخص پر ایمان نہیں لائیں گے جو خدا پر بہتان باندھتا ہے۔" اِس سے یہ ثابت ہوا کہ مشرکین خدا کو بھی مانتے تھے اور خدا کی عبادت کو بھی مانتے تھے، صرف اُن کا طریقہ عبادت غلط تھا، اور وہ بتوں کو خدا کا ساجھی، ساتھی، شریک، مقرب اور شفاعت کرنے والا مانتے تھے، جس کی اُن کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

*۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَدِمِينَ ﴿٤٠﴾ (۴۰) خدا نے ارشاد فرمایا: "بس قریب ہی ہے وہ وقت جب یہ ضرور نادم ہوں گے"۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ (۴۱) آخرکار بالکل سچ مچ کے ایک زبردست دھماکے نے بالکل ٹھیک طرح سے ان کو کوڑا کرکٹ بنا کر رکھ دیا۔

پس ظالموں کی قوم کے لیے ہماری مار، پھٹکار اور ہماری نعمتوں سے دوری ہے۔

★ "دھماکے" یا "چیخ" سے مراد تند و تیز آندھی - یا - زلزلہ، یا کسی بھی قسم کی سخت آواز۔
★ ..... (تفسیر ماجدی)

"غُثَاءً" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "غُثَاءً" زمین کی سوکھی سڑی نبات (گھاس پھونس) کو کہتے ہیں۔"
★ ..... (تفسیر صافی ص ۲۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)

"غُثَاءً" کے معنی وہ کوڑا کرکٹ جو سیلاب کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا آتا ہے اور دریا کے کناروں پہ پڑا سڑتا ہے۔
★ ..... (مفردات القرآن امام راغب)

ایک فارمولا

آخر میں خداوندِ عالم نے اس مسئلے کو ایک فارمولے کی شکل عطا فرمادی اور فرمایا: "ظالم لوگ خدا کی رحمت سے دور رہتے ہیں۔" یہ ہے ظلم، کفر، تکذیبِ حق، قیامت کے انکار کا آخری انجام۔ اس فارمولے میں سارے کافر، مشرک، منکرینِ حق، حق کے دشمن اور ظالم لوگ آجاتے ہیں۔
★ ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾

(۴۲) پھر ہم نے اُن کے بعد دوسری قوموں کو اُٹھایا۔ (پیدا کیا)

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

(۴۳) کوئی قوم نہ تو اپنی مقرّرہ مدّت یا وقت سے پہلے ختم ہوئی اور نہ اپنی اُس مقرّرہ مدّت کے بعد ٹھہر سکی۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

(۴۴) پھر ہم نے لگاتار اپنے پیغمبر بھیجے مگر جب بھی کسی قوم کے پاس اُس کا پیغمبر آیا تو اُس نے اُسے جھٹلایا' تو ہم بھی ایک کے بعد دوسری قوم کو ہلاک و برباد کرتے رہے' اور ہم نے اُن کو مثالی قصے کہانیاں بنا کر رکھ دیا۔ خدا کی مار' اور اُس کی پھٹکار ہو اُن لوگوں پر جو (خدا کے پیغمبروں کو) نہیں مانتے۔ (یہ اُن پر سخت تبرّا ہے)

آیت ۴۳: "اُجل" کی ۲ قسمیں ہیں (۱) اٹل یا حتمی (۲) مشروط یا معلّق۔

(۱) کسی قوم کی تباہی کا وہ وقت جس میں کسی تبدیلی کا اب امکان ہی باقی نہ رہا ہو' اُس کو "اٹل اجل" کہتے ہیں

(۲) "مشروط" اجل سے مراد قوم یا فرد کی تباہی کا وہ وقت جو کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو اور ٹل سکتا ہو (یعنی وہ

www.drhasanrizvi.com

وقت صدقہ دینے یا توبہ کرنے سے ٹل سکتا ہے۔ جیسے حضرت یونسؑ کی قوم نے توبہ کرلی تو اللہ نے توبہ قبول فرمالی اور آئے ہوئے عذاب کو واپس کردیا۔ عذاب کا وقت ٹل گیا۔)

مگر اس آیت میں اٹل یا حتمی اجل کی طرف اشارہ ہے جو ٹلنے والی نہیں ہوتی۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

"تَتْرَا" کی اصل وتر ہے

جس کے معنی لگاتار ہیں۔ اسی لیے جو حدیث مسلسل اور متواتر راویوں سے ہم تک پہنچتی ہے اُس کو "حدیثِ متواتر" کہتے ہیں۔ اور یہ بات حدیث کے صحیح ہونے کا ثبوت ہوتی ہے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

جو قومیں حق بات کو قبول نہیں کرتیں

وہ بالکل تباہ و برباد ہو کر مٹ جاتی ہیں۔ بس اُن کے قصّے کہانیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

★ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ حدیث "حدوثہ" کی جمع ہے۔ جس کے معنی عجیب و غریب قصّے ہوتے ہیں۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

★ احادیث۔ "اُحْدُوْثَۃ" کی جمع ہے۔ یعنی اب وہ ختم ہوگئے اور اُن کی باتیں (قصّے کہانیاں) ہی باقی رہ گئی ہیں۔ پس زندہ اقوام کو اُن سے درس حاصل کرنا چاہیئے کہ بعد والوں کے لیے ہماری بھی باتیں ہی باتیں رہ جائیں گی۔ لہٰذا ایسی زندگی گذاریں کہ بعد میں آنے والے ہماری اچھی باتیں بیان کرتے رہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ غلط کار قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں اور اُن کی صرف باتیں اور بدمعاشیوں کے قصّے باقی رہ جاتے ہیں۔ زندہ قوموں کو اُن سے سبق لینا چاہیئے اور اپنے عمل کا حساب خود کرنا چاہیئے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

ے صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم ⁂ کرتی ہے جو ہر نفس اپنے عمل کا حساب

*۔۔۔۔۔ (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ (۴۵) پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی
هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ ہارونؑ کو اپنی باتوں، نشانیوں اور کھلی
مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ ہوئی دلیل اور سند کے ساتھ بھیجا۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ (۴۶) فرعون اور اُس کے مغرور سرداروں
فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا کی طرف۔ پس اُنھوں نے تکبر کیا۔
قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ اور وہ تھے ہی خود کو بڑا اونچا سمجھنے
والے بڑے سرکش، گھمنڈ کرنے والے متکبر۔

سند سے مراد	آسمانی کتابوں کا حوالہ اور "نشانیوں" سے مراد معجزات جیسے حضرت موسیٰؑ کا عصا وغیرہ۔ * ...... (تفہیم القرآن)
نشانیوں سے مراد	وہ نو معجزات ہیں جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دیے تھے اور

"سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ" یعنی "روشن دلیل" سے مراد حضرت موسیٰؑ کے وہ دلائل ہیں جو اُنھوں نے فرعون کے مقابلے پر پیش کیے تھے۔ بعض مفسرین کے نزدیک آیات (نشانیوں) سے مراد توراۃ ہے اور "سلطانِ مبین" (روشن دلیل) سے مراد حضرت موسیٰؑ کے معجزات ہیں * (تفسیر کبیر امام رازی۔ مجمع البیان)

قَوْمًا عَالِيْنَ	یعنی، وہ خود کو بڑی اونچی قوم سمجھتے تھے۔ یعنی بڑے گھمنڈی اور ظالم تھے۔ * (تفہیم القرآن)
اِسْتَكْبَرُوْا	یعنی: اُنھوں نے تکبر کیا۔ یعنی جیسے ہی حضرت موسیٰؑ کا پیغام سنا تو وہ اکڑ گئے۔ * (تفسیر نمونہ)
نکتہ	معاشرے کی جڑ بنیاد اور ابتری کے ذمے دار بڑے لوگ ہوتے ہیں۔ عوام انہی کے دین پر ہوتے ہیں

اسی لیے اللہ نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ * (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَقَالُوٓا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ (۴۷) پس وہ کہنے لگے: "کیا ہم اپنے ہی
مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا جیسے دو[1] آدمیوں (موسیٰ اور ہارون) پر ایمان
عٰبِدُوۡنَ ۝۴۷ لے آئیں؟ جبکہ اُن کی پوری قوم ہماری غلام
اور پجاری[2] ہے۔

فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ (۴۸) غرض انھوں نے اُن دونوں کو جھٹلایا
الۡمُهۡلَكِيۡنَ ۝۴۸ اور ہلاک ہونے والوں میں سے ہو کر ہی رہے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ (۴۹) جبکہ موسیٰ کو تو ہم نے (عظیم) کتاب
لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ۝۴۹ عطا کی تھی، تاکہ وہ لوگ اُس سے
ہدایت پائیں۔

آیت ۴۷ ★ کیونکہ بنی اسرائیل فرعون کی یا اُس کی مورتی کی پوجا کرتے تھے اس لئے اُس کو پوجا کہا گیا
یا پھر اُن کی انتہائی فرماں برداری کو پوجا کرنا کہا گیا ہے۔
★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

"عابد"[2] کے عربی میں معنی "مطیع ہونا" ہوتا ہے۔ اسی لیے جو کوئی کسی کی اطاعت کرتا ہے تو گویا وہ اُس کی
بندگی کرتا ہے۔ محققین نے اس سے نتیجہ نکالا کہ عبادت کے معنی صرف "پوجا یا سجدہ کرنے کے نہیں، بلکہ مکمل
اطاعت (بندگی، غلامی) کرنے کے ہوتے ہیں۔
★ ...... (تفہیم القرآن)

بشر[1] کے معنی
انسان کو بشر اس لئے کہتے ہیں کہ "بشرہ" یعنی اُس کی چمڑی (کھال) برہنہ حالت

www.drhasanrizvi.com

میں نظر آتی ہے، جبکہ حیوانات کے جسم کی (چمڑی، کھال) کے اوپر بال و پر ہوتے ہیں۔ اُن کی کھال عموماً برہنہ دکھائی نہیں دیتی۔ کیونکہ جانور بے عقل ہوتے ہیں، اِس لیے خود کو سردی، گرمی سے از خود نہیں بچا سکتے (اور اپنی ستر پوشی بھی نہیں کر سکتے) اِس لیے اُن کو قدرت نے خود لباس پہنا کر پیدا کیا ہے، مگر انسان کو عقل دے دی گئی ہے کہ وہ موسم کے لحاظ سے اپنا لباس خود بنائے (اور ستر پوشی بھی کرے)

...... (تفسیر نمونہ۔ مفردات امام راغب۔ لغات نعمانی)

بشر، مگر کیسا بشر؟

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرّضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "امام کی چند علامتیں ہوتی ہیں۔

(۱) امام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔

(۲) امام تمام لوگوں سے زیادہ متقی، یعنی برائیوں سے بچنے والا اور فرائضِ الٰہیہ کا ادا کرنے والا ہوتا ہے۔

(۳) امام تمام لوگوں سے زیادہ بہادر، شجاع ہوتا ہے۔

(۴) امام تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گذار ہوتا ہے۔

(۵) امام تمام سخی لوگوں میں سب سے زیادہ سخی ہوتا ہے (اگر حاتم طائی چالیس دروازوں سے حاجت مند کو دیتا ہے، تو امام ایک ہی دروازے سے اُس کو اتنا دیتا ہے کہ وہ حاتم کی عطا سے زیادہ ہوتا ہے)

(۶) امام جب شکمِ مادر سے باہر آتا ہے تو ختنہ شدہ ہوتا ہے۔

(۷) امام جب پیدا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیک کر بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتا ہے۔

(۸) امام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔

(۹) امام کے ساتھ فرشتے کلام کرتے ہیں۔

(۱۰) امام کے جسم پر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ پوری پوری طرح آجاتی ہے

(۱۱) امام سب لوگوں سے کہیں زیادہ خدا کے سامنے عاجزی کرتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

(۱۲) امام جس کام کا حکم دیتا ہے خود سب لوگوں سے زیادہ اُس پر عمل کرتا ہے۔

(۱۳) امام جس کام سے منع کرتا ہے، سب سے زیادہ خود اُس سے پرہیز کرتا ہے۔

(۱۴) امام کی دعا، قبول ہوتی ہے۔

(۱۵) امام کے پاس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار ہوتے ہیں۔

(۱۶) امام صاحبِ ذوالفقار ہوتا ہے۔

(۱۷) امام کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں اُس کے تمام ماننے والوں کے نام درج ہوتے ہیں۔

(۱۸) امام کے اُس صحیفہ میں تمام وہ مسائل بھی درج ہوتے جن کی انسانوں کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۱۹) امام کے پاس علمِ جفر ہوتا ہے۔ جفرِ اکبر اور جفرِ اصغر دونوں موجود ہوتے ہیں۔

(۲۰) امام کا بول و براز زمین نگلتی ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

★ ابو جارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں اور بارہ امام میری اولاد سے اور اے علیؑ! تم! یہ سب اِس زمین کے لیے میخیں اور پہاڑ ہیں، تاکہ زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ ہلے جُلے نہیں۔ جب بارہواں امامؑ میری اولاد سے ختم ہو جائے گا تو زمین مع اپنے ساکنوں کے بیٹھ جائے گی، اور پھر لوگوں کو مہلت نہ ملے گی۔"

★.... (اردو ترجمہ اصول کافی جلد سوم ص ۱۷۷ حدیث ۱۸)

★ ابو حمزہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرتِ امام علی ابن الحسینؑ سے سنا ہے کہ: "اللہ نے حضرت محمدؐ و علیؑ اور گیارہ اماموں کو اُن کی اولاد سے اپنے نور و عظمت سے پیدا کیا پھر اُن کو اپنے نور کی روشنی میں روحِ بے بدن بنایا وہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اُس کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، وہ اولادِ رسولؐ سے ائمہؑ ہیں۔"

★.... (اردو ترجمہ اصولِ کافی جلد سوم ص ۱۷۳ حدیث ۷)

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ (۵۰) اور (اِسی طرح) ہم نے مریمؑ کے
وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ بیٹے (عیسٰیؑ) کو اور اُن کی ماں (مریمؑ)
اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ کو ایک بڑی نشانی بنایا۔ اور اُن
وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ دونوں کو ایک اونچی، ہموار، ٹھہرنے ۳ع۱۸

کے قابل، صاف ستھرے چشمے والی زمین پر رہنے کی جگہ عطا کی۔

★ حضرت عیسٰیؑ اور اُن کی والدہ حضرت مریمؑ کو خداوندِ عالم نے اپنی قدرت کی ایک نشانی فرمایا ہے۔ دو نشانیاں نہیں فرمایا، کیوں کہ دونوں کا معجزہ ایک ہی ہے۔ ماں کا بغیر شوہر کے اولاد جننا، اور بیٹے کا بغیر باپ کے پیدا ہونا، اصل میں ایک ہی بات کے دو رُخ ہیں۔

★ ---- (تفسیر مجمع البیان)

★ ویسے بھی ایک نشانی یا دو نشانیاں کہنے میں مفہوم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

★ ---- (تفسیر تبیان)

★ "رَبْوَةٍ" (یعنی) اونچی جگہ، بلند مقام یا ٹیلے کے معنی ہوتے ہیں۔

★ "ذَاتِ قَرَارٍ" ایسی وسیع جگہ کو کہتے ہیں جو رہنے کے لیے بہت موزوں ہو، کھیتی باڑی کے قابل ہو۔"

★ "مَعِيْنٍ" اُس چشمے کے پانی کو کہتے ہیں جو زمین میں سے اُبلے اور بہنے لگے۔

★ --- (تفسیر صافی ص۲۳ج۲، تفسیر کشاف، مفردات القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ربوہ" سے یہاں مراد نجف (کوفہ) ہے۔ اور "مَعِيْنٍ" یعنی چشمے سے مراد "فرات" کا پانی ہے۔"

★ ---- (الکافی)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾

(۵۱) اے پیغمبرو! اچھی اور پاک غذائیں کھاؤ، اور نیک کام کرو، تم جو کچھ بھی کرتے ہو میں اُس کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔

⭑ پاک چیزوں سے مراد

ایسی چیزیں ہیں جو حلال اور مفید بھی ہوں، اور حلال طریقوں سے حاصل کی گئی ہوں۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ یہ آیت رُہبانیت کی نفی کر رہی ہے اعتدال کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اسلام میں ترک لذات نہیں، بلکہ ترک حرام اور خبائث سے روکا گیا ہے مسلمان، راہب کی طرح خود کو پاکیزہ حلال رزق سے نہیں محروم کرتا، اور نہ دنیا پرست کی طرح حلال حرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ وہ اعتدال کی راہ اختیار کرتا ہے۔ حرام اور خبائث کو ترک کرتا ہے، حلال اور پاک چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔

(تفہیم القرآن) ......

محققین نے نتیجہ نکالا کہ

خداوندِ عالم نے اِس آیت میں پاک چیزوں کو کھانے کی اجازت دی اور ساتھ ساتھ عملِ صالح بجالانے کا حکم دیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حرام روزی کے ساتھ عملِ صالح کے کوئی معنی نہیں۔ اِسی لیے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "خداوندِ عالم پاک ہے اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے۔" (الحدیث) (تفسیر المیزان)

آنحضرت ؐ نے یہ حدیث بیان کی اِس کے بعد اسی آیت ۵۱ کی تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا:

"ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے.... بکھرے بالوں کے ساتھ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں مانگتا ہے اور اُس کا

www.drhasanrizvi.com

حال یہ ہے کہ حرام روٹی کھاتا ہے، حرام کپڑے پہنتا ہے۔ اب کس طرح اُس کی دعا قبول ہو؟"
..... (الحدیث) (مسلم، ترمذی)

★ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے عرض کی: "میں چاہتا ہوں کہ میری دعا قبول ہو۔"

★ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اپنی روزی کو پاک بناؤ اور حرام غذا سے پرہیز کرو۔"
★ ..... (تفسیر المیزان، نور الثقلین، وسائل الشیعہ جلد ۴ ابواب الدعا حدیث نمبر ۲ باب ۶۴)

★ آخر میں خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "جو کچھ تم کرتے ہو، میں اُسے خوب جانتا ہوں۔"
یہ آیت انسان کو کامل اور عملِ صالح پر کاربند رکھنے کی مکمل ضامن ہے۔

پاکیزہ غذا کے فوائد

(۱) پاکیزہ وحلال غذا عبادت، صدق و صفا کی طرف توجہ دلاتی ہے۔
(۲) حلال روزی کمانا عظیم عبادت ہے، اس طرح ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔
(۳) حلال وحرام کی تمیز کرنا خداشناسی کی دلیل اور تقویٰ کی حقیقت ہے۔
(۴) حلال وپاک غذا کا تعلق عمل سے ضرور ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت خود آیت کے الفاظ ہیں کہ فرمایا:
"پاک غذا کھاؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ۔"
(۵) پاک غذا کھا کر انسان میں شکر گذاری کا احساس بیدار ہوسکتا ہے۔ جبکہ حرام سے یہ احساس کسی طرح بیدار نہیں ہوسکتا۔ ★..... (تفسیرِ نمونہ)
(۶) حلال روزی کمانا از خود عبادت ہے۔ حضرت امام علی ابن امام موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَلْعِبَادَةُ سَبْعُوْنَ جُزْءً اَفْضَلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ۔" عبادت کی کئی قسمیں ہیں جن میں سب سے افضل حلال روزی کمانا ہے۔" ★..... (اصول کافی)

★ "طَیِّب" کے معنی حلال، لذت بخش، نفع بخش، جسمانی اور روحانی درجوں کے اعتبارات سے۔

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہے اسی لیے پاکیزہ عمل کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔"
★ ...... (تفسیر قرطبی جلد ۶، تفسیر مجمع البیان)

★ پاکیزہ عمل، پاکیزہ غذا کے بغیر ممکن نہیں۔
★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾

(۵۲) اور یہ حقیقت ہے کہ تمہاری قوم ایک ہی قوم ہے، اور میں تمہارا پالنے والا مالک ہوں۔ پس تم میری ناراضگی اور میرے غیظ و غضب سے بچو۔

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾

(۵۳) مگر لوگ اپنے دین و مذہب کے معاملے میں مختلف کتابوں (کی طرف نسبتوں) کی بنیاد پر ٹکڑوں میں بٹ کر رہ گئے، (اس لیئے) ہر گروہ کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اُسی پر خوش اور مست و مگن ہے۔

★ آیت ۵۲ : اللہ کی ذات تو محبّت کی لائق ذات ہے۔ وحشت اور خوف کھانے کی چیز نہیں۔ خدا سے ڈرنے کے معنی اُس کے ناراض ہونے سے ڈرنا ہوتا ہے۔ اِس لیے یہ خوف صرف عقلی ہونا چاہیئے طبعی نہیں۔
★ ...... (تفسیر ماجدی)

★ "اُمّت" سے یہاں مراد، دین اور مسلک ہے۔
★ ...... (روح البیان۔ ابنِ جریر)

★ کیونکہ تمام انبیاء کرام ایک عقیدہ اور ایک دین پر جمع ہیں۔ اِس لیئے اُن کو ایک ہی اُمّت کہا گیا۔ ★ ...... (تفہیم القرآن)

★ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے صرف اور صرف ایک ہی دین بھیجا گیا ہے باقی سب ایجاداتِ بندہ ہیں۔
★ ...... (تفسیر انوار النجف)

آیت ۵۳ : مطلب یہ ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے اپنی خود پسندی کی وجہ سے اِس بات کا اندھا عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ یقیناً حق پر ہیں۔ کبھی غور و فکر تک نہیں کرتے۔
★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۲۳)

www.drhasanrizvi.com

★ یعنی: ہر شخص جس نے جو دین اختیار کر لیا ہے، وہ اُس پر مست و مگن ہے۔

★ .... (تفسیر قمی)

خلاصہ کلام

★ یہ صرف واقعہ نہیں ہے، بلکہ استدلال ہے جو آغازِ سورۃ سے چلا آرہا ہے۔ دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"جب حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرامؑ توحید، نبوت اور عقیدۂ آخرت کی تعلیم دیتے رہے ہیں لامحالہ ثابت ہو گیا کہ نوعِ انسانی کا اصل دین یہی ہے، اسی کو اسلام کہتے ہیں، باقی تمام مذاہب اِنہی بنیادی تعلیمات کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں۔ اِن میں یا تو صداقتوں کو مسخ کیا گیا ہے، یا من گھڑت باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اِس لیے ان غلط ادیان کو چھوڑ کر اصل دین (توحید۔ نبوّت۔ قیامت) کی طرف بلایا جارہا ہے۔

★ .... (تفہیم القرآن)

"زُبُرًا" (زُبُر)

"زُبُور" کی جمع "زُبُر" ہے۔ جس کے معنی ہیں کتاب۔ مطلب یہ ہوا کہ۔

"ہر گروہ نے کسی ایک آسمانی کتاب کو پکڑ رکھا ہے، اور باقی تمام کتابوں کا انکار کر دیا ہے، حالانکہ سب کا سرچشمہ ایک ہے۔ یہی بات تمام جہالتوں کی اصل بنیاد ہے۔ بس اپنی فکر کو صحیح سمجھنا اور سب کو غلط، ہر تازہ ہوا کے جھونکے کے لیے دروازہ بند کر دینا۔ یہ انتہا ہے خود پرستی اور خود پسندی کی۔ بس اپنے فرقے سے محبت، باقی سب سے نفرت۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

؎ دینِ مرداں فکر و تدبیر و جہاد ∴ دینِ ملّاں فی سبیل اللہ فساد

★ .... (اقبال)

★ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان گھوڑے کی طرح صرف سامنے دیکھتا ہے۔ اپنے عقیدے کے سوا ہر عقیدے کے تصور سے نفرت کرتا ہے۔ جیسے کنوئیں کا مینڈک ہو۔ جب حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے بارے میں خدا سے عرض کی:

"اے خدا! جب میں نے انھیں تیری طرف آنے کی دعوت دی، تاکہ تو اِن کے گناہ بخش دے۔ تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑا ڈال دیا اور اپنی غلط ڈگر پر ڈٹ گئے اور حق کے معاملے میں سخت تکبر سے کام لیا۔" (سورۃ نوح آیت)

www.drhasanrizvi.com

فَذَرۡهُمۡ فِیۡ غَمۡرَتِهِمۡ (۵۴) پس اب تم اِن کو چھوڑ دو تا اینکہ
حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۵۴﴾ وہ ایک خاص وقت تک اپنی غفلت
میں ڈوبے پڑے رہیں۔

اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمۡ (۵۵) کیا وہ (احمق) یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُن
بِهٖ مِنۡ مَّالٍ وَّبَنِیۡنَ ﴿۵۵﴾ کے مال اور اولاد کو بڑھاتے چلے جا رہے
ہیں۔؟

آیت ۵۴ : اچھا اگر یہ لوگ اتنی واضح اسلام کی حقیقت کو نہیں مانتے اور اپنی گمراہیوں ہی میں مگن رہنا چاہتے ہیں تو اُن کو چھوڑ دو۔ مگر اب یہ بھی نہ سمجھ لینا کہ بس اب تبلیغ کا کام ہی ختم کر بیٹھو۔ کلام کا تیور یہ ہے کہ یہ بات تبلیغ کا کام بند کرنے کے لیے نہیں کہی جا رہی ہے، بلکہ غافلوں کو بُری طرح جھنجوڑنے کے لیے، یا، پھر تھوڑی دیر کے لیے اُن سے منہ پھیر لینے کے لیے کہی جا رہی ہے۔ ساتھ ساتھ کافروں کو بڑی گہری تنبیہ بھی کی جا رہی ہے کہ تمھاری اِس حق دشمنی اور غفلت کا نتیجہ بہت ہی زیادہ بُرا ہوگا۔
(تفسیر ماجدی) ......*

آیت ۵۵ : مال اور اولاد کی فراوانی اور تنگی اللہ کی نظر میں

★ خداوندِ عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ "جن لوگوں کو دنیا میں ہم مال اور اولاد سے خوشنود کرتے ہیں، وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ ہم سے راضی ہے، اور اسی بناء پر وہ ہمارے اوپر نعمات کی بارش کر رہا ہے۔ بلکہ باوجود گناہوں کے نعمات کی فراوانی اُن کے لیے استدراج ہے۔ اور عذاب کی پیش کش ہے۔ چنانچہ

www.drhasanrizvi.com

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیثِ قدسی میں منقول ہے کہ: خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

"میں جب مومن بندے پر کوئی تنگی نازل کرتا ہوں تو وہ غمزدہ ہوتا ہے، حالاں کہ اُس میں خود اُس کی بھلائی کا راز مضمر ہوا کرتا ہے۔ اور جب میں اُس پر نعمتوں کی زیادتی کرتا ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے، حالاں کہ یہ چیز واقعتاً مجھ سے اُس کی دوری کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔"

* ...... (مجمع البیان - انوار النجف، تفسیر صافی ص ۲۴۲)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ دنیوی نعمتوں کی بارش اس بات کی ہرگز دلیل نہیں ہوا کرتی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہے اس لیے یہ نعمتیں اُس کو عطا فرمائی ہیں۔ بلکہ اکثر یہ خداوندِ عالم کا قانونِ استدراج ہے جس کے تحت یہ ہوتا ہے، جس کا آخری نتیجہ دائمی عذاب ہوتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

اسی طرح دنیوی پریشانیوں میں مبتلا ہونا خداوندِ عالم کے ناراض ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔

ممکن ہے کہ یہ چیز اُس کے گناہوں کو پاک کرنے۔ یا۔ اُس کے درجات کو بڑھا دینے کا باعث ہو۔

صاحبانِ معرفت پر اگر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے تو وہ خوب خوب استغفار کرتے ہیں، اگر کوئی بلا نہیں آتی تو دل سے خداوندِ عالم کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہو ہو کر خوب خوب معافیاں مانگتے ہیں

* ...... (تفسیر انوار النجف)

مردِ مومن کی چار حالتیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "بلائے عظیم پر اللہ کی طرف سے اجرِ عظیم عطا ہوتا ہے جب اللہ اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو بلائے عظیم میں اُس کو مبتلا کرتا ہے، اگر وہ بندہ اُس پر راضی رہا تو وہ رضائے خدا حاصل کرے گا، اور راضی نہ ہوا تو غضبِ خدا میں گرفتار ہوگا

★ اور فرمایا: مومن چار حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اوّل یہ کہ اُس کا کوئی بُرا ہمسایہ ستانے والا ضرور ہوگا۔ دوم: گمراہ کرنے والا شیطان درپے رہتا ہے۔ سوم یہ کہ عیب جوئی کرنے والا منافق اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ چوتھے یہ کہ لوگ اُس سے حسد کرتے ہیں۔ یہ آخری حالت بہت دشوار ہے کیونکہ حاسد اُس پر بہتان باندھتا ہے اور لوگ اُس کی بات کو قبول بھی کر لیتے ہیں۔

* ...... (دورح الحیات ص ۲۲۸-۲۲۹ - ترجمہ عین الحیوۃ علامہ مجلسیؒ)

www.drhasanrizvi.com

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ (۵۶) تو گویا ہم ان کو جلدی جلدی
بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ (۵۷) فائدے پہنچا رہے ہیں (نہیں) بلکہ
اصل بات کا تو اُن کو شعور ہی نہیں ہے (کہ ہم اس طرح اُن کا امتحان لے کر
اور مزید مہلت دے کر اُن کو سخت ترین سزا کا مستحق بنا رہے ہیں)۔

اِس آیت میں چند اہم حقیقتیں بیان کی گئی ہیں

(۱) فلاح کے معنی بہت وسیع ہیں۔ صرف مادّی دنیوی خوشحالی کا حاصل ہو جانا فلاح یا حقیقی کامیابی نہیں ہوتا۔ (یہ تو چند روزہ عارضی فائدہ ہے)

(۲) اگر مادّی خوشحالی کو حق و باطل کا معیار مان لیا گیا تو پھر ایسی گمراہی کی بنیاد پڑ جاتی ہے جس کی گمراہی سے انسان پھر کبھی نہیں نکل سکتا۔

(۳) دنیا دار الجزاء نہیں ہے، بلکہ دار العمل اور امتحان کا گھر ہے۔ یہاں کی خوشحالیوں کو خدا کا انعام سمجھ لینا سب سے بڑی گمراہی ہے۔ اس لیے ہر طالبِ حق کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے، دار العمل ہے، یہاں جزاء، سزا کے آخری فیصلے نہیں ہوتے۔ اس لیے دنیا کی کامیابیاں حق و صداقت کا معیار نہیں، اور نہ دنیا کی ناکامیاں باطل پر ہونے کی دلیل ہیں۔

(۴) فلاح یا حقیقی ابدی کامیابی کا تعلق نیکی سے جڑا ہوا ہے، اور بدی کا انجام یقینی خسران ہے۔ دنیا میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ باطل کے ساتھ عارضی نمائشی کامیابی دکھائی دیتی ہے اور حق اور نیکی کے ساتھ ظاہری خسران نظر آتا ہے۔ مگر یہ سب ہماری عقل کا امتحان ہے حق کا معیار آسمانی کتابوں اور انبیاء کی تعلیمات ہیں۔
(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ (۵۷) (البتّہ) یہ حقیقت ہے کہ ابدی اور حقیقی بھلائیاں ہی بھلائیاں اُن لوگوں کے لیے ہیں جو اپنے پالنے والے مالک کی ہیبت اور عظمت سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

"خَشْيَةِ" کے معنی عام خوف کے نہیں، بلکہ وہ خوف جو کسی کی عظمت و بڑائی کے جاننے کی وجہ سے رُعب اور ادب کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) اس کے دوسرے معنی ایسی روش کے ہوتے ہیں جس میں تاریکی ملی ہو۔ یعنی ایسا خوف جس میں محبت اور احترام ملا ہوا ہو۔

(۳) "خشیۃ" کا تعلق قلب سے ہے جبکہ "اِشفاق" عملی اور ظاہری پہلو رکھتا ہے۔ اس طرح "اِشفاق" "خشیۃ" کا درجۂ کمال ہے۔ ان دونوں کا عملی اور منطقی نتیجہ یا ثمر گناہوں سے بچنا اور اپنی ایمانی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہوتا ہے (تفسیر نمونہ)

★ - - - - -

★ فرزندِ رسولِ خدا ﷺ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "یہ اُن لوگوں کا خوف اور اُمید ہے جو اِس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اُن کے اعمال رد نہ کر دیے جائیں، یہ کہہ کر کہ تم نے خدا کی اطاعت نہیں کی" (بلکہ اپنی شہرت یا اپنی خوشی کے لیے اچھے کام کیے) ہو (تفسیر صافی ص ۳۴۲ بحوالہ کافی)

★ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ: "اگر تم سے ہو سکے تو تم مشہور اور شہرت کے طلب گار نہ ہو۔ کیوں کہ مشہور نہ ہونے میں تم پر کوئی الزام نہیں کہ لوگ تمہاری تعریف نہیں کرتے جبکہ اللہ کے نزدیک تم قابلِ تعریف ہو۔

★ پھر فرمایا کہ امیر المومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ: "سوائے دو شخصوں کے

www.drhasanrizvi.com

اور کسی کی زندگی میں کوئی خیر و خوبی نہیں۔ ایک وہ شخص جو روزانہ اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص، جو اپنی بُرائیوں کا تدارک توبہ سے کرتا ہے۔ اور خدا کی قسم اگر کوئی سجدے کرتے کرتے اپنی گردن توڑ ڈالے تو اُس کی توبہ اور کسی نیکی کو خدا قبول نہ کرے گا جب تک کہ ہم اہلِ بیتِ رسولؐ کی ولایت (دوستی، محبت، سرپرستی) نہ رکھتا ہو۔ اور جو ہمارے حق کو پہچانے ثواب کی اُمید رکھے، وہ نصف مُد کی معمولی خوراک، معمولی لباس، اور معمولی سر چھپانے کے مکان پر رضامند ہوتا ہے، اور باوجود اس کے بھی وہ اللہ سے خوف زدہ رہتا ہے۔"

پھر فرمایا کہ: "اگر تمھارے بس میں ہو تو گھر سے قدم باہر نہ رکھو۔ کیوں کہ گھر سے نکلنے کے بعد تمھیں جھوٹ، حسد، گلہ (ریا تصنّع، بناوٹ، اور منافقانہ چالوں) سے بچنا پڑے گا۔ مومن کے لیے بہترین صومعہ (خلوت کی عبادت گاہ) اُس کا اپنا گھر ہے کہ وہاں اپنے دل، زبان، آنکھ اور شرمگاہ وغیرہ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ جو دل سے اللہ کی نعمت کا اعتراف کرے، وہ زبان پر کلمۂ شکر لانے سے پہلے زیادہ کا حقدار بن جاتا ہے، اور جو دوسروں پر اپنی برتری کا خیال کرے وہ متکبّرین میں شامل ہے۔"

★ راوی نے سوال کیا: "اگر کوئی شخص کسی دوسرے انسان کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے پس وہ دل میں خیال کرے کہ میں اس سے افضل ہوں۔ کیوں کہ میں اس گناہ سے بچا ہوا ہوں"؟

★ آپؑ نے فرمایا: "ایسا بھی خیال نہ کرے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ توبہ سے اُس کا گناہ بخش دیا جائے اور تم کو مقامِ حساب میں کھڑا کر دیا جائے۔"

پھر فرمایا کہ: "کئی ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی نعمتوں کی فراوانی سے دھوکے میں مبتلا رہے۔ اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کی عیب پوشی (یعنی جن کے گناہوں کو اللہ نے لوگوں سے چھپایا ہوا ہے) کی وجہ سے ڈھیل میں پڑ گئے۔" آپؑ نے فرمایا: "ہماری معرفت رکھنے والوں کے لیے نجات کی اُمید ہے سوائے تین قسم کے لوگوں کے (۱) ظالم حکمراں کا دوست (۲) ناجائز خواہش رکھنے والا۔ (۳) کھلم کھلا فسق کرنے والا۔۔۔۔ الخ

۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ (۵۸) اور جو اپنے پالنے والے مالک کی
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ باتوں، نشانیوں، آیتوں، دلیلوں اور
حقیقتوں کو دل سے مانتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ (۵۹) اور جو اپنے پالنے والے مالک کے
لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

آیت ۵۸: یہاں ایمان لانے سے مراد

(۱) ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہونا۔

(۲) ہر قسم کے شرک سے پاک ہونا ہے۔ ..... (تفسیر نمونہ)

ے جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا ** تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا
..... (اقبال)

* حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ: "سب سے افضل عمل کونسا ہے"؟
* فرمایا: "سب سے افضل وہ عمل ہے جس کے بغیر خدا کسی نیک عمل کو قبول نہیں فرماتا۔"
* پھر دریافت کیا گیا: "وہ کونسا عمل ہے"؟
* فرمایا: "وہ ابدی حقیقتوں پر ایمان لانا۔ (یعنی) اُن کو دل سے مان لینا ہے۔" (اصول کافی، تحف العقول)

آیت ۵۹: اگرچہ ایمان لانے کا لازمی منطقی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انسان شرک نہیں کرتا، مگر کئی دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ توحید پر ایمان لانے کے باوجود انسان کسی نہ کسی طرح شرک میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ یعنی انبیاء کرام یا ملائکہ کی محبت میں غلو کر کے اُنھیں خدا کا عملاً شریک قرار دینے لگتا ہے، یا توحید کی حقیقت کو پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے حاکمانِ جور کی اندھی اطاعت کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے شرک کی نفی الگ سے فرمائی تاکہ اللہ کی عبادت خالص ہو جائے ..... الخ
..... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا (٦٠) اور جن کا حال یہ ہے کہ انھیں جو کچھ
وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ (خدا کی راہ میں) دینا ہوتا ہے، وہ دیتے
اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ رہتے ہیں، اِس حالت میں کہ اُن کے دل
اِس خیال سے کانپتے، لرزتے ہیں کہ انھیں اپنے مالک کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

حقیقی مومنین کی صفات

(۱) یہ خدا سے ایسا خوف رکھتے ہیں کہ جس میں محبت اور احترام کی ملاوٹ ہوتی ہے۔

(۲) یہ لوگ خدا کی نشانیوں، دلیلوں اور احکامات کو دل سے مانتے ہیں۔

(۳) کبھی شرک نہیں کرتے۔

(۴) یہ لوگ قیامت اور خدا کی عدالت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۵) اسی لیے نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوششیں تیزی سے کرتے ہیں

یہ مومنین کے مثبت مقابلے کی کیفیت ہے۔ * ...... (تفسیر نمونہ)

★ اُمّ المومنین حضرت عائشہ نے جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا:

"یا رسول اللہ ص! کیا اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص چوری، شراب خوری اور زنا کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے؟"

★ آنحضرت ص نے فرمایا: "نہیں۔ (بلکہ) اِس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور پھر بھی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ (کہ میرے یہ اعمال قبول بھی ہوں گے یا نہیں)"

* ..... (احمد۔ ترمذی۔ ابنِ ماجہ۔ حاکم۔ ابنِ جریر)

www.drhasanrizvi.com

أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾
(۶۱) (نتیجتاً) یہ لوگ نیکیوں میں تیزی کرتے ہیں، اور اُن کے انجام دینے کے لیے آگے آگے رہتے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾
(۶۲) اور ہم کسی بھی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور ہمارے پاس ایک رجسٹر ہے جو ہر ایک کا حال بالکل ٹھیک بتا دیتا ہے۔ اور لوگوں پر کسی قسم کا کوئی ظلم ہرگز نہیں کیا جائے گا۔

نیکیوں میں تیزی کرنے کے معنی

نیکی کے کاموں میں جلدی کرنا اور آگے بڑھنے کی کوششیں کرنا ہوتا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے بارے میں بیان ہو رہا ہے کہ وہ ضرور اپنی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نیک کاموں میں جلدی کرنا از خود ایک نیک عمل ہے۔ اور اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نیکیوں میں جلدی اور تیزی کرنے والا نیکیوں کے حاصل کرنے میں دوسروں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ... (فصل الخطاب)

★ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جو لوگ نیکیوں میں تیزی دکھاتے ہیں وہ اصل میں جنّت کی طرف تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔ ... (تفسیر تبیان)

آیت ۶۲: غرض اللہ ہر شخص کی طاقت کی مقدار سے خوب واقف ہے، اور جس حد پر جا کر انسان مجبور ہو جاتا ہے، اُس کو بھی خدا خوب جانتا ہے۔ اِس لیے اُس جگہ خداوندِ عالم انسان سے مواخذہ نہیں فرماتا کہ یہ ظلم ہے

www.drhasanrizvi.com

اس لیے خداوندِ کریم کسی پر اُس کی قدرت طاقت اور قوتِ برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔
اس میں عقل کی طاقت اور قوّت کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ بلکہ ہر قسم کی مالی، جسمانی، ظاہری، باطنی تمام صلاحیتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

فرض کیجیے کہ کوئی شخص حقیقتوں کو سمجھنے کے لیے واقعی کوشش کرتا ہے، مگر اس کے باوجود ابدی حقیقتوں کو نہیں سمجھ سکتا، اور شک ہی میں مبتلا رہتا ہے، تو پھر وہ سزا کا مستحق نہیں رہتا۔
اسی طرح گمراہیوں اور گناہوں کا کون شخص ذمّے دار ہے، اس کا فیصلہ صرف اور صرف خدا ہی کرسکتا ہے
اس لیے روزِ جزا کا صرف خدا خود مالک ہے۔ (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ "وہ روزِ جزا کا مالک حاکم ہے۔"
اُس نے جس کو جتنی عقل اور صلاحیت دی ہے، اُسی کے مطابق وہی جزا و سزا دے سکتا ہے۔
★ ...... (فصل الخطاب)

★ " ہم کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔"
★ اِس آیت سے محققین نے یہ نتیجہ نکالا کہ اعلیٰ پیرست کوئی ما فوق البشر چیز نہیں، نہ بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ ★...... (تفہیم القرآن)

"کتاب" سے یہاں مراد انسان کا نامۂ اعمال ہے جس میں انسان کی ایک ایک حرکت حتیٰ کہ خیالات اور ارادے تک لکھے جاتے ہیں۔ اسی کتاب کے بارے میں سورۃ الکہف میں فرمایا:

" جب "کتاب" یعنی نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا تو تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اس کی تحریروں سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ "ہائے ہماری بدبختی اور کمبختی، بھلا یہ کیسی کتاب ہے کہ جس نے ہماری کوئی چھوٹی یا بڑی حرکت لکھے بغیر چھوڑی ہی نہیں۔" پھر جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا اُسے اپنے سامنے حاضر و موجود پائیں گے۔ مگر تمھارا پالنے والا مالک کسی پر ذرا سا بھی ظلم و زیادتی کرنے والا نہیں۔" (سورۃ الکہف آیت ۴۹) (نوٹ: یہ آیت خدا کے عادلِ حقیقی ہونے کو واضح طور پر ثابت کر رہی ہے۔) (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

(۶۳) مگر یہ لوگ ہیں کہ (اتنی بڑی حقیقت سے) بے خبری کے عالم میں ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی اُن کی حرکتیں اور بد معاشیاں ہیں، جو وہ کرتے ہی رہتے ہیں۔

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یَجْــٴَـرُوْنَ ﴿۶۴﴾

(۶۴) (وہ اپنی یہ حرکتیں اور بد معاشیاں کرتے ہی چلے جائیں گے) یہاں تک کہ جب ہم اُن کے (بد معاش) دولت مندوں کو اپنی سزائیں پکڑ کر جکڑ لیں گے تو پھر وہ ایک دم چیخ اُٹھیں گے۔

لَا تَجْــٴَـرُوا الْیَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

(۶۵) بس اب بند کرو یہ اپنی چیخ و پکار، تمہیں ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔

آیت ۶۳ : جس طرح مومنین کا سرمایہ اُن کا ایمان ہوتا ہے اور اُن کے نیک اعمال ہیں۔ اسی طرح حق دشمنوں کا سرمایہ اُن کے بُرے اعمال اور بد معاشیاں ہیں جن کی اُن کو وہاں خوب خوب سزا ملے گی۔ *..... (تفسیر ماجدی)

شانِ نزول آیت ۶۴ : جنابِ رسولِ خداؐ نے کفارِ مکہ کے لیے بددعا کی تو قحط پڑا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مردار کھانے لگے پھر وہ چیخنے چلّانے لگے تھے، مگر عذاب کا فیصلہ ہوجانے کے بعد کسی کی کچھ نہیں سُنی جاتی۔ *..... (تفسیر مجمع البیان)

آیت ۶۴ : "مترفین" یعنی ناز و نعمت میں غرق افراد، جنھیں عام اصطلاح میں بڑے لوگ کہا جاتا ہے۔ یہی لوگ اکثر گمراہی کے سردار ہوتے ہیں اور غریبوں کی عزت و ناموس سے کھیلتے ہیں اُنہی کو سب سے زیادہ سزا دی جائے گی۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى (۶۶) جب بھی میری باتیں، دلیلیں اور آیتیں
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى تمھارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم
اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ اُلٹے پاؤں بھاگ نکلتے تھے۔

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ (۶۷) غرور سے کام لیتے ہوئے، قرآن کو
سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ تفریح کا مشغلہ بناتے ہوئے رات کو اپنے قصے

کہانیاں (ڈراموں، سینماؤں، کھیل تماشوں) میں لگ کر باتیں بناتے

تھے، اور اپنی چوپالوں اور بیٹھکوں میں بیٹھ کر بکواس کرتے تھے۔

آیت ۶۷: "سٰمِرًا" کے اصل معنی رات کے وقت بات چیت کرنے کے ہوتے ہیں، اس لئے

اِس کے معنی گپیں ہانکنا، قصے کہانیاں سنانا۔ دیہاتیوں میں یہ گپیں چوپالوں میں ہوا کرتی ہیں۔

یہی اہلِ مکہ کا دستور تھا۔ ...... (تفہیم القرآن - تفسیر مجمع البیان)

منکرینِ حق کے صفات (۱) خدا کی آیتوں، دلیلوں، باتوں اور احکامات کو سن کر

اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ جاتے ہیں۔ (۲) پھر یہی نہیں بلکہ تکبر کا بھی بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۳) پھر اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ رات کو دیر تک مومنین اور حق پرستوں کو گالیاں بکتے ہیں۔

بدکردار، بے منطق، حق دشمن احمقوں کی صفات کا بہترین نقشہ کھینچا گیا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

★ اس سے مومنین کاملین کی صفات از خود معلوم ہو جاتی ہیں جو ان صفاتِ رذیلہ کی ضد ہیں۔ (۱) مومنین

خدا کی آیتوں اور باتوں کو شوق سے سنتے ہیں (۲) جب آیاتِ الٰہی سنتے ہیں تو وہ ادب و انکساری سے اپنے سر جھکا لیتے

ہیں۔ (۳) راتوں کو دیر تک آیاتِ الٰہی کو پڑھتے اور ان پر غور و فکر کرتے اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ (۶۸) تو کیا اُن لوگوں نے بھی اِس کلام
اَمۡ جَآءَهُمۡ مَّا لَمۡ یَاۡتِ (قرآن) پر غور و فکر نہیں کیا ؟ یا یہ اُن کے
اٰبَآءَهُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۶۸﴾ پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے
والے باپ داداؤں کے پاس کبھی نہیں آئی تھی ۔

قرآن پر غور و فکر کی دعوت

یعنی اگر یہ لوگ خدا کے کلام پر غور و فکر کرتے تو اس کے معجزہ ہونے کے قائل ہو جاتے ۔ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غور و فکر ہی نہیں کرتے ۔

★...... (تفسیر ماجدی)

★ مطلب یہ ہے کہ کفّار و مشرکین خوب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ قرآن حق ہے اور مخالفت اِس لیے کرتے ہیں کہ وہ قرآن کو ماننا ہی نہیں چاہتے ۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ انبیاء انسانوں ہی میں سے ہوتے ہیں کیوں کہ عراق ، شام ، مصر ، بلکہ خود اُن کی اپنی سرزمین پر حضرت ابراھیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ جیسے انبیاء آچکے ہیں ، حضرت صالح ؑ اور حضرت شعیب ؑ آچکے ہیں ۔ یہ خود اُن سب کو خدا کا بھیجا ہوا نبی مانتے ہیں اور یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی مشرک یا بُت پرست نہ تھا ۔ وہ سب کے سب ایک خدا کی بندگی سکھاتے تھے ۔

غرض اِن لوگوں کے انکار کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ قرآن اُن کے لیے کوئی انوکھی ، نرالی بات ہے

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ عبادت یہ نہیں ہے کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے ۔ (الحدیث) (اصول کافی)

www.drhasanrizvi.com

اَمۡ لَمۡ یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَهُمۡ فَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ (۶۹)

یا اُنھوں نے اپنے پیغمبرؐ (کی صداقت اور شرافت) کو پہچانا ہی نہیں ہے؟ اِس لیے وہ اُس کا انکار کرتے ہیں۔

مشرکینِ مکہ جنابِ رسولِ خداؐ کو خوب اچھی طرح سے جانتے پہچانتے تھے۔

غرض، یہ کفارِ مکہ کے لیے توبیخ اور سرزنش ہے۔ کہ تمھاری طرف بھیجا ہوا رسولؐ وہی تو ہے جس کو تم لوگ حسب کے لحاظ سے بھی جانتے ہو اور نسب کے لحاظ سے بھی جو تمام خاندانوں میں اشرف اور حسب اِس قدر بلند ہے کہ دوست و دشمن اُس کی صداقت، دیانت اور امانت کو مان چکے ہیں۔ جس نے بچپنے اور جوانی میں اپنی زبان کو جھوٹ سے ملوث نہیں کیا، وہ چالیس برس کے بعد کیوں کر جھوٹ بول سکتا ہے، اور جو لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتا، وہ خدائی پیغامات میں کیوں کر خیانت کر سکتا ہے؟ کفارِ مکہ جانتے ہیں کہ محمدؐ، صادق و امین ہے، لیکن (اصل بات یہ تھی کہ) پیغامِ رسالت تسلیم کر لینے میں اُن کی عیاشیوں، اوباشیوں، رنگ رلیوں اور جملہ خرافات و رسوماتِ جاہلانہ پر ضربِ کاری پڑتی ہے اور اُن کی چودھراہٹ کو بھی خطرہ لاحق ہے اِس لئے حق کی بات کو تسلیم کرنے سے کتراتے ہیں۔ پس انکارِ حق کے لیے بہانے تلاش کرتے ہیں وکہ یہ دیوانہ ہے۔ والعیاذ باللہ طور پر کہتے ہیں تاکہ کلمۂ حق ماننے کی کوئی جرأت نہ کر سکے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ غرض مشرکینِ مکہ رسولِ اکرمؐ کی خوبیوں کو خوب جانتے تھے کہ اِس شخص کے قول و عمل میں تضاد نہیں، اِس کے ہاتھی کے دانت نہیں کہ کھانے کے اور ہوں اور دکھانے کے اور۔ انھوں نے چالیس سال خود رسولؐ کو اچھی طرح سے پرکھا تھا۔ ظالموں کا ساتھ کبھی نہیں دیتا، ہر مظلوم کا مددگار ہے، حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ (یہ سب کچھ جان کر بھی وہ رسولؐ کا صرف اور صرف اِس لیے انکار کرتے تھے کہ اُن کی چودھراہٹ اور مفادات کو زبردست خطرہ لاحق تھا۔) ★ ..... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ (۷۰)	کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ پاگل ہے ؟
بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ (۷۰)	نہیں۔ بلکہ وہ تو بالکل حق بات لے کر آیا ہے (اصل میں) اُن کے زیادہ تر لوگ حق بات کو پسند ہی نہیں کرتے۔
وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ (۷۱) لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ؕ (۷۱)	اور اگر حق اُن کی نفسانی خواہشوں اور ذاتی خیالات کے تابع ہو کر ان کے پیچھے پیچھے چلتا تو آسمانوں اور زمین اور جو بھی اُن کے اندر مخلوقات ہیں، سب کے سب تباہ و برباد ہو جاتے۔ نہیں بلکہ (حقیقتاً)

ہم اُن کا اپنا ہی ذکر اُن کے پاس لائے ہیں، مگر وہ ہیں کہ اپنے ہی ذکر، اپنی نصیحت اور اپنی ہی خیر خواہی سے اپنا منھ موڑے چلے جا رہے ہیں۔

آیۃ ۷۱: "حق" سے یہاں مراد جناب رسولِ خدا ہیں | اور آسمانوں کے خراب ہو جانے سے مراد: بارش کا نہ برسنا ہے اور "زمین کے فساد" سے مراد یہ ہے کہ "زمین سے نباتات نہ اُگے۔" پھر لوگوں کی تباہی بالکل ظاہر ہے۔ ★ . . . . . . (تفسیر صافی ص ۳۴۳ بحوالہ تفسیر قمی)

★ یہاں "ذِکْر" کے لفظ کے تین معنی ہیں، اور وہ تینوں یہاں صحیح ہیں۔

(۱) "ذکر" کے معنی: فطرت"۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم کسی دوسری دنیا کی باتیں نہیں کر رہے ہیں، تمہاری فطرت

www.drhasanrizvi.com

ہی کو تمھارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ہماری ساری باتیں تمھاری فطری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

(۲) "ذکر" کے معنی: "نصیحت" یعنی، ہماری ساری باتیں خود تمھارے فائدے اور بھلائی کے لیے ہیں۔

(۳) "ذکر" بمعنی: "شرف اور عزت" یعنی ہم وہ باتیں تمھارے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ اگر تم اُن کو مان لوگے اور اُن پر عمل کروگے تو دنیا اور آخرت دونوں کا شرف، عزت اور اعزاز پاؤگے۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ "اگر حق کافروں کی خواہش پر چلنے لگے تو آسمان و زمین سب تباہ ہو جائیں گے۔"

(۱) یہ اس لیے کہ: (۱) لوگوں کی خواہشات ایک جیسی نہیں ہوتیں، بلکہ اکثر ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں اگر حق اُن کی پیروی کرے تو تباہی کے سوا کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔؟

(۲) بہت سے لوگوں کی خواہشات بُرے کاموں کے لیے ہوتی ہیں۔ اگر اُن خواہشات کو پورا کیا جائے گا تو تباہی ہی تباہی ہوگی۔

(۳) خواہشات اکثر کسی چیز کے صرف ایک پہلو کو دیکھتی ہیں۔ دوسرے تاریک پہلوؤں پر غور نہیں کرتیں اسی لیے کہا جاتا ہے کہ خواہشات اندھی ہوتی ہیں۔

حقیقی رہبر

محققین نے اس آیت اور اِن حقائق سے یہ نتیجہ نکالا کہ حقیقی اور سچا رہبر یا امام وہی ہو سکتا ہے جو اپنی پست خواہشات کا تابع نہ ہو، بلکہ حق کا تابع ہو۔ ★... (تفسیر نمونہ)

★ قرآن مجید میں آیت تطہیر نے ثابت کر دیا کہ اہل بیت رسولِ خدا اپنی خواہشات کے نہیں بلکہ حق کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اس لیے اُن ہی کی پیروی کرنا سب اُمّتِ مسلمہ پر فرض ہے۔ ★ (مؤلف)

اکثریت حق کی طرف نہیں ہوا کرتی

قرآن میں فرمایا: "اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے" (سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۲۴۳)

"اکثر لوگ (حق کو) نہیں جانتے۔" (سورۃ اعراف ۷ آیت ۱۸۷) "اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے" (سورۃ ھود ۱۱ آیت ۱۷)

"اکثر لوگ حق کا انکار کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کرتے" (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۸۹)

"اے رسولؐ! اگر تم زمین کے اکثر لوگوں کی اطاعت کروگے تو وہ تم کو راہِ حق سے بھٹکا دیں گے۔" (سورۃ انعام ۶ آیت ۱۱۶)

www.drhasanrizvi.com

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾

(۷۲) کیا آپؐ اُن سے کچھ روزی مانگ رہے ہیں؟ آپؐ کے لیے تو آپؐ کے پالنے والے مالک کا دیا ہوا کہیں زیادہ بہتر ہے (کیوں کہ) وہ سب روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

* جس طرح پہلے خداوندِ عالم نے خود کو "احسن الخٰلقین" فرمایا تھا، اِسی طرح یہاں خود کو "خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ" یعنی: بہترین رزق دینے والا" فرمایا۔

* محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کی دی ہوئی طاقت اور اُس کے دیے ہوئے رزق سے کسی دوسرے کی مدد کرنے والے کو مجازاً رازق کہنا شرک نہیں۔ * .... (فصل الخطاب)

نبیِ اکرمؐ کی صداقت کا ثبوت کوئی شخص ایمانداری کے ساتھ یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ جناب رسولِ خداؐ نے دین کی تمام تبلیغات اور قربانیاں صرف اِس لیے برداشت کیں کہ خود اس میں اُن کا کوئی فائدہ تھا۔ جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے رسولِ خداؐ کو مکّہ میں عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اچھی خاصی تجارت تھی۔ امیر ترین عورت کے شوہر تھے۔ ہر شخص ہاتھوں ہاتھ لیتا تھا، لیکن جیسے ہی دینِ حق کی طرف بلانا شروع کیا، ہر طرف سے گالیاں، پتھر برسنے شروع ہوگئے، جان کے لالے پڑ گئے، وطن کو چھوڑنا پڑا، اچھے ہنسی خوشی زندگی گذار رہے تھے کہ سخت کشمکش میں پڑ گئے۔ سارا ملک خون کا پیاسا ہو گیا۔ بھلا کون احمق کہہ سکتا ہے کہ ایک خود غرض، عورت پرست آدمی بجائے اِس کے کہ سرداری حاصل کرنے کی کوشش کرتا، سرے سے اپنی جڑ کو کاٹ رہا ہے جس پر اُس کے قبیلے کی چودھراہٹ قائم ہے۔ یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے جو کچھ بھی کیا اپنے کسی ذاتی مفاد کے لیے نہیں کیا۔ (تفہیم القرآن) آنحضرتؐ نے فرمایا: "جیسی تکلیفیں مجھے دی گئیں کسی نبیؑ کو نہیں دی گئیں"۔ * .... (الحدیث) ہر تاریخ اِس بات کی گواہی دے گی۔ (متفق علیہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى (۷۳) اور حقیقت یہ ہے کہ آپ تو اُن کو
صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۳﴾ سیدھے راستے[1] کی طرف بُلا رہے ہیں۔
وَاِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (۷۴) مگر جو لوگ آخرت (کی زندگی) کو مانتے
بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ﴿۷۴﴾ ہی نہیں، وہ (جان بوجھ کر) سیدھے راستے سے
ہٹ[2] کر چلنا چاہتے ہیں۔

۱۔ "صراطِ مستقیم" سے مراد

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صراطِ مستقیم" سے مراد علیؑ کی ولایت کو قبول کرنا ہے۔"
★ ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳ ص ۵۴۸)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"خداوندِ عالم اگر چاہتا تو اپنی معرفت خود لوگوں کو القا کر دیتا، مگر اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہمیں (محمدؐ و آلِ محمدؐ کو) سبیل (راستہ) قرار دیا، جو خدا کے پاس جانے کا وسیلہ ہیں۔ اب جو شخص ہم (محمدؐ و آلِ محمدؐ کی) ولایت (سرپرستی) قبول نہ کرے گا، اور ہمارے غیر کو ہم پر فضیلت دے گا، وہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہوگا۔" پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی۔
★ ...... (تفسیر انوار النجف - تفسیر نور الثقلین)

۲۔ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ

(سیدھے راستے سے ہٹ جانے والوں) سے مراد حق اور امامِ برحق سے پھر جانے والے ہیں۔
★ ...... (تفسیر قمی)

★ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی زندگی کا مقصد جانوروں کی طرح صرف ضروریاتِ جسم کو پورا کرنا ہو، اور اُن کو یہ مقصد حاصل بھی ہو رہا ہو، تو پھر اُن کو کیا ضرورت ہے کہ وہ حق و باطل کی بحثوں میں پڑیں۔ اُن کو تو صرف ایک ہی فکر ہوگی کہ کسی طرح مادی فوائد زیادہ سے زیادہ حاصل ہو جائیں، اسی لیے ایسی تمام قومیں خدا اور مکافاتِ عمل کے قانون سے قطعاً بے فکر ہوں گی۔ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اِس چکر میں نہیں پڑتیں۔ ★ ...... (تفہیم القرآن)

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

(۷۵) اور اگر ہم اُن پر رحم کریں، اور وہ مصیبت کہ جس میں وہ گرفتار ہیں، اُس کو اُن سے دور کردیں، تو پھر تو یہ لوگ اپنی سرکشی میں بالکل ہی بہک کر بھٹک جائیں گے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾

(۷۶) (اُن کا حال تو یہ ہے کہ) ہم نے جب کبھی بھی اُنھیں اپنی سزا میں پکڑا، پھر بھی یہ لوگ اپنے پالنے والے مالک کے سامنے نہ جھکے، اور نہ ہی اُنھوں نے عاجزانہ رویّہ ہی اختیار کیا۔

آیت ۷۵: شانِ نزول

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے اہلِ مکّہ کی سرکشی کی وجہ سے بددعا کی جس سے قحط پڑا۔ آخر ابوسفیان حاضرِ خدمت ہوا۔ اِس پر یہ آیت اُتری۔ ★ .... (تفسیرِ صافی)

★ مطلب یہ ہے کہ یہ کافر حق کے منکر اس قدر حق دشمنی پر تُلے ہوئے ہیں کہ اگر ہم اِن کو تکلیفوں سے نکال کر راحت آرام بھی دے دیں تو بھی یہ اپنی شرارتوں سے باز آنے والے نہیں ہیں۔ جنابِ رسولِ خداؐ کی بددعا سے قحط پڑا، پھر آپؐ ہی کی دعا سے قحط کھلا، مگر کفارِ مکّہ اپنی حق دشمنی سے باز نہ آئے۔ ★ .... (شیخ الاسلام عثمانی)

آیت ۷۶: خدا کبھی لوگوں کو اپنی نعمتوں کے ذریعہ اپنی طرف بلاتا ہے اور کبھی سخت سزاؤں کے ذریعہ، تاکہ اگر رحمتوں سے بیدار نہیں ہوتے تو زحمتوں سے چونک جائیں۔ مگر سخت حق دشمن قومیں اِس سے بھی متاثر نہیں ہوتیں۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا دو طرح سے سزا دیتا ہے، (۱) تربیتی سزا: یعنی کچھ تھوڑی سی سختی کی جائے، تاکہ قوم یا فرد کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوجائے۔ (۲) دوسری قسم کی سزا ناقابلِ اصلاح قوم یا فرد کو دی جاتی ہے جو اپنے طرزِ عمل سے یہ ثابت کردیں کہ اُنھیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

حَتّٰۤى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ (۷۷) یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر اپنی
بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيۡدٍ اِذَا سخت سزا کا دروازہ کھول ہی دیا۔ تو وہ
هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾ یکایک بالکل ہی مایوس ہو کر رہ گئے۔ ع ۴

★ یعنی یہ وہ سزا نہیں ہے جو قوموں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی ہے۔ یہ تو سزا کی ابتدا ہے بیدار کرنے کے لیے۔ صرف جھنجوڑا اور دھمکایا جا رہا ہے۔ مگر ہاں۔ اگر اس پر بھی قوموں نے آنکھ نہ کھولی پھر وہ عذاب آئے گا جو تیا پانچا کر کے رکھ دے گا۔ اس کے بعد نجات کی کوئی اُمید باقی نہ رہے گی۔

(تفسیر کبیر امام رازی) ★ ----

شانِ نزول

یہ ہے کہ: "جب قریشِ مکّہ نے مسلسل جنابِ رسولِ خداؐ کا انکار کیا، اور کسی طرح حق کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو آنحضرتؐ نے دعا مانگی:

"خدایا! ان کے مقابلے میں مدد حضرت یوسفؑ کے سات سالہ قحط جیسے سات برسوں سے کر۔" اس کے نتیجہ میں ایسا سخت قحط پڑا کہ مردار کھانے کی نوبت آگئی۔

★ ---- (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

★ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے مشرک زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے۔ یہاں پر لفظ "مُبۡلِسُوۡنَ" استعمال ہوا ہے۔ "بَلَسَ" کے اصل معنی خوف اور حیرت کی وجہ سے دنگ رہ جانا ہوتا ہے۔ یا غم و رنج کی وجہ سے بے حال ہو جانا ہوتا ہے۔ جب انسان بالکل ہمت ہار بیٹھتا ہے اور ہر طرف سے نااُمید ہو جاتا ہے۔ اسی لیے شیطان کا اصل نام ابلیس ہے۔ یعنی وہ خدا کی رحمت سے بالکل مایوس اور نامراد Frustrated ہو چکا ہے۔ اسی لیے ہر جرم پر اُتر آیا ہے۔ ★ (تفہیم القرآن)

★ اہلِ مکّہ پر یہ قحط کا عذاب اتنا شدید تھا کہ مردار، خون اور خون کے چیتھڑے، چھیچھڑے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ دوسرا عذابِ بدر کے دن کا قتل تھا۔ (جب اُن کے سارے سردار قتل کر دیے گئے تھے)

★ ---- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ (۷۸) اور وہ اللہ ہی تو ہے جس نے

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ تمہیں سُنتے ہوئے کان اور دیکھتی

قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ ہوئی آنکھیں دیں اور سوچتا سمجھتا دل دیا

مگر تم ہو کہ بہت ہی کم شکریہ ادا کرتے ہو۔

کان، آنکھ اور دل کا شکر زیادہ ادا کرنا چاہیئے

مطلب یہ ہے کہ کافر، مشرک، حق دشمن آخر اپنے کان، آنکھ، دل دماغ سے کام کیوں نہیں لیتے؟ جانوروں کی طرح صرف اپنے جسم کے مطالبات پورے کرنے پر ساری توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ ہر وقت صرف اپنے معیارِ زندگی Standared of life کو بلند کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ناشکری ہو سکتی ہے کہ تم کو انسان بنایا گیا تھا، مگر تم حیوان بن کر رہ گئے ہو، کبھی ابدی حقیقتوں پر غور ہی نہیں کرتے۔

* ...... (تفہیم القرآن)

★ معرفتِ حق کے یہی تین ذرائع ہیں۔ جو لوگ آنکھ کان سے محروم ہوتے ہیں اُن کی دنیا بالکل تاریک ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ دو حواس عالمِ محسوسات کی کلید ہیں۔ اِن سے جو مواد حاصل ہوتا ہے، عقل اُس کا تجزیہ کرتی ہے۔

اب جو لوگ اِن تین نعمتوں کے ملنے پر بھی شکر ادا نہ کریں وہ کتنے زبردست حق دشمن ہوں گے۔ یہی تینوں چیزیں ہمیں اِن کے عطا کرنے والے کی معرفت پر اُبھارتی ہیں، اور انسان منعمِ حقیقی تک پہنچ جاتا ہے اسی لیے علماءِ عقائد نے معرفتِ خدا کو عقلی بنیاد پر واجب قرار دیا ہے۔

* ...... (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اجزائے ایمان کی تقسیم اجزائے بدن میں

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے بنی آدمؑ کے تمام اعضاءِ بدن پر ایمان کو فرض کیا ہے اور اُس کو اُن سب پر تقسیم کر دیا ہے پس اعضاء میں کوئی عضو ایسا نہیں ہے جو ایمان سے خالی ہو۔ اُن میں سے ایک عضو قلب ہے۔ جس کے ذریعے سمجھا اور جانا جاتا ہے جو انسان کے جسم کا امیر ہے۔

قلب کا ایمانی فریضہ یہ ہے کہ: خداوندِ عالم کی توحید کا اقرار کرے، خداوندِ کریم کی معرفت حاصل کرے اور کہے کہ وہ واحد ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، نہ اُس کے بیوی ہے نہ اولاد۔ اور یہ کہ محمدؐ خدا کے عبد (بندے) اور اُس کے رسولؐ، اور خدا کی طرف سے جو خبر یا کتاب لائے ہیں وہ حق ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے "آگاہ ہو کہ ذکرِ خدا سے (بے چین) دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔ اور فرمایا: "ایسے بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں کہ ایمان لے آئے حالاں کہ اُن کے دل ایمان نہیں لائے"۔ اور یہ فرمایا: کہ: "جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ وہ اُس کا حساب ضرور لے گا"۔۔۔۔ الخ پس خدا نے دل پر جس چیز کو فرض کیا ہے وہ اقرار اور معرفت ہے۔ اور یہی اس کا عمل ہے۔ اور یہی اصلِ ایمان ہے"۔

کانوں کا فریضہ خدا نے کانوں کا فریضہ یہ قرار دیا ہے کہ "جن چیزوں کا سننا حرام ہے اُن سے پرہیز کریں۔ اللہ نے روکا ہے اُن چیزوں سے جو حلال نہیں، اور نہ سنیں ان باتوں کو جو اللہ کو غضب میں لانے کا باعث ہوں۔ خدا نے فرمایا کہ: "جب تم سنو کہ لوگ اللہ کی آیات کا انکار اور مذاق کرتے ہیں تو تم اُن کے پاس مت بیٹھو، اور اگر میرا یہ حکم شیطان تم کو بھلا دے تو جب یاد آجائے تو ظالموں کے پاس نہ بیٹھو"۔

آنکھوں کا فریضہ یہ ہے کہ: خدا نے جن چیزوں کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے اُن کو نہ دیکھو۔ خدا نے فرمایا: "اے رسولؐ! مومنوں سے کہدو کہ وہ اپنی آنکھوں کو جھکائے رہیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔ اور مومنہ عورتیں بھی اپنی نگاہوں کو جھکائے رہیں"۔۔۔۔ الخ *۔۔۔۔ (ملخص از اصولِ کافی جلد سوم باب ۱۴۲)

www.drhasanrizvi.com

وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي (۷۹) اور وہی خدا تو ہے جس نے تمھیں
الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝۷۹ زمین میں (ہر طرف) پھیلا دیا اور پھر تم
(سب) اُسی کی طرف سمیٹے بھی جاؤ گے لہ

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ (۸۰) اور وہ وہی (خدا ہے جو) زندگی بھی
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ بخشتا ہے، اور وہی موت بھی دیتا
النَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۸۰ ہے۔ یہ گردشِ لیل و نہار، یہ دن اور
رات کا آنا جانا اُسی کے قبضۂ قدرت و اختیار میں ہے۔ تو پھر تم عقل
سے کام کیوں نہیں لیتے ؟ ٢ھ

آیت ۷۹ لہ: مطلب یہ ہے کہ آج ہم نے تمھیں زمین پر پھیلا رکھا ہے، کل سمیٹ کر جمع کریں گے اور وہاں پر ہر شخص کو اُس کی شکر گذاری یا ناشکری کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ اُس وقت نہ کوئی شخص غیر حاضر رہ سکے گا اور نہ کوئی عمل پوشیدہ رہے گا۔ اب جو سب کو پھیلا سکتا ہے، اُس کے لیے سب کو سمیٹ لینا کیا مشکل کام ہے ؟
(شیخ الاسلام عثمانی) ......

حیات بعد الموت اور نظامِ حکمت

ٹ اگر ذرا بھی عقل استعمال کی جائے، یا کھلے کانوں کسی معقول استدلال کو سنا جائے تو بآسانی ہر انسان یہ بات معلوم کر سکتا ہے کہ یہ کارخانۂ ہستی بغیر خدا کے یا کئی خداؤں کا بنایا ہوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کسی ایک صاحبِ علم و قدرت کا ساختہ پرداختہ ہے۔ اور وہ یہ بھی جان

www.drhasanrizvi.com

سکتا ہے کہ یہ ساری تخلیقات بے مقصد نہیں، یہ سب بے معنی طلسم نہیں۔ بلکہ حکمت پر مبنی ایک نظام ہے جس میں انسان جیسی ذی اختیار مخلوق کو خواہ مخواہ نہیں پیدا کیا گیا ہے کہ بس یونہی مر کر مٹی ہو جائے اور بس کہانی ختم ہو جائے۔

غرض یہاں توحید اور حیات بعد الموت دونوں کو ایک ساتھ ثابت کیا گیا ہے، اور آگے تک جن دلیلوں کو بیان کیا گیا ہے وہ سب شرک کی نفی کرتی ہیں، اور حیات بعد الموت کو ثابت کرتی ہیں۔

* ...... (تفہیم القرآن)

★ بات شروع ہوئی تھی آنکھ، کان، عقل (قلب) سے جو خدا کی معرفت کے محرک ہیں، اور بات ختم ہوئی اَنفس و آفاق کے ذکر پر۔ گویا ابتدائے تخلیق سے خدا تک کوٹنے پر بات ختم ہوئی۔

* ...... (تفسیر نمونہ)

★ رات اور دن کا اختلاف یعنی ایک دوسرے کے بعد آنا جانا۔ یا ایک دوسرے کا جانشین ہونا۔

* ..... (امام راغب)

★ غرض یہ تمام باتیں جو آخری آیتوں میں بیان کی گئیں خدا کی معرفت کا ذریعہ ہیں مگر کیا کیا جائے کہ جن کو حق کی تلاش ہی نہیں، وہ عقل سے کام بھی نہیں لیتے۔ اسی لیے آخر میں فرمایا:

"اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ" تم غور و فکر کیوں نہیں؟ * ...... (مؤلف)

آیت کا مقصد

یہ ہے کہ میں خدا ہوں۔ کائنات کو بھی میں نے ہی پیدا کیا ہے۔ موت و حیات کا بھی میں ہی مالک ہوں۔ اگر تم غور کروگے تو سمجھ لوگے کہ میں موت بھی دے سکتا ہوں اور پھر دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہوں۔ لہٰذا تم کو موت کے بعد زندہ ہو کر میرے دربار کی پیشی، اور باز پُرس کا خیال کرتے ہوئے دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جانا چاہیئے۔ * ...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ (۸۱) (نہیں) بلکہ اُن لوگوں نے وہی کچھ کہا جو اُن سے پہلے کے لوگ کہہ چکے ہیں۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ (۸۲) یہ کہتے ہیں: "کیا جب ہم مر کر مٹّی اور ٹوٹی پھوٹی ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے' تو پھر کیا ہم دوبارہ اُٹھائے جائیں گے؟

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ (۸۳) ایسے (ایسے اُوٹ پٹانگ) وعدے تو ہم بہت سُن چکے ہیں۔ ایسا وعدہ ہم سے پہلے بھی ہوا ہے' اور اُس سے پہلے ہمارے باپ داداؤں سے ہو چکا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے' مگر محض پُرانے لوگوں کی مَن گھڑت بے سند' افسانوی باتیں' صرف جھوٹے پُرانے قصّے اور کہانیاں ہیں۔"

آیت ۸۳: جزا و سزا' حشر و نشر کا انکار کوئی آج کی نئی بات یا تازہ خبر نہیں ہے۔ یہ آج کے روشن فکروں کی ایجاد نہیں ہے۔ یہ بہت پُرانی گمراہی ہے۔ ...... (تفسیر ماجدی)

★ "اساطیر" جمع ہے "اسطور" کی۔ اس کے معنی جھوٹے افسانے۔ یہ لفظ عرفِ عام میں لہویات لغویات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ "اساطیر" سطر کی جمع ہو۔ (تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾
(۸۴) (آپؐ اِن سے) پوچھیئے کہ بھلا کس کی ہے یہ زمین اور جو اس میں رہتے ہیں؟ بتاؤ، اگر تم جانتے ہو؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾
(۸۵) تو یہ ضرور کہیں گے کہ "اللہ کی ہے"۔ تو کہیئے کہ: "پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟

آیت ۸۴: خداوندِ عالم نے دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت کو تین طرح سے ثابت فرمایا ہے۔

(۱) سوال کیا کہ ساری مخلوق کس کی ملکیت ہے؟ تو اب جو خدا ساری کائینات کو لاشئی سے پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو مردہ کر کے زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟ جو مشکل پر قادر ہے وہ آسان پر ضرور قادر ہوگا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ اختیار فرمایا کہ: کیا تم عالمِ علوی یعنی آسمانوں پر غور کرو، عرشِ اعظم کا مالک کون ہے؟ جو اتنے بڑے عالمِ علوی کو بغیر مادّے کے پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا؟

(۳) تیسری دلیل یہ دی کہ: کائینات میں ہمارے تصرفات پر غور کرو۔ آیت ۸۸ میں فرمایا: "بتاؤ: کس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی ہر چیز کی؟" اِس کا سب یہی جواب دیں گے کہ: "خدا کے ہاتھ میں ہے۔" تو جو ساری کائینات پر بادشاہت اور تصرف کر سکتا ہے، وہ تمہیں دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟ ...... (تفسیر انوار النجف)

آیت ۸۵: آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آخر یہ لوگ یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ جو خدا ساری زمین اور جو کچھ اس میں ہے، اُن سب کی تخلیق کی ابتداء کر سکتا ہے، وہ ان تمام چیزوں کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا؟ ...... (تفہیم القرآن)

★ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ: "اے حق کے منکرو! آخرت کی دوسری زندگی کو نہ ماننے والو! جب تم یہ جانتے ہو کہ وہی خدا زمین اور آسمانوں کا مالک ہے، عرشِ عظیم کا مالک ہے، پھر اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دے؟" ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾
(۸۶) (آپ ان سے) پوچھیے کہ "کون ہے پالنے والا مالک ساتوں آسمانوں کا؟ اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے"؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾
(۸۷) تو یہ ضرور کہیں گے کہ: "وہ اللہ ہے"۔ آپ کہیے کہ "پھر تم اُس سے ڈرتے کیوں نہیں"؟

"عرش" اونچے پایوں والے تخت کو کہتے ہیں۔ چھت کو بھی کہتے ہیں، اور انگور کی بیل والی دیوار کو بھی عرش کہتے ہیں، جس پٹڑے پر بیٹھ کر مستری دیوار اُٹھاتا ہے اُس کو بھی عرش کہتے ہیں۔ مگر جب یہ لفظ خدا کے حوالے سے بولا جاتا ہے تو اس کے معنی پوری کائنات کا تختِ سلطنت ہوتا ہے۔ جہاں سے خدا کے احکام ملائکہ کو ملتے ہیں اور صادر ہوتے ہیں۔

کبھی کبھی عرش ماوراءِ عالمِ طبیعات کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کرسی کا لفظ عالمِ طبیعات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ✽.... (تفسیر نمونہ)

آیت ۸۷: ایک ربّ الارباب، خالق و مالک کا انکار دنیا میں بہت کم ہوا ہے۔ عموماً کفر و شرک کی شکل یہی رہی ہے کہ ایک ربّ الارباب کا اقرار بھی ہوا اور کائنات کو کئی کئی شعبوں میں بانٹ کر ہر شعبے کا ایک مستقل خدا یا دیوتا مان لیا۔ زمین کا خدا یا دیوتا الگ مانا گیا۔ آسمان کا دیوتا الگ مانا گیا، پانی کا دیوتا الگ، خشکی کا دیوتا الگ مانا گیا۔ مشرکانہ ذہنیت یہی رہی ہے کہ خدا کو بھی مانتے ہیں اور شرک بھی ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے۔ ✽.... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾

(۸۸) (آپ اِن سے) پوچھیے کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اقتدار ہے ؟ اور وہ کون ہے جو پناہ دینے والا ہے، جب کہ اُس کے مقابلے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا ؟ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)"

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

(۸۹) وہ کہیں گے کہ "(یہ سب کچھ) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے"۔ اب آپ اِن سے کہیے کہ آخر تم پر کہاں سے یہ جادو کیا جاتا ہے (یعنی تم پر کس کا جادو چل گیا ہے؟)

آیت ۸۸ میں "مَلَكُوْتُ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی بادشاہی بھی ہے، اور "مالکیت" بھی ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: اچھا بتاؤ کہ ہر چیز پر کامل اختیار اور اقتدار کس کا ہے ؟ اور کائینات کی ہر ہر چیز پر پورے پورے مالکانہ اختیارات کس کو حاصل ہیں ؟ *.... (تفہیم القرآن)

آیت ۸۹ : سوال کی نوعیت اور زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ جب آپ یہ بھی جان لیں کہ قریشِ مکّہ حضورؐ پر جادو کرنے کا الزام لگاتے تھے۔ اب مطلب یوں ہوگیا کہ اے بیوقوفو ! جو شخص تم کو اصل حقیقت بتا رہا ہے، اُس کو تو تم جادوگر کہہ رہے ہو، اور جو لوگ تمھیں رات دن حقیقت کے خلاف باتیں سمجھا رہے ہیں، اُن کو عقلمند کہہ رہے ہو۔ اصل جادوگر تو وہ لوگ ہیں جو تمھیں صریح، عقل، منطق، تجربے، اور مشاہدے کے خلاف سراسر جھوٹی اور بے اصل باتوں کو سچّا بنا کر دکھا رہے ہیں۔

*----- (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

یہاں حیات بعد الموت کو تین طرح سے ثابت کیا ہے

(۱) "زمین" اور زمین کے اوپر رہنے والوں کے حوالے سے،

(۲) آسمان اور عرشِ عظیم کے حوالے سے،

(۳) تدبیرِ عالم کے حوالے سے۔

یعنی (۱) اے کافرو! تمہارا انکار حیات بعد الموت اس لیے غلط ہے کہ جو خدا مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے، وہ تمھیں مارنے کے بعد زندہ بھی کر سکتا ہے۔

(۲) جو خدا آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک ہے، وہ مُردوں کو کیسے زندہ نہیں کر سکتا؟

(۳) جو خدا سارے عالم کی تدبیر کر رہا ہے، اُس کے لیے مُردوں کو زندہ کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

* ------ (تفسیر نمونہ)

آیتوں کے آخری الفاظ

سرزنش کے لیے ہیں۔

* پہلے ارشاد فرمایا: "اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ" تم توجّہ کیوں نہیں کرتے؟
* پھر ارشاد فرمایا: "اَفَلَا تَتَّقُوْنَ" تم خدا سے ڈرتے کیوں نہیں؟
* تیسرے سوال وجواب کے آخر میں ارشاد فرمایا:

"فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ" آخر تم پر کس کا جادو چل گیا ہے۔؟

* منطقی طرزِ تعلیم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے نرم الفاظ سے سرزنش کی جاتی ہے۔ اور پھر کچھ شدید الفاظ میں، اور آخر میں سخت ترین لہجے کو اختیار کیا جاتا ہے۔

* ----- (تفسیر نمونہ)

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی نوری ہو کہ ناری ہو ⁖ لہو خورشید کا ٹپکے، اگر ذرے کا دل چیریں

(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ (۹۰) غرض جو سچی برحق بات ہے وہ ہم
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ اُن کے سامنے لے آئے ہیں، اور بے شک
لازماً یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ (۹۱) اللہ نے کسی کو بھی اپنا بیٹا نہیں
وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ بنایا ہے، اور نہ اُس کے ساتھ کوئی
اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ دوسرا خدا اُس کا ساتھی ہے۔ اگر ایسا
اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوقات کو اپنی
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ طرف لے کر الگ ہو جاتا۔ اور پھر وہ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔
پاک و منزہ ہے اللہ اُن باتوں سے جو یہ لوگ اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

مشرکوں کا جھوٹ ایک طرف تو مشرک یہ مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا مالک اور ہر چیز پر اختیار رکھنے والا خدا ہے، پھر دوسری طرف یہ ماننا کہ خدائی اکیلے خدا کی نہیں ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی خدائی کا حق حاصل ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہیں۔ اسی طرح کافروں کا بھی یہ کہنا کہ اس ساری کائنات کو خدا نے ہی پیدا کیا ہے پھر دوسری طرف اُن کا یہ کہنا کہ خدا خود اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس سے ان کا شرک و کفر باطل ثابت ہوتا ہے
(ملخص: تفہیم القرآن)

آیت ۹۱: اکثر مفسرین نے یہاں پر یہ غلطی ہوئی ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ یہ آیت صرف عیسائیوں کے عقیدوں

www.drhasanrizvi.com

کی نفی کررہی ہے حقیقتاً یہ مشرکین عرب کی بھی نفی کررہی ہے جو اپنے معبودوں کو خدا کی اولاد سمجھتے تھے دنیا کے اکثر مشرکین کا یہی عقیدہ ہے کیوں کہ عیسائیوں کا "اِبنُ اللہ" کا عقیدہ زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے یہ غلطی ہوگئی کہ بہت سے مفسرین یہ سمجھے کہ یہ آیت صرف عیسائیوں کی نفی کررہی ہے۔ کیوں کہ ساری آیتوں کا تخاطب مشرکین سے ہے تو یکایک عیسائی درمیان میں کہاں سے آ ٹپکے ؟ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ضمناً عیسائیوں کے عقیدے کی بھی نفی ہوگئی۔

★...... (تفہیم القرآن)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات کسی طرح ممکن نہیں تھی کہ کائینات کے مختلف حصّوں اور طاقتوں کے مختلف خالق و مالک ہوتے اُن میں مکمّل تعاون بھی ہوتا۔ یہ ساری کائینات کے نظام کی باقاعدگی اور اجزائے نظام کی ہم آہنگی کائینات کی مرکزیّت اور وحدت کا منھ بولتا ثبوت ہے اگر اقتدار بٹا ہوا ہوتا تو اربابِ اقتدار میں اختلاف لازمی پیدا ہوتا، جس کا لازمی نتیجہ جنگ اور تصادم ضرور ہوتا۔

★...... (تفہیم القرآن)

★ یہی بات سورۃ الانبیاء میں یوں ارشاد فرمائی :۔

"اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔"

★...... (سورۃ الانبیاء ۲۱ آیت ۲۲)

★ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا :۔

"اگر اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے، جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں، تو وہ ضرور مالکِ عرش کے مقام پر پہنچنے کی کوششیں کرتے۔"

★...... (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ : ہم صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ پوری کائینات پر ایک وسیع نظام حکومت کررہا ہے۔ زمین اور آسمان پر ایک ہی قانون اور نظام چل رہا ہے۔ جو نظام ایٹم کا ہے وہی سورج کا ہے۔ ماہرین کے نزدیک اگر ایٹم کو بڑا کردیا جائے تو وہ پورے نظامِ شمسی کی شکل اختیار کرلے گا، اور اگر پورے نظامِ شمسی کو چھوٹا کردیا جائے تو وہ ایٹم کی شکل اختیار کرلے گا۔ اِس سے بڑی توحید کی اور دلیل کیا ہوسکتی ہے ؟ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۹۲) وہ کھلی اور چھپی، دیکھی اور
فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۹۲ ان دیکھی، سب باتوں کا جاننے والا
ہے، وہ بلند و بالا ہے اُس شرک سے
جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ (۹۳) آپ دعا کیجئے کہ: "اے میرے پالنے
مَا يُوْعَدُوْنَ ۹۳ والے مالک! اگر تو اُس سزا کے
وعدے کو جس سے انھیں ڈرایا جا رہا ہے، مجھے
میری آنکھوں سے دکھلائے،

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ (۹۴) تو اے میرے پالنہار! مجھے ظالم لوگوں میں
الظّٰلِمِيْنَ ۹۴ شامل نہ کرنا۔"

آیت ۹۲: خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "وہ ہر چھپی اور ظاہر چیز سے واقف ہے" دلیل ہے کہ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو وہ خدا جو ہر چھپی سے چھپی ہوئی چیز سے واقف ہے ضرور اُس کو جانتا ہوتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ عالم میں دوسرا خدا ہو، تم تو اُسے جانتے ہو، اور جو خدا ہر ظاہر اور چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے، اُس کو نہ جانتا ہو۔ ؟ ۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ قرآن میں اسی کو یوں ارشاد فرمایا:۔ "کہو، کیا تم اللہ کو ایسی بات بتاتے ہو جس کے وجود کا خداوندِ عالم کو نہ آسمانوں میں علم ہے، اور نہ زمین میں، وہ پاک و منزہ ہے (ایسی باتوں سے)۔" ۔۔۔۔ (سورۃ یونس آیت ۱۸ ۔ پ ۱۱)

www.drhasanrizvi.com

★ نیز یہ فرمانا خدائے تعالیٰ کا، کہ: "اللہ ہر ظاہری و باطنی چیزوں کا علم رکھتا ہے۔"
مشرکین، کافرین اور فاسقین کے لیے ایک سخت تنبیہ بھی ہے کہ تم جو کچھ بدمعاشیاں چھپ چھپ کر کر رہے ہو، خدا سب کچھ جانتا ہے، اور آخرِ کار خدا اُس کی تم کو پوری پوری سزا دے گا۔ ★.... (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ)

آیتؔ ۹۲ کا حاصلِ مطلب یہ ہے کہ جس خدا کی قدرتِ کاملہ کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اور جس کا لامحدود علم ظاہر و باطن ہر چیز پر حاوی ہے، بھلا اُس کی حکومت میں وہ کیسے شریک ہو سکتا ہے جس کا علمؔ قدرت بلکہ ہر صفت محدود اور مستعار ہو؟ (استغفر اللہ) خدا ایسے خیال یا تصوّر سے بھی ہمیں معاف فرمائے۔ ★.... (شیخ الاسلام عثمانی)

ایک غلط فہمی (آیت ۹۴)

اس آیت کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ معاذاللہ جنابِ رسولِ خدا پر عذاب آیا ہی چاہتا تھا، اگر آپؐ یہ دعا نہ مانگتے تو مبتلائے عذاب ہو جاتے۔

اصل میں اس طرح کا اندازِ بیان اس لیے اختیار فرمایا گیا ہے کہ یہ تصوّر واضح ہو جائے کہ:

(۱) خدا کی سزا (عذاب) ہے ہی ڈرنے کی چیز۔

(۲) خدا کا عذاب کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳) خدا کے عذاب کے آنے میں دیر ہو تو یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ خدا ہماری بدمعاشیوں پر راضی ہو گیا ہے، لائے اس خوب گناہ کرتے رہو۔

(۴) ساتھ ساتھ یہ بتایا جا رہا ہے کہ نیک لوگوں کو بھی خدا کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیئے کہ نہ معلوم کہاں، کونسی غلطی ہو گئی ہو، یا اطاعت میں کوئی کمی رہ گئی ہو۔

(۵) یہ بات بھی یاد رہے کہ اجتماعی گناہوں کی جب سزا دی جاتی ہے تو کبھی کبھی نیک لوگ بھی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اس لیے ہر حال میں خدا کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ ★.... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنۡ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُہُمۡ لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۹۵﴾	(۹۵) اور یہ حقیقت ہے کہ ہم تمھاری آنکھوں کے سامنے وہ چیز لے آنے کی پوری پوری قدرت رکھتے ہیں جس کی دھمکی ہم انھیں دے رہے ہیں۔[۱]
اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۶﴾	(۹۶) (غرض) بُرائی کو اُس طریقے سے دفع یا ختم کیجیے[۲] جو بہتر سے بہتر ہو۔ رہیں وہ باتیں جو وہ بناتے ہیں تو وہ ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

ایک سوال

[۱] یہاں عذاب سے مراد کونسا عذاب ہے ؟

★ زیادہ تر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ وہی عذاب ہے جو بدر کے دن کافروں پر ٹوٹا۔
★.... (روح المعانی - تفسیر مجمع البیان - تفسیر المیزان - فی ظلال القرآن ، روح البیان ، تفسیر ابوالفتوح رازی)

★ لیکن امام رازی نے کہا: "اس عذاب سے مراد دنیا اور آخرت دونوں کی سزائیں ہیں۔ (تفسیر کبیر)

★ لیکن پہلی تفسیر زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ جنگِ بدر کے موقع پر خدا کی قدرت صاف دکھائی دی کہ مسلمانوں کے بظاہر بیحد کمزور لشکر نے دشمنوں کے بہت بڑے مسلح لشکر کو عبرتناک شکست دی۔ (تفسیر نمونہ)

آیت ۹۶ : [۲] مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے رسول ! آپ جانتے ہیں کہ ہمارا مقصد اتمام حجت ہے اس لیے آپ فی الحال ان کی بُرائی کو بھلائی سے دفع کریں اور ان کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں۔ وقت آنے پر ان کی بدمعاشیوں کی خوب خوب سزا دی جائے گی۔ مگر آپ کی نرمی سے بہت سے لوگ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو سکیں گے۔ ★... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

بُرائی کا دفاع، حُسنِ خُلق سے کیجیے

★ اِس میں تو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ جب بھی کوئی انسان نیکی اور خدمتِ خلق کے لیے کوئی قدم اُٹھاتا ہے، تو طعن و تشنیع اور اعتراضات اور اشکالات کا بے پناہ سلسلہ اُس کو کارِ خیر سے روکنے کے لیے شروع ہو جاتا ہے، اور شیطان چاہتا ہے کہ گھبرا کر کسی طرح وہ نیکی سے دست بردار ہو جائے۔

آیتِ ۹۶ مجیدہ میں پروردگارِ عالم اپنے حبیبؐ کے ذریعے سے تمام ہدایت کے علمبرداروں کو ایک بہترین اصولِ تبلیغ تعلیم فرما رہا ہے کہ لوگوں کی جانب سے بدسلوکی کا جواب بدسلوکی سے نہ دو، بلکہ اُن کی بُرائی کو اپنی اچھائی کے ذریعے سے رد کرو، اور اُن کی ہر طرح کی بدزبانی کو اپنے حُسنِ کردار کے دامن میں سمیٹے جاؤ۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ کسی کا دشمن خدا ترس ہو تو اُس کو اپنے دشمن کی ایذا رسانی کا کوئی ڈر نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ خوفِ خدا اُس کو خود بخود میری ایذا سے روکنے والا ہے، اور بعض اوقات اُس کی خدا ترسی کو بزدلی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے لیکن وہ اِن باتوں کی پرواہ کیے بغیر حوادثِ دنیا کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کا دشمن خدا سے ڈرتا ہی نہ ہو تو وہ ہر وقت اپنی جان و مال اور ناموس کو خطرے میں پاتا ہے۔ دیکھیے! ہادیانِ دین کے دشمن، خدا ترس تو ہو نہیں سکتے، اور خدا سے نہ ڈرنے والے لوگوں کا کام ہی شُرفا کی پگڑی اُچھالنا (اور اُن کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانا) ہوتا ہے

پس خداوندِ کریم (اپنے حبیبؐ کے ذریعے لوگوں کو) صبر و ضبط اور حلم و حوصلے سے جُہلا کی باتوں کو برداشت کر کے نیک راستے کی ہدایت کی تلقین فرماتا ہے۔ علمائے کرام کو دورِ حاضر میں بجائے گھبرانے کے کمرِ ہمت باندھ کر ہر باطل کے طوفان کے آگے سینہ سپر ہو جانا چاہیے۔ اور ہر بدزبانی کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے ہوئے اپنے آثارِ علمیہ کی حفاظت کرتے ہوئے قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ انشاء اللہ تائیدِ ایزدی شاملِ حال رہے گی۔

★ . . . . . . (تفسیر انوار النجف)

★ یعنی اے رسولؐ! جب یہ مشرکین شرک کی غلط، اونٹ پٹانگ باتیں کریں تو آپؐ اِن کے

www.drhasanrizvi.com

سامنے عقلی دلیلوں سے توحید کو ثابت فرمائیں، اُن کو اس طرح سمجھائیں کہ وہ سمجھ لیں کہ آپ اُن ہی کی بھلائی، اُن ہی کا فائدہ اور اُن ہی کی نجات کے متمنی ہیں، تاکہ اُن کے دلوں پر آپ کی بات کا اثر ہو، اور اس طرح وہ حق کی طرف مائل ہو سکیں۔

رہی اُن کی گالیاں، اُن کے جملے، فقرے، اُن کے طنز اور کنائے، تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں آپ اُن سے نرمی ہی سے گفتگو فرمائیں، کیوں کہ ہم اُن کی مکاریوں اور بدمعاشیوں کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ وقت آنے پر ہم خود اُن سے نمٹ لیں گے، اور اُن کی اچھی طرح سے خبر لیں گے۔

★ ------ (تفسیر ماجدی)

★ بُرائی کو اچھائی سے رد کرنا غافلوں کو بے حد متاثر کرتا ہے۔

مثلاً جناب رسولِ اکرمؐ کا اُس بوڑھی عورت کی تیمارداری کو جانا، جو آپؐ کے اوپر روزانہ کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی، اور اُس کا یہ کہنا کہ: "آج سے پہلے میرے نزدیک آپؐ سے زیادہ قابلِ نفرت کوئی نہ تھا، اور آج کے بعد آپؐ سے زیادہ قابلِ عزت کوئی نہیں۔" (سیرت ابنِ ہشام، تاریخ طبری)

★ امیرالمومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کسی نے میدانِ جنگ میں تلوار کا سوال کیا۔ آپؑ نے اُس (دشمن) کو تلوار عطا فرما دی۔ (یہ کریمانہ بے نیازی دیکھ کر) وہ قدموں پر گر گیا۔

★ ------ (جلاء العیون)

★ آپؑ نے ایک دشمن کو زیر کیا، جب آپؑ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے تو اُس نے اپنی بے بسی کے عالم میں آپؑ کے چہرے پر اپنا لعابِ دہن پھینکا (تھوک دیا) آپؑ نے اُسے چھوڑ دیا۔ اُس نے حیرت سے پوچھا کہ مجھے قتل کیوں نہ کیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ: "میں خدا کے لیے جنگ کر رہا تھا، تیرے اس عمل سے مجھے غصہ آگیا۔ اس لیے اب میرا عمل صرف خدا کے لیے نہ رہا، اس میں میرا نفس شامل ہوگیا۔"

یہ سنتے ہی وہ کافر، مسلمان ہوگیا۔

★ ------ (تفسیر نمونہ)

اہلِ بیتِ پاک کے ہر سانس کو اے مدعی
ہاں ملا کر دیکھ لے آیاتِ قرآنی کے ساتھ

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ (۹۷) اور آپ تو یہ کہا کیجیئے کہ: "اے میرے
مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ پالنے والے مالک! شیطانوں کے
وسوسوں اور بُرے خیالات سے (بچے رہنے
کے لیے) میں تجھ سے پناہ کا طالب ہوں۔

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ (۹۸) اور اے میرے پالنہار! میں تجھ ہی
يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ سے اِس (بات) سے بھی پناہ کا طالب
ہوں کہ وہ (شیاطین) میرے قریب (بھی) آئیں۔

آیت ۹۷: پچھلی آیتوں میں انسانی شکل والے شیطانوں سے برتاؤ کا طریقہ بتایا تھا لیکن شیاطین الجن اُن طریقوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ کوئی تدبیر یا نرمی اُن کو رام نہیں کر سکتی۔ اُن سے نمٹنے کے لیے صرف یہ طریقہ ہے کہ خدا سے خدا کی پناہ مانگی جائے، اور خدا کی پناہ میں آجایا جائے۔
* ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ شیاطین کی چھیڑ چھاڑ یہ ہوتی ہے کہ وہ دین میں شبہات پیدا کرتے ہیں، سوال وجواب کے وقت غصہ چڑھا دیتے ہیں، لڑائی جھگڑے کرا دیتے ہیں۔ اِسی لیے حکم دیا گیا تھا کہ بُرائی کا جواب بھلائی سے دو۔
* ...... (موضح القرآن)

★ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ "وسوسوں کا امکان کامل انسانوں پر بھی ہے، تو بھلا مبتدی کیسے بچ سکتے ہیں۔"
* ..... (تفسیر ماجدی)

★ "غمزہ" کے معنی شدید دھوکہ یا بہت زیادہ بہکاوا۔ اور "همزة" سب سے زیادہ شدید بہکاوا۔
* ...... (تفسیر ابوالفتوح رازی۔ مفردات امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ (۹۹) (غرض یہ کافر اپنی بکواس سے باز نہیں آتے)
الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی
ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ موت آکھڑی ہوتی ہے، تو وہ کہتا ہے
"اے میرے پالنے والے مالک! مجھے (دنیا میں پھر) پلٹا دے۔"
لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا (۱۰۰) شاید کہ میں اب نیک کام کروں،
فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا ہرگز نہیں۔ یہ ایک بات ہے جو وہ
كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا وَ بکے چلا جا رہا ہے۔ اور اب اُن (مرنے
مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ والوں کے) آگے ایک 'برزخ' (یعنی
اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ موت اور قیامت کے درمیان کا زمانہ)
حائل ہے، اُس دن تک جب وہ (اپنے اعمال کے حساب و کتاب کے لیے)
قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

آیت ۹۹ : فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہوگا وہ موت کے وقت خدا سے یہ درخواست کرے گا کہ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دے (تاکہ میں زکوٰۃ کا مال ادا کر دوں۔) * . . . . . (تفسیر صافی ص ۳۴۵)

* "رَبِّ" "رَبِّیْ" کا مخفف ہے، یعنی "میرے مالک" پھر فرمایا: "ارْجِعُوْنِ" "مجھے لوٹا دو"

www.drhasanrizvi.com

یہ جمع کا صیغہ ہے۔ پہلے خطاب خدا سے کیا، اور خدا سے مدد مانگ کر موت کے فرشتوں سے کہا: "مجھے لوٹا دو۔"

★ دنیا میں ایسے آدمی کی شامت تو یہ تھی کہ وہ موت اور غیب کی دنیا کو بھولا ہوا تھا۔ پھر جب موت کا عالم اُس پر طاری ہوا اور غیب کی دنیا نظر آنے لگی، تو اب واپس دنیا میں جانے کی تمنا کرنے لگا، تاکہ آخرت کے لیے کچھ بندوبست کر لے۔

...... (تفسیر ماجدی)

آیت: "لَعَلِّیْٓ" (شاید میں) دنیا میں لوٹ کر عملِ صالح انجام دوں۔ یعنی بدکار لوگ خود اپنی بدکار سرشت کی وجہ سے اب بھی یقین سے نہیں کہہ سکیں گے کہ دنیا میں اچھے اعمال انجام دے سکیں گے یا نہیں، اگر اُن کو دنیا میں لوٹا دیا جائے۔

"کَلَّا": عربی میں روکنے اور دوسرے کی بات کو باطل کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ گویا یہ "جی ہاں" کی ضد ہے۔ اس میں دنیا کی طرف واپسی کی بھی نفی کی جارہی ہے، اور اس بات کی بھی نفی کی جارہی ہے کہ یہ لوگ دنیا میں جاکر نیک اعمال انجام دیں گے۔

★..... (تفسیر نمونہ)

★ غرض مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کے اِس بکتے رہنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیوں کہ اُس کے اِن جملوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ جملے بے وقت کی راگنی کے سوا کچھ نہیں۔

منکرینِ حق نے موت کو دیکھ کر پہلے تو گھبرا کر خدا کو پکارا اور پھر عذاب کے فرشتوں کے سامنے گڑگڑانے لگے کہ ہمیں دنیا کی طرف واپس کردو۔ ★...... (مجمع البیان)

برزخ کے بارے میں فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"برزخ دو چیزوں کے درمیان ثواب یا عذاب کی کیفیت کو کہتے ہیں۔"

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی قسم! مجھے تم لوگوں کے بارے اسی برزخ کا خوف ہے (جو موت اور قیامت کے درمیان کا عرصہ ہے) لیکن جب قیامت برپا ہوگی اور معاملہ ہم تک پہنچے گا، اُس وقت

www.drhasanrizvi.com

ہمیں اپنے دوستوں اور پیروی کرنے والوں کے بارے میں ہر طرح کا اختیار خدا سے مل جائے گا۔"
* ...... (تفسیر صافی ص۳۴۵)

* فرزند رسول خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ "آپ کے سب دوست جنت میں ہوں گے"؟

* امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں"

* اس پر سوال کیا گیا کہ گناہ تو بہت بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں؟

* امام علیہ السلام نے فرمایا: "قیامت کے دن نبیؐ یا وصیِ نبیؐ کی شفاعت سے تم سب جنت میں جاؤ گے۔ مگر مجھے تمہارے بارے میں عالمِ برزخ کا خوف ہے۔"

* پھر سوال کیا گیا: "عالمِ برزخ کیا ہے"؟

* امام علیہ السلام نے فرمایا: "موت اور قبر سے لے کر قیامت تک" (کا زمانہ برزخ ہے)۔
* ...... (تفسیر صافی ص۳۴۵ بحوالہ تفسیر قمی)

برزخ کا قرآنی ثبوت

مندرجہ ذیل قرآنی آیتیں صراحتاً برزخ کا ثبوت دیتی ہیں۔

ارشاد فرمایا: "جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کر دیئے گئے، اُن کے بارے میں ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پالنے والے مالک کے پاس سے رزق پا رہے ہیں۔"
* ...... (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۶۹) پ۴

* سورۃ المومن میں ارشاد فرمایا: "فرعون اور اُس کے ساتھی ہر صبح و شام آ... کے سامنے لائے جاتے ہیں، اور جب قیامت کا دن ہوگا، تو حکم دیا جائے گا کہ فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں داخل کر دو۔"
* .... (سورۃ المومن آیت ۴۶) پ۲۴

* اصبغ بن نباتہ نے حضرت امام علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: "آپؑ نے کوفے کے باہر نجف کی زمین پر فرمایا: "اگر تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے

www.drhasanrizvi.com

ہٹا دیے جائیں تو تم مومنین کی روحوں کو دیکھو گے جو حلقے بنائے بیٹھی ہیں۔ ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، اور ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں۔ (دار السّلام) یہ جگہ مومنین کی ارواح کی ہے ~ اور وادیٔ برہوت (ایک دوسری جگہ ہے اُس) میں کافروں کی روحیں رہتی ہیں۔"

★۔۔۔۔۔ (بحار الانوار جلد ۶ صفحہ ۲۴۳)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

★۔۔۔۔۔ (تفسیر نور الثقلین جلد ۲ صفحہ ۵۵۲، احیاء العلوم امام غزالی)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "جب مومن دنیا سے جاتا ہے تو مومنین کی روحیں اُسے گھیر لیتی ہیں اور دنیا والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ اگر وہ روحیں کہتی ہیں کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے، تو مومن کی روح کہتی ہے کہ وہ تو دنیا سے چلا گیا، تو وہ کہتی ہیں کہ وہ یہاں آیا، تو یقیناً وہ سقوط کر گیا (یعنی وادیٔ برہوت (جہنّم) میں چلا گیا۔)"

★۔۔۔۔۔ (بحار الانوار جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے والدِ بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے ضریسِ کناسی سے فرمایا: "مغرب کی طرف ایک بہشت ہے جس سے دریائے فرات نکلتا ہے۔ ہر روز شام کو مومنوں کی روحیں قبروں سے نکل کر وہاں جاتی ہیں، میوے کھاتی ہیں، ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں، اور صبح کو زمین و آسمان کے درمیان سیر کرتی ہیں، پھر اپنی اپنی قبروں پر جاتی ہیں، اور فاتحہ پڑھنے والوں کو دیکھتی ہیں۔

اور مشرق کی طرف اللہ تعالیٰ نے جہنّم بنائی ہے، کافروں کی روحیں وہاں عذاب میں رہتی ہیں اور صبح کو وادیٔ برہوت میں، جو یمن میں ہے، چلی جاتی ہیں، اور اُس وادی کی گرمی جہنّم سے بھی زیادہ تیز ہے، اور تمام روحیں قیامت تک اسی حالت میں رہیں گی۔" (روح الحیوۃ صفحہ ۲۱۵ علامہ مجلسیؒ)

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (۱۰۱) پس جوں ہی صور (بگل) میں پھونک ماری جائے گی، تو پھر لوگوں کے درمیان (کوئی خونی) رشتے باقی نہیں رہیں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

روزِ قیامت رشتے ناتے باقی نہ رہیں گے

خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

"ان لوگوں کے درمیان پھر کوئی رشتہ ناتہ نہ رہے گا۔" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی باپ، باپ نہ رہے گا، اور نہ کوئی بیٹا، بیٹا رہے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صور میں پھونکنے کے بعد ہر شخص اپنے حال میں کچھ اِس قدر گرفتار ہوجائے کہ دوسرے کا حال پوچھنے کا ہوش ہی باقی نہ رہے گا۔ نہ کسی دوسرے سے کوئی ہمدردی کرسکے گا، اور نہ کوئی مدد کرسکے گا۔

٭ ----- (تفہیم القرآن)

٭ "سورۃ المعارج ۷۰" میں یوں ارشاد فرمایا: "اور کوئی جگری دوست اپنے دوست کو نہ پوچھے گا، اُس روز ہر مجرم کا دل چاہے گا کہ کاش وہ اپنی اولاد، بیوی، بھائی، اپنے حمایتی، اور قریب ترین کنبے کو جو اُسے پناہ دیتا تھا، بلکہ دنیا بھر کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور خود کو عذاب سے بچالے، مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا، وہ عذاب تو بھڑکتی ہوئی آگ کا شعلہ ہوگا جو کھال کو اُدھیڑ کر رکھ دے گا۔"

٭ ----- (سورۃ المعارج آیت ۱۰ تا ۱۶۔ پ ۲۹)

٭ "سورۃ عبس ۸۰" میں ارشاد فرمایا: "اُس (قیامت کے) دن آدمی اپنے بھائی، اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی، اور اپنے بچوں (اولاد) تک سے بھاگے گا، اُس دن تو ہر شخص اپنے حال میں ایسا مبتلا اور گم ہوگا کہ اُسے کسی کا ہوش ہی نہ رہے گا۔" (سورۃ عبس ۸۰ آیت ۳۴ سے ۳۷۔ پ ۳۰)

www.drhasanrizvi.com

"لَا یَتَسَآءَلُوْنَ"

یعنی ایک دوسرے سے مدد کا تقاضا تک نہ کریں گے۔

یہ اس لیے کہ ان کو معلوم ہوگا کہ اُس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ: "لوگ ایک دوسرے کا نسب تک نہ پوچھیں گے، کیوں کہ یہ بھی لاحاصل ہوگا۔

★ سوال یہ ہے کہ بعض آیتوں میں جہنمیوں کے سوالات' جوابات بیان فرمائے گئے ہیں۔

★ جواب یہ ہے کہ: قیامت کے مختلف مراحل ہوں گے۔ ابتدائی مرحلے میں کوئی سوال کی ہمت نہ کرے گا جنت یا جہنم کے دروازوں پر پہنچ کر سوال جواب ہوں گے۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

جناب رسولِ خدا کا نسب

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا تمام حسب و نسب کٹ جائیں گے۔"

★.... (مجمع البیان، تفسیر المیزان، تفسیر انوار النجف، تفسیر نمونہ، احیاء العلوم امام غزالی ــــ بروایت حضرت عمر، تفسیر از قرآن الحکیم ترجمہ مولانا فرمان علی بر حاشیہ ۶۲۵، وغیرہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابن الحسین (زین العابدین) علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنی اطاعت کرنے والوں کے لیے پیدا کیا ہے خواہ وہ فرماں بردار حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اور جہنم کو اپنے نافرمانوں کے لیے پیدا کیا ہے' اگرچہ وہ نافرمان قریشی ہی کیوں نہ ہو۔"

★.... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ، حاشیہ فرمان علی' القرآن الحکیم)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "بروز قیامت ہر شخص اپنے اعمال کی بدولت آگے بڑھے گا' اور اس کی دلیل حضرت رسالت مآب کا فرمان ہے کہ: "عربی ہونا ایک باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک زبان ہے جو بھی بول لے وہی عربی ہے۔ آگاہ ہو! تم سب کے سب اولادِ آدم ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ خدا کی قسم! اللہ کی اطاعت کرنے والا حبشی غلام اُس سید قریشی سے بہتر ہے جو اللہ کا نافرمان ہے۔ اور اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔[1]

(1. تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اصمعی کہتے ہیں کہ

میں نے خانۂ کعبہ میں رات کے آخری حصے میں حضرت امام علی ابن الحسینؑ (زین العابدین) علیہ السلام کو

یہ فرماتے اور گڑگڑاتے ہوئے سنا :

* "اے میرے مالک ! اے میرے آقا ! دنیا تیرے ذکر کے بغیر پاکیزہ نہیں ہوتی'
* اور آخرت تیرے عفو و درگذر کے بغیر شائستہ نہیں ہے ،
* اور زندگی کے دن تیری اطاعت کے بغیر بے قیمت ہیں ،
* اور تیری محبت کے بغیر زندگی کے ایام گندے ہیں ،
* اور نعمتیں تیری بخششوں کے بغیر ناگوار و ناپسندیدہ ہیں'۔
* میں نے عرض کی ، فرزندِ رسولِ خداؐ ! آپؑ کو کیا خوف لاحق ہے ؟
* امام علیہ السلام نے فرمایا : "جب قیامت برپا ہوگی ' صور پھونکا جائے گا تو سارے نسب ختم ہو جائیں گے ' کوئی کسی سے کچھ نہ مانگے گا ' صرف اعمال کی بنیاد پر فیصلے ہوں گے ۔

*...... (تفسیر نمونہ ، بحر المسحبۃ از امام غزالی)

* مقصد یہ ہے کہ فیصلے نسب پر نہ ہوں گے خواہ نسبِ رسولؐ باقی ہی کیوں نہ رہے ، احادیثِ رسولؐ میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ : "قیامت کے دن سارے نسب اور دامادی کے تعلقات کٹ جائیں گے (یعنی کام نہ آئیں گے) سوائے میرے نسب اور دامادی کے تعلقات کے"۔

*..... (الحدیث)

معلوم ہوا کہ حضورؐ سے تعلقات عمومی تعلقات سے مستثنیٰ ہیں۔

*..... (شیخ الاسلام عثمانی)

جب صور پھونکا جائے گا

روایات میں وارد ہوا ہے کہ نفخِ صور پر مامور فرشتہ حضرت اسرافیلؑ ہے جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا ' تمام زندہ مر جائیں گے اور وقفۂ پچاس سال کے بعد جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے اُس وقت دربارِ پروردگار میں پیشی کے لیے بلاوا ہوگا۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ (۱۰۲) پس اُس وقت جن کے (نیک
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۰۲ کاموں کا) پلّہ بھاری ہوگا، تو وہ لوگ
ابدی کامیابی حاصل کرنے والے ہوں گے

وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ (۱۰۳) اور جن کا (نیک کاموں کا) پلّہ
فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا ہلکا ہوگا، تو یہ وہی لوگ ہیں کہ
اَنۡفُسَهُمۡ فِىۡ جَهَنَّمَ جنھوں نے اپنے آپ کو سخت نقصان
خٰلِدُوۡنَ ۝۱۰۳ پہنچایا، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں پڑے رہیں گے۔

تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ (۱۰۴) آگ اُن کے چہروں کی کھال جھلسا
وَهُمۡ فِيۡهَا كٰلِحُوۡنَ ۝۱۰۴ کر رکھ دے گی اِس طرح کہ اُن کے جبڑے
تک باہر نکل نکل آئیں گے۔

★ "میزان" ترازو کا مضمون بہت وسیع ہے۔ انسانوں کے اعمال کی ناپ تول انسانوں کے اعمال سے ہوگی۔ جیسے پہلوانی کی ترازو رُستم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ رستم جیسا پہلوان ہے 'حاتم جیسا سخی ہے۔ بخار ناپنے کا آلہ اور ہوتا ہے' اور لکڑیاں تولنے' اور کپڑا ناپنے کا آلہ اور ہوتا ہے' اعمال ناپنے کا آلہ یا ترازو انسانوں کے ہی اعمال ہوں گے۔ (مؤلف)

★ امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "رسولِ خدا کی ذرّیت کے امام انسانوں کے اعمال کی ناپ تول کی ترازو ہیں۔" ★ ..... (بحارالانوار جلد ۷ صفحہ ۲۵۱)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے زیارتِ جامعہ میں ائمۂ اہلِ بیتؑ کو سلام کرتے ہوئے فرمایا: "سلام ہو تم پر اے اعمال کی میزان (ترازو)" ★ (زیارت جامعہ)

★ غرض انبیاء کرامؑ اور ائمۂ اہلِ بیتؑ اپنی زندگی کے حالات اور پہلوؤں کے اعتبار سے ہمارے لیے ماڈل یا نمونہ ہیں۔ یہی دیکھا جائے گا کہ ہماری اچھائیاں اُنؑ کے اعمال سے کتنی مشابہت رکھتی ہیں۔ ★۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

نکتۂ علمیہ

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ:

★ "فرزندِ رسولؐ! کیا اعمال تولے جائیں گے"؟

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اعمال، اجسام نہیں ہیں، بلکہ صفات ہیں۔ دوسرے یہ کہ واقعاً تولنے کا محتاج وہ ہوتا ہے جو وزن سے لاعلم ہو۔ جبکہ خداوندِ عالم پر کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں"۔

★ پھر سوال کیا گیا: "پھر میزان کا مطلب کیا ہے"؟

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "میزان کا مطلب ہے خدا کا عدل"۔ ★ (احتجاج طبریؒ)

"کٰلِحُوۡنَ" (آیت ۱۰۴) عربی میں "کالح" اُس چہرے کو کہتے ہیں جس کی کھال الگ ہو گئی ہو، اور دانت باہر آ گئے ہوں۔ جیسے بکری کی بھنی ہوئی سری۔" ★ (مفردات القرآن امام راغب)

★ "کالح" "کلوح" کے مادے سے ہے۔ جس کے معنی ہیں: "چہرے کو سُکیڑنا۔ آگ کے شعلوں کی وجہ سے اُن کے منھ سُکڑ جائیں گے۔ اور یہ سزا اُن کے اعمال کے اعتبار سے ہوگی۔ دنیا میں کلمۂ حق سن کر اُن کے منھ بگڑ جاتے اور پیشانیوں پر بل پڑ جاتے تھے۔ آج اسی کے بدلے میں جہنم کی آگ کی وجہ سے اُن کے چہرے سکڑے ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر نمونہ)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "قیامت میں لوگ چار قسموں پر محشور ہوں گے۔ کچھ سواریوں پر، کچھ پیدل چل رہے ہوں گے، کچھ گھٹنوں کے بل چل رہے ہوں گے، اور کچھ منھ کے بل چل رہے ہوں گے جو اندھے بہرے بھی ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو مرتد کافر تھے۔ بیعت توڑ کر خلیفۂ برحق سے جنگ کی، اور سب سے بُرا حال اُن کا ہوگا جو علیؑ سے جنگ کریں گے۔ خدا کی قسم علیؑ ہی وہ ذات ہیں جن کی نسل سے امام مہدیؑ ہوں گے"۔ ★۔۔۔ (تفسیر برہان)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

(۱۰۵) کیا ایسا نہیں ہے کہ میری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں، تو تم انھیں جھٹلایا کرتے تھے"؟

قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

(۱۰۶) وہ کہیں گے: "اے ہمارے مالک! ہم پر ہماری کم بختی و بدبختی غالب آگئی تھی، اور واقعی گمراہ لوگ تھے۔

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

(۱۰۷) اے ہمارے مالک! ہمیں یہاں سے نکال دے، پھر اگر ہم ایسا قصور کریں تو ہم سراسر ظالم اور قصوروار ہوں گے۔

آیت ۱۰۵: یعنی فرشتے کافروں سے کہیں گے کہ تم جن جن باتوں کو دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے اب اُن سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ سچی ہیں یا جھوٹی؟ ★ . . . (شیخ الاسلام عثمانی)

آیت ۱۰۶: "شِقۡوَةٌ" شقاوت سے بنا ہے، اور سعادت کی ضد ہے۔ شقوۃ کے معنی بُرائی، سزا اور مصیبت کے اسباب فراہم کرنا۔ جبکہ سعادت کے معنی ہیں نعمت اور نیکی کے اسباب فراہم کرنا۔

آیت کا پیغام یہ ہے کہ شقاوت اور سعادت دونوں ہمارے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ خوش قسمتی یا بدبختی انسان کے ساتھ نہیں پیدا ہوتی۔ ★ . . . (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا: "ہر شخص کا ایک گھر جنّت میں ہوتا ہے اور ایک گھر جہنّم میں ہوتا ہے" (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

(۱۰۸) ارشادِ خداوندی ہوگا "دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں، مجھ سے بکواس نہ کرو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

(۱۰۹) (تم وہی لوگ تو ہو کہ) جب میرے بندوں میں سے کچھ لوگ کہتے تھے کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہم نے تجھے دل سے مان لیا ہے، تو ہمیں معاف کردے اور ہم پر رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے کہیں زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

(۱۱۰) پس تم نے اُن کو مذاق بنا لیا تھا، یہاں تک کہ (اُس تمسخر نے) تم کو میری یاد سے بھی بالکل غافل کردیا، اور تم اُن پر ہنستے تھے۔

آیت ۱۰۸: "اخْسَـُٔوْا" یہ لفظ فعلِ امر ہے۔ یہ لفظ کتے کے دھتکارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
..... (مفردات القرآن امام راغب)

آیت ۱۱۰: آج بھی بہت سے نام نہاد مسلمان اور غیر مسلم ایسے ہیں جو خود کو طرار روشن خیال اور سمجھدار ثابت

www.drhasanrizvi.com

کرنے کے لیے نیک لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جبکہ حقیقتاً وہ خود مذاق بننے والے ہوتے ہیں۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: مومنین اور اولیاء کرام کی بڑی شان ہوتی ہے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ: "اے مومنین کا مذاق اُڑانے والو! تمھارا جرم اس قدر بڑا ہے کہ سزا کے وقت صرف تمھارے اقرارِ جرم کر لینے کی وجہ سے تمھیں معاف نہیں کر دیا جائے گا، کیوں کہ تم نے مومنین کرام کا دل دکھایا ہے۔ اِس لیے تمھاری جسمانی سزا تو جہنّم کی دہکتی بھڑکتی "آگ ہے۔ اور ذہنی و روحانی سزا یہ ہے کہ اب دیکھ لو تم جن کا مذاق اُڑایا کرتے تھے، اور جن جن کو بیوقوف سمجھتے تھے ہم نے اُنہی لوگوں کو چُن چُن کر ابدی، دائمی، حقیقی عظیم الشّان کامیابی تمھاری آنکھوں کے سامنے عطا کی ہے اور تم اُن کی آنکھوں کے سامنے جہنّم میں پھینکے جا رہے ہو۔

★ ..... (تفسیر ماجدی)

★ کافر، مومنین کا طرح طرح سے مذاق اُڑاتے ہیں۔ اُس زمانے میں زیادہ تر دو طرح سے مذاق اُڑاتے

(۱) غریب مومنین سے دن بھر مزدوری لے کر شام کو مزدوری نہ دیتے تھے کہ: کر لو جو کچھ کر سکتے ہو۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ تھا کہ جب مومنین کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو آنکھ مار مار کر کہتے کہ: "لیجیے یہ ہیں حوروں کے شوہر، دنیا سے بے پرواہ، کنگلے، مگر جنّت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ نہ کوئی آخرت ہے، نہ کوئی جنّت۔ یہ سب خواب و خیال ہے۔

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

ے ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن ؛ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

★ خداوندِ عالم نے جواب دیا کہ: "ہم ان بدمعاشوں کو جہنّم میں بھیج کر اُن کا خوب خوب مذاق اُڑائیں گے اُن سے کہا جائے گا: "آج تم یہ سوچ رہے ہو کہ کاش دنیا میں پلٹ جائیں اور نیک کام بجا لائیں۔" اور کل تم دنیا میں نیک لوگوں کا طرح طرح سے مذاق اُڑایا کرتے تھے، اور مجھے قطعاً بھلا بیٹھے تھے۔ تو اَب دیکھ لو کہ تم جن کا مذاق اُڑاتے تھے، وہی لوگ کامیاب ٹھہرے۔" (القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا (۱۱۱) تو آج میں نے اُن کے اُس صبر

صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّھُمْ ھُمُ کا یہ پھل دیا ہے کہ اب یقیناً وہی

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ کامیاب ہیں۔

قٰلَ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ (۱۱۲) (پھر اللہ اُن سے پوچھے گا) "بتاؤ

عَدَدَ سِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ تم زمین میں کتنے سال رہے ؟

قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ (۱۱۳) اُنھوں نے جواب دیا "ایک دن"

یَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ ﴿۱۱۳﴾ یا ایک دن کا کچھ حصّہ ہم وہاں ٹھہرے

ہیں پس تُو گننے والوں سے پوچھ لے۔

آیت ۱۱۱ : اصل وجہ اِن چار آیتوں میں اہلِ جہنّم کی بدبختی اور اہلِ بہشت کی کامیابی کی اصل وجہ بتائی گئی ہے۔ جن لوگوں نے اپنی تباہی خود اپنے ہاتھوں سے کی، یہ وہ لوگ تھے جو حق کے طرفداروں کا خوب مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ اُن کے عقائد کی تحقیر کیا کرتے تھے۔ اُن کا انجام یہ ہوا کہ آج خدا اُن سے بات تک کرنے کو تیار نہیں کیوں کہ اُنھوں نے مومنین کی تحقیر کی تھی، اِس لئے آج اُن کو ابدی اور حقیقی ذلّت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

جبکہ مومنین کا دوسرا گروہ وہ ہے جو مغرور، خودپسند کافروں کے مقابلے پر پامردی کے ساتھ ڈٹے رہے صبر و استقامت کا طریقۂ زندگی اختیار کیا۔ ہمیشہ خدا کے سامنے عاجزی اور بندوں کے سامنے انکساری سے پیش آئے۔ خدا سے دعائے مغفرت کرتے رہے۔ اُنہی کو خدا کی بارگاہ میں سب سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ (تفسیر نمونہ)

آیت ۱۱۲ : مطلب یہ ہے کہ اللہ دینداروں کا مذاق اُڑانے والوں سے پوچھے گا کہ "بتاؤ تم زمین پر کتنے دن رہے؟" وہ کہیں گے مالک! اِن فرشتوں سے پوچھ لیجئے جو ہمارے دن گنا کرتے تھے۔ یہی بتا سکتے ہیں کہ ہم کتنے دن جیئے تھے۔ (تفسیر معانی ج ۲ ص ۱۳۲)

www.drhasanrizvi.com

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ ارشاد ہوا کہ: "نہیں رہے تم مگر (اس سے بھی) بہت کم، اگر تم جانتے ہوتے!"

★ یہ آیت اُس عظیم حقیقت کا اظہار کر رہی ہے کہ اس دنیا کی زندگی کا وقفہ حقیقتاً بہت ہی زیادہ مختصر ہے۔ جبکہ انسان اس مختصر ترین دورِ حیات کو ابدی دوسری حیات پر ترجیح دیتا ہے۔ دنیا کی فکر ہر وقت اُسے کھائے جاتی ہے، اور ابدی زندگی کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کیے رہتا ہے۔
(تفسیر ماجدی)

★ وقت کا یہی دھوکہ انسان کی سب سے بڑی ٹریجڈی والمیہ ہے۔ اس حقیقت کو قرآن میں یوں بیان فرمایا گیا ہے: "بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، جبکہ آخرت کی دوسری زندگی اس زندگی سے کہیں بہتر اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔" (القرآن)

ساری حقیقت کو ماضی کے صیغے میں اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ بات ہونا اس قدر یقینی ہے کہ گویا یہ سب کچھ ہو ہی چکا ہے۔
(تفسیر کبیر امام رازی)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: ہمارے نبی تم لوگوں کو بار بار یہ بات بتلاتے، سمجھاتے رہے تھے کہ یہ دنیا کی زندگی صرف امتحان کی چند گنی چُنی ساعتیں ہیں، اور کچھ نہیں، تم کہیں اس کو اصلی زندگی نہ سمجھ بیٹھنا۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جو اس دنیاوی زندگی کے بعد شروع ہوگی، جہاں تمھیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ اس دنیا کی وقتی اور عارضی لذتوں کی خاطر وہ کام کر بیٹھنا کہ جو تمھاری دوسری آنے والی زندگی کو تباہ کر دے۔ (تفہیم القرآن)

★ درحقیقت دنیا کی لمبی سے لمبی عمر بھی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ایک لحظہ کی مانند ہے۔ کیوں کہ آخرت کی نعمتیں بھی لامحدود ہیں اور جاودانی ہیں، اور سزائیں بھی لامحدود اور جاودانی ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱۱۵)

(۱۱۵) تو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار، فضول اور بے مقصد پیدا کر دیا ہے؟ اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟"

اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بیکار نہیں ہوتا

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ کسی مخلوق کو کسی نتیجے پر پہنچائے بغیر چھوڑا۔

اللہ جلّ شانہٗ نے تمام مخلوقات کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ (۱) انسانوں کے سامنے اپنی قدرت کا اظہار فرمائے۔ (۲) اور اس طرح اُن کو اپنی اطاعت کی تکلیف دے۔ (۳) تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرکے اُس کے عظیم اجر و ثواب کے مستحق بن جائیں۔

غرض خداوندِ کریم نے مخلوقات کو اس لیئے نہیں پیدا کیا کہ اُن سے کوئی نفع حاصل کرے یا اپنے کسی نقصان کو دور کرے، بلکہ اس لیئے پیدا کیا ہے تاکہ خود اُن کو نفع پہنچائے، اور اُن کو ابدی (حقیقی عظیم) نعمتوں سے نوازے، اور ابدی جنتوں میں داخل کرے۔"

اِس پر کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: "کیا ہم فنا ہونے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں؟"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہرگز نہیں۔ ہم بقاء کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ کیوں کہ خداوندِ عالم کی بنائی، سجائی ہوئی جنّت کبھی زائل نہ ہوگی، اور نہ جہنّم کبھی بجھائی جائے گی۔

www.drhasanrizvi.com

ہماری حالت تو بس یہ ہے کہ جیسے کوئی ایک گھر سے دوسرے گھر چلا جائے۔"

۔۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص۲۴۵ بحوالہ علل الشرائع)

۔ فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا ۔:۔ تیری حیات کے مرکز سے دور رہتا ہے

۔۔۔۔۔ (اقبال)

★ بنتِ رسول اللہؐ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے خطبے لمہ میں ارشاد فرمایا:

"تمام تر حمد و ثناء اُس اللہ کے لیے زیب دیتی ہیں جس نے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ پھر تمام شکر بھی اُسی کے لیے ہے جس نے ہمیں (ہدایت کا) الہام کیا ——— اور تمام ثناء بھی اُسی کے لیے ہے جس نے ہم پر اپنی عطاؤں اور مہربانیوں کو پھیلا دیا ـــ اور اُس نے یہ تمام چیزیں اپنی قدرت سے بنائیں اور اپنی مشیّت (مرضی) سے اُن کو جاری و ساری فرمایا جبکہ اُس کو اُن تمام چیزوں کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ نہ اُن چیزوں کی تصویر کشی سے اُس کو کوئی فائدہ حاصل کرنا تھا۔ یہ سب کچھ اُس نے صرف اور صرف اِس لیے کیا تاکہ اُس کی حکمت بندوں پر ثابت ہو جائے، اور اِس طرح اُن کو خدا کی اطاعت کی طرف توجہ ہو جائے۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت پر ثواب رکھا، اور اپنی نافرمانی پر سزا رکھی۔"

۔۔۔۔۔۔ (خطبۂ لمہ جناب فاطمہ زہراؑ)

★ آیت میں "عَبَثًا" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے اصل معنی "کھیل کود کے طور پر" دوسرے معنی ہیں: "کھیل کود کے لیے"

۔۔۔۔۔۔ (مفردات امام راغب)

محققین نے نتیجہ نکالا

خداوندِ عالم کے اِس ارشاد سے کہ: "ہم نے تمھیں بے مقصد نہیں پیدا کیا ہے" قیامت اور حساب کتاب کا ہونا لازمی ہوگیا۔ کیوں کہ اگر قیامت نہیں ہے، آخرت نہیں ہے تو پھر دنیا کی زندگی بالکل بے معنی اور فضول بن جاتی ہے۔ کیوں کہ فضول، بے مقصد کام کرنا

www.drhasanrizvi.com

اور نا قابل لوگ کیا کرتے ہیں۔ وہ خدا جس میں کمال کی تمام صفات موجود ہوں بیکار کام نہیں کرتا۔
* ...... (تفسیر نمونہ)

موت، زندگی کا خاتمہ نہیں

کیوں کہ (۱) ہم دیکھتے ہیں کہ اس کائینات کے اسرار اس قدر عظیم اور پیچیدہ ہیں کہ جدید سائینس دان بھی معترف ہیں کہ ہم جو کچھ اس کائینات کے بارے میں جانتے ہیں وہ کتابِ کائینات کی الف ب سے زیادہ نہیں ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ کائینات کی تمام تخلیقات بہت عظیم اور کامل ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ کائینات کے ذرّے ذرّے میں حکمت وشعور نظر آتا ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اس کائیناتِ عالم کا شاہکار انسان ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ انسان اس مختصر سی زندگی میں سخت دشواریوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

(۶) چھٹی بات یہ کہ اب عقل کیسے مانے کہ اتنی بڑی کائینات اور اُس کا شاہکار انسان بے مقصد پیدا کیا گیا ہو۔؟

(۷) جبکہ انسان کے جسم میں کوئی عضو بھی بے مقصد نہیں۔ تو بھلا یہ پورا وجود بے مقصد کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟

(۸) اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دنیا کسی وسیع جگہ اور زندگی کی تمہید ہے، ایسی وسیع جگہ جو جاودانی ہے۔ ایسے عالم کا وجود ہماری زندگی کو بامعنی بناتا ہے، اور اسے فضول ہونے بچاتا ہے۔ اگر موت فنا کا نام ہوتا تو خلقتِ عالم بے مقصد ہوتی۔ (تفسیر نمونہ)

* جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا: "اس دنیا میں تمہیں جانچا جارہا ہے لیکن تمہیں دوسری جگہ کے لیے پیدا کیا گیا۔ جب انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا اور فرشتے کہتے ہیں کہ اُس نے (اپنی آنے والی زندگی (دوسری زندگی) کے لیے) آگے کے لیے کیا سامان بھیجا ہے"
(نہج البلاغہ از خطبہ ۲۰۱)

www.drhasanrizvi.com

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

خدا (ایسے بے مقصد اور فضول کام کرنے سے بہت) بلند و بالا ہے۔ وہی حقیقی سلطنت کا مالک ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے اُس کے سوا، وہی عرشِ کریم (وعظیم) کا مالک ہے۔

"تعالٰی" یعنی خداوندِ عالم اس بات سے بہت بلند و بالا ہے کہ بے مقصد کام کرے، اور خدا اس بات سے بھی بہت بلند و بالا ہے کہ اُس کے بندے اور اُس کی مخلوق اُس کی خدائی میں اُس کے شریک ہوں ...... (تفہیم القرآن)

★ اگر کسی کو یہ خیال آئے کہ شاید کوئی طاقت اُسے اُس کے اعلٰی مقصد تک پہنچنے سے روک سکتی ہے تو اِس خیال کو غلط قرار دیا ہے، اِس طرح کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا ہے ہی نہیں جو خدا کے راستے بند کر سکے۔ یہ آیت عالمِ ہستی کے بامقصد ہونے کو مزید مستحکم کر رہی ہے۔

معرفتِ خداوندی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تمام صفاتِ کمال کا حامل ہے۔ یہاں خداوندِ عالم کی چار صفاتِ کمال کو بیان کیا گیا ہے۔ (۱) خدا کی مالکیت اور حاکمیت (۲) خدا کے وجود کی حقانیت (۳) خدا کا لاشریک ہونا۔ (۴) خدا کی رُبوبیت۔

اِن تمام صفات کا منطقی تقاضا یہی ہے کہ وہ کوئی بے مقصد کام نہ کرے اور اُس کی تخلیقات فضول نہ ہوں۔

"عرش" سے مراد تمام جہانِ ہستی ہے، جو خدا کی حکومت میں شامل ہے۔ "عرش" بلند پایوں والے تخت کو کہتے ہیں جو تختِ حکومت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "کریم" کے معنی فائدہ پہنچانے والا ہوتا ہے۔ کیوں کہ خدا کی حکمرانی سے ساری کائنات کو فائدہ پہنچتا ہے اس لیے عرش کو کریم کہا گیا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

"کریم" کا لفظ عربی میں غیر عاقل چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً: "لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ" (سورۃ الحج آیت ۵۰ ۲۲)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا (۱۱۷) اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے
اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ خدا (معبود) کو پکارے یا کسی اور خدا
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ کی دُہائی دے، جس کے لیے اُس کے
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (۱۱۷) پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہے، تو اُس کا

حساب کتاب تو اُس کا مالک ہی اُس سے (اچھی طرح سے) لے گا۔ ایسے حق کے منکر کافر دین و دنیا کی بھرپور ابدی کامیابی اور کسی بھی قسم کی بہتری نہیں پاسکیں گے۔

★ خدا کا فرمانا کہ: "اس کا حساب اُس کے رب کے پاس ہے" یعنی کوئی شخص خدا کے محاسبے حساب کتاب، پوچھ گچھ سے بچ کر نہیں نکل سکتا (سوا اس کے کہ خدا خود اُس پر مہربانی فرمائے)
(تفہیم القرآن)

★ محققین نے لکھا کہ مشرکین بھی عجیب چیز ہوتے ہیں۔ اُن کا گذارہ صرف وعدوں پر ہوتا ہے۔ بزرگوں کی اندھی تقلید اور بے بنیاد باتوں پر زندگیاں گذار دیتے ہیں لیکن اتنی واضح توحید و معاد کے دلائل کا انکار پر انکار کیے چلے جاتے ہیں۔ شرک کو تو بغیر کسی دلیل کے قبول کیے رہتے ہیں اور توحید و معاد کو لاکھوں دلیلوں، مشاہدوں کے باوجود قبول نہیں کرتے۔ اِسی لیے یہ لوگ خدا کے عذاب کے مستحق ہیں۔ اُنھوں نے عقل جیسی خدا کی نعمت کو ٹھکرا دیا۔ آخر میں فرمایا: اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ۔ "ایسے حق کے منکر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔" عمدہ بات یہ ہے کہ سورۃ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی تھی کہ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" "مومنین کامیاب بامراد ہوگئے۔" اور اختتام اِس نتیجہ پر ہو رہا ہے "لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ" "حق کے منکر کبھی کامیاب بامراد نہ ہوں گے۔" اس طرح خدا نے دو متضاد زندگیوں کا انجام بتلا دیا۔ (سبحان اللہ)
(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾ (۱۱۸) (اِس لیے) اور آپ دعا کیجیے: اے میرے پالنے والے مالک!

(اے میرے پالنہار!) مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم کر کیونکہ تُو ہی سب رحم کرنے والوں سے اچھا اور کہیں بہتر رحم کرنے والا ہے۔

دُعا کی تعلیم

آخر میں کلام کو بہترین انداز میں ختم کرنے کے لیے اہلِ ایمان کو دعا کی تعلیم دی۔ دعا بھی ایسی بھرپور کہ جس میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جارہی ہے اور اُس کی رحمت کو طلب کیا جارہا ہے۔ اِس طرح دُعا کا سلیقہ بھی بتایا جارہا ہے کہ مختصر ترین الفاظ میں جامع ترین مطالب کو بند کردیا گیا ہے۔

رہا سوال کہ پیغمبرؐ کو کیوں خدا سے معافی مانگنے کا حکم دیا جارہا ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ نبیؐ اپنی اُمت کا شفیع ہوتا ہے۔ اِس لیے وہ اُمت کے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ غفران (رَبِّ اغْفِرْ) کے اصل معنی اپنے دامن میں ڈھانپ لینے کے ہوتے ہیں۔ اِس لیے نبیؐ کا استغفار یہ ہے کہ اے مالک! مجھے اور میری اُمت کو اپنے دامنِ رحمت سے ڈھانپ لے۔

نیز یہ کہ نبیؐ کا معافی طلب کرنا نبیؐ کے اِس احساس کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب وہ اپنے اوپر خدا کے احسانات اور عطاؤں کی بارش کو دیکھتا ہے تو اُس کی نگاہوں میں اُس کی اپنی اطاعت بہت حقیر معلوم ہوتی ہے۔ اپنی اِسی کمیِ شکر و عبادت پر وہ خدا سے استغفار کرتا ہے۔

غرض ہر شخص کا استغفار اُس کے اپنے مرتبے کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ گناہگار لوگ اپنے گناہوں

www.drhasanrizvi.com

کی معافی مانگتے ہیں اور کاملین اپنی اطاعت اور شکر کو خدا کی بے انتہاء عطاؤں کے مقابلے پر کم سمجھ کر معافی کے طلبگار رہتے ہیں۔ (فصل الخطاب)

ـ گذرِ منزلِ تسلیم و رِضا مشکل ہے ؛ جن کے رُتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔

آخری نتیجہ یہ ہے کہ استغفار طلب کرنا گناہوں اور خطاؤں اور کوتاہیوں کو مٹا دیتا ہے، اور خدا سے رحمت طلب کرنا خدا کی طرف سے ملنے والی توفیقاتِ خیر میں اضافہ کرتا ہے۔ (ابن کثیر)

استغفار کی فضیلت

★ استغفار گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے ربڑ پنسل کی تحریر کو مٹا دیا کرتی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

★ اگر دامن پر گناہ کا دھبہ لگ جائے تو اس دھبے کو صرف دو چیزیں مٹا سکتی ہیں۔ (۱) یا جہنم کی آگ (۲) یا شرمندگی کا آنسو مٹا سکتا ہے۔ (احیاء العلوم امام غزالی)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "اَلْاِسْتِغْفَارُ هِيَ النَّدَمُ" "استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سامنے اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوا جائے۔" (تحف العقول)

★ معصومؑ کا قول ہے: "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ" "گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اُس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔"

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "شرمندگی کے عالم میں اگر آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر بھی آنسو نکل آئے تو وہ جہنم کو بجھانے کے لیے کافی ہے۔" (مفاتیح الجنان)

★ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ: "گناہوں کی بدبو کو استغفار کی

www.drhasanrizvi.com

خوشبو دور کر دیتی ہے۔ اور استغفار باعثِ وسعتِ رزق ہے۔"

★ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ " کہتا ہو وہ کبھی متکبر اور مغرور نہ ہوگا۔"

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس مجلس میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو زیادہ وقت استغفار میں گذارتے تھے۔

★ منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب سو مرتبہ استغفار پڑھتے تھے، حالانکہ ہرگز کوئی گناہ آپؐ سے صادر نہیں ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ استغفار کا پڑھنا ہی ایک بڑی عبادت ہے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور سیرتِ پیغمبرؐ ہے۔

★ بسندِ معتبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اُسے سات گھنٹے تک مہلت دی جاتی ہے، اگر وہ اِس عرصے میں تین مرتبہ یہ استغفار پڑھ لے تو وہ گناہ اُس کے نام نہ لکھا جائے گا۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ"

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا، "جو کوئی دن بھر میں سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو ایک روز میں سات سو گناہ کرے۔"

★ آپؑ ہی نے یہ بھی فرمایا کہ "جس مومن سے ایک روز و شب میں چالیس گناہ سرزد ہوں اور وہ شرمندہ ہو کر یہ استغفار پڑھے تو اللہ اُس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَ اَسْئَلُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَتُوْبَ عَلَیَّ" (روح الحیات ترجمہ عین الحیوۃ مجلسیؒ ص ۶۸۶ تا ۶۸۷)

www.drhasanrizvi.com

سورۂ نور کی خصوصیات

۱۔ فرزند رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اپنے آپ کو، اپنی عورتوں کو اور اپنی اولادوں کو سورۂ نور کی تلاوت سے پاک دامن بناؤ۔ کیونکہ جو شخص شب و روز اس کی تلاوت کرتا رہے گا، وہ مرتے دم تک اپنے خاندان میں بُرائی نہ دیکھے گا۔ اور مرنے کے بعد ستر ہزار فرشتے قبر تک اُس کے جنازے کے ساتھ ساتھ جائیں گے، اور قبر میں داخل ہونے تک اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔"

(تفسیر بُرہان، تفسیر انوار النجف)

۲۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
"جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا، وہ تمام مومنین و مومنات کی تعداد سے دس گنا نیکیاں حاصل کرے گا۔"

(تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا	سورۃ النور مدنیۃ	رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو
فیض پہنچانے والا، مُسلسل بے حد رحم کرنے والا ہے۔

* * *

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا (۱) یہ ایک سورۃ ہے جس کو ہم ہی نے
وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ اُتارا ہے، اور اسے ہم نے فرض
بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① بھی کیا ہے (یا) مقرر کیا ہے۔ اور
اس میں ہم نے کھلی ہوئی واضح آیتیں، ہدایتیں، حقیقتیں، اُصول اور
نشانیاں اُتاری ہیں۔ (تاکہ) شاید تم نصیحت قبول کرلو (یا) سبق لو۔

* حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ اپنی عورتوں کو سورہ نور کی تعلیم دو، کیوں کہ اِس سورۃ کی مرکزی تعلیم عورت کی عفّت کی حفاظت ہے اور اِسی پر خانگی زندگی کی بقاء کا دار و مدار ہے اِسلام نے معاشرے کی بنیاد خانگی اور خاندانی زندگی کو قرار دیا ہے۔

* ...... (تفسیر ماجدی، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزولِ سورۂ نور

تفسیر برہان میں بروایت کلینی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سورۂ نور، سورۂ نساء کے بعد نازل ہوا ہے۔ کیونکہ سورۂ نساء کی آیت ۱۵ میں بدکار عورتوں کی سزا کا حکم تھا کہ اگر چار گواہ عینی شہادت دیں تو اُن بدکار عورتوں کو گھروں میں قید کردو، یہاں تک کہ اُن پر موت آجائے، یا یہ کہ خدا اُن کے لیے کوئی راستہ مقرر فرمائے۔ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا۔ پس اُس سبیل (راستہ) کو اِس سورۂ نور میں بیان کیا گیا ہے کہ زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو سو کوڑے لگائے جائیں۔ الخ۔ علمائے امامیہ کے نزدیک یہ سزا کنوارے جوڑے کے لیے ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

تعلیمات اور نتائج

(۱) پہلی تعلیم اور پہلا نتیجہ اِس آیت سے یہ نکلا کہ قرآن مجید کا نازل کرنے والا خدا ہے۔ یعنی یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کسی ناصح کا کلام نہیں ہے، بلکہ علیم و قدیر ہستی کا کلام ہے۔ اِس لیے اِس کو کوئی ہلکی پھلکی چیز نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ جانے رہو کہ قرآن کا نازل کرنے والا وہ ہے جس کے قبضہ میں تمھاری زندگی، موت، نفع، نقصان، سب کچھ ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کی باتیں، خدا کی آیتیں اور احکامات ہیں، یہ کوئی فضول مخول، یا مشورے نہیں ہیں کہ دل چاہے تو مانیں، دل نہ چاہے تو نہ مانیں، اِن احکامات کی پیروی کرنا قطعاً ضروری ہے۔

(۳) تیسری بات یا نتیجہ یا تعلیم یہ دی جارہی ہے کہ یہ واضح احکامات اور وصیتیں ہیں اِن میں کوئی ابہام، شک و شبہ، غلطی کا ذرہ برابر بھی امکان نہیں ہے، اور نہ اِن کا سمجھنا کوئی مشکل بات ہے اس لیے عذر و معذرت کی گنجائش نہیں ہے۔ اس تمہید کے بعد احکامات بتائے جائیں گے۔

(مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

(۲) زنا کار عورت ہو یا زنا کار مرد ہو، ہر ایک کو سَو سَو کوڑے مارو، اور تم کو اُن پر اللہ کی اطاعت میں ذرا بھی رحم و نرمی نہ آئے، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن کو دل سے مانتے ہو (نیز یہ کہ) اُن دونوں کو سزا دیتے صاحبانِ ایمان کا ایک گروہ موجود ہونا چاہیئے۔

حضرت امام علیؑ کا فیصلہ

حضرت عمر کے دورِ حکومت میں چھ۶ آدمی زنا کے جرم میں گرفتار ہوئے۔ حضرت عمر نے سب پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت امام علی علیہ السلام نے فوراً ٹوک دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ پھر آپؑ ہی اس کا فیصلہ فرما دیں۔

چنانچہ حضرت امام علی علیہ السلام نے ایک کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے کو رجم یعنی پتھر مار مار کر قتل کرنے کا حکم دیا، تیسرے کو ایک سَو کوڑے لگوائے، چوتھے کو نصف حد یعنی پچاس کوڑے لگوائے، پانچویں کو ڈانپ ڈپٹ کر چھوڑ دیا، اور چھٹے کو کوئی سزا نہ دی۔

یہ عجیب و غریب فیصلہ دیکھ کر سب لوگ حیران ہو گئے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا: پہلا شخص جس کی گردن ماری گئی، ذِمّی کافر تھا۔ اُس نے مسلمان عورت سے زنا کر کے اپنا

www.drhasanrizvi.com

عہد توڑا، اس لیے واجب القتل ہوا۔ دوسرا مجرم شادی شدہ تھا۔ اس لیے اُس کی سزا سنگساری تھی۔ تیسرا مجرم غیر شادی شدہ تھا، اس لیے اُس کی سزا سو کوڑے ہوئی۔ چوتھا مجرم غلام تھا اس لیے اُس کو آدھی سزا یعنی پچاس کوڑے لگوائے۔ پانچویں مجرم پر جُرم کا شک وشبہ تھا، اس لیے اُس کو صرف ڈانٹ ڈپٹ کر چھوڑ دیا۔ اور چھٹا مجرم دیوانہ تھا، اس لیے مرفوع القلم (یعنی، سزا معاف تھا۔

٭ . . . . (تفسیر صافی، تفسیر انوار النجف)

٭ معلوم ہوا کہ زنا کا جرم کئی نوعیت کا ہوتا ہے، اور نوعیت کے اعتبار سے قانونی سزا بھی الگ الگ ہوتی ہے۔

٭ . . . . (مؤلف)

٭ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب تک چار عینی شاہدین نہ ہوں مرد و عورت کو رجم (سنگسار) نہیں کیا جاسکتا۔

٭ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مرد کو کھڑا کر کے، اور عورت کو بٹھا کر رجم کیا جائے گا، اور اُن کے سر اور شرمگاہ پر پتھر نہ برسائے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ پُشت کی طرف سے رجم کیا جائے گا، اور اُن کے منھ کو بچایا جائے گا۔

٭ . . . . (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف)

٭ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ زانیوں کو ننگے جسم پر سختی سے کوڑے مارے جائیں۔

٭ . . . . (تفسیر انوار النجف)

٭ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "زانی کی سزا کی مار، شرابی سے سخت ہونی چاہیے اور شرابی کی مار تہمت لگانے والے سے سخت ہونی چاہیے اور تہمت لگانے والے کی مار تعزیر سے سخت ہونی چاہیئے"۔

٭ . . . . (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

نکاح کی اہمیت اور زنا کی خرابی

ماہرین کا اتفاق ہے کہ انسان کی بقا، تمدن کی بقا، اور ترقی کا دار و مدار عورت اور مرد کے تعلقات پر ہے۔ نہ دونوں کے مادر و پدر آزاد ہونے پر، اور نہ بالکل ایک دوسرے سے جدا رہنے پر۔ عورت اور مرد کا تعلق فقط لطف اندوزی کے لیے نہیں، بلکہ گھر اور معاشرے اور نسلوں کی تربیت کے لیے ہونا چاہیے۔ اِس لیے ضروری ہے کہ ایک مستقل پائیدار عہدِ وفا پر اِس تعلق کی بنیاد رکھی جائے۔ عورت کو تحفظ اور ضروریاتِ زندگی کے ملتے رہنے کی ضمانت ملے، اور مرد کو زندگی کا ساتھی، شریکِ کار اور گھر کا سنبھالنے والا مل جائے۔ اِس کے بعد دونوں کی اولاد کی نگہداشت اور تربیت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے، جو اِسی معاہدے سے پوری ہو سکتی ہے۔

اِس معاہدۂ نکاح کے بغیر تمدن برقرار نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اِس کے بغیر گھر اور خاندان کا وجود ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر صرف لطف اندوزی کے لیے آزادانہ مرد و عورت تعلق قائم کریں گے تو اجتماعی زندگی کی جڑ کٹ جائے گی۔ اِس لیے عورت و مرد کا ایسا جنسی تعلق جو کسی عہدِ وفا پر مبنی نہ ہو، معاشرے کے لیے ناسور اور مذہبی اعتبار سے سخت گناہ ہے۔ اِسی لیے ہر دور اور ہر معاشرے میں نکاح کا معاہدہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود رہا ہے۔

زنا کاری ہر معاشرے میں اِس لیے بھی بُری سمجھی جاتی رہی ہے کہ ہونے والے بچّے باپ کے سائے سے محروم بے سہارا زندگی گذارتے ہیں، نسب بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔ مصریوں میں زنا کی سزا یہ تھی کہ لاٹھیوں سے مرد کو مار ڈالا جائے اور عورت کی ناک کاٹ دی جائے۔ ایسی ہی سزائیں بابل، اشور اور قدیم ایران میں رائج تھیں۔ ہندوؤں میں زنا کار عورت کو کتوں سے پھڑوا دیا جاتا تھا اور مرد کو لوہے کی گرم پلیٹ پر لٹا کر چاروں طرف سے آگ لگا دی جاتی تھی۔ یہودی قانون یہ ہے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی ایسی عورت سے صحبت کرے جو لونڈی یا کسی کی منگیتر ہو اور نہ تو اُس کا کوئی فدیہ دیا گیا ہو اور نہ لونڈی آزاد کی گئی ہو تو دونوں کو سزا ملے گی، لیکن وہ جان سے نہیں مارے جائیں گے، اِس لیے کہ عورت آزاد نہ تھی لیکن جو شخص دوسرے کی بیوی یا ہمسائے

www.drhasanrizvi.com

کی بیوی سے زنا کرے، تو دونوں ضرور جان سے مار دیے جائیں گے۔"
(احبار ۲۰ ـ ۱۰، ۲۰، ۱۹)

★ البتہ آج کا مغرب زنا کاری کو عیب نہیں، ہنر سمجھتا ہے، گناہ ہو تو ہو، جرم نہیں، صرف زنا بالجبر جرم ہے۔

★ اسلامی قوانین زنا کو جرم سمجھتا ہے۔ شادی شدہ عورت یا مرد کا زنا کرنا زیادہ شدید جرم ہے کیوں کہ دونوں نے زنا کاری کرکے عہد شکنی بھی کی اور دوسرے کا حق بھی مارا۔

★ اسلام زنا کاری کو فرد اور معاشرے دونوں کا دشمن سمجھتا ہے۔ مرد اور عورت کا تعلق قانون کے مطابق عہدِ وفا کی بنیاد پر ہونا ضروری سمجھتا ہے۔

★ اسلام میں عورت اور مرد کے آزادانہ تعلق کی گنجائش نہیں۔ اس تعلق کا تعلق گھر اور خاندان کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے سے ہوتا ہے۔ یہ تعلق ایسا ہی ہے جیسے ریل گاڑی میں بیٹھنے، سفر کرنے کے لیے ٹکٹ کا ہونا ضروری ہے، اور اس کو مؤثر بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ البتہ فقیر، غریب کو کم سزا دی جائے اور دولتمند کو زیادہ۔ کیوں کہ اس نے دولت مند ہوتے ہوئے جرم کیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے شادی شدہ کا زنا کاری کرنا زیادہ بڑا جرم قرار دیا ہے کہ اس نے جائز طریقہ کے ہوتے ہوئے ناجائز اور غلط طریقے سے اپنی ضرورت کو پورا کیا۔

★ اسلام نے زنا کاری کو روکنے کے لیے سب سے پہلے نکاح کو آسان کیا۔ چار نکاحوں کی اجازت دی (فقہِ جعفری نے قرآن کے مطابق متعہ کو حلال قرار دیا) پھر نفس کی اصلاح کے لیے خوفِ خدا پیدا کیا۔ عالم الغیب اور ہر چیز پر قادر خدا کا خوف اور آخرت میں بازپرس کا احساس بیدار کیا۔ زنا کاری پر سزائیں بھی مقرر کیں، ساتھ ساتھ زنا کاری کے ابھارنے والے تمام عوامل کی بھی جڑ کاٹی۔ مثلاً موسیقی، فحش حرکات کا عام کرنا، عریانی، حتّٰی کہ نگاہوں پر بھی پہرے بٹھا دیے، حسن پرستی، عشق بازی کو بُرا کہا، پردے کا حکم دیا۔ وغیرہ وغیرہ
(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوۡ مُشۡرِکَۃً ۫ وَّ الزَّانِیَۃُ لَا یَنۡکِحُہَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِکٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ③

(۳) زنا کرنے والا مرد نکاح نہ کرے گا مگر زنا کار یا مشرکہ عورت کے ساتھ۔ اور (اسی طرح) زنا کار عورت بھی نکاح نہ کرے گی، مگر زنا کار یا مشرک مرد کے ساتھ۔ جب کہ اللہ اور رسولؐ کو دل سے ماننے والے مومنین پر یہ چیز حرام کردی گئی ہے۔ (یعنی، زانی مرد یا عورت جو توبہ نہ کرے، تو اُس کے لیے زنا کار یا مشرکہ عورت یا مشرک مرد ہی موزوں ہے۔ اور اہلِ ایمان کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ جانتے بوجھتے ہوئے اپنی لڑکیاں زنا کار مردوں کو دیں، یا اپنے اور اپنی اولاد کے نکاح زنا کار عورتوں سے کرائیں۔)

★ یہ آیت اُن لوگوں کو رد کر رہی ہے جو زانیہ عورتوں سے نکاح یا متعہ کو حلال سمجھتے ہیں۔ جبکہ وہ زنا کاری میں مشہور ہوں۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِس آیت کی مصداق وہ عورتیں ہیں، جو زنا کاری میں مشہور ہوں، اُن سے نکاح جائز نہیں، جب تک کہ اُن کی توبہ بھی مشہور نہ ہو جائے۔"

(تفسیر صافی، تفسیر نور الثقلین)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ: "آخر خدا نے زانیہ عورت کو مومن کیوں فرمایا

www.drhasanrizvi.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"زانی جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا، اور جب چوری کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں رہتا۔"

(یعنی بعد ارتکابِ زنا مومن ہو جاتا ہے، بوقتِ ارتکاب ایمان جاتا رہتا ہے)

★ ----- (تفسیر صافی صفحہ ۳۴۶ بحوالہ تفسیر قمی)

★ زانی کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے کا مطلب امام احمد ابن حنبل نے تو یہ لیا ہے کہ اُن کا سرے سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا، لیکن صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی زانی مرد و عورت نکاح کریں تو قانوناً نکاح مقبول نہ ہوگا، نکاح کے باوجود زانی سمجھے جائیں گے، کیوں کہ قانون یہ ہے کہ "حرام، حلال کو حرام نہیں کرتا۔"

★ ----- (طبرانی - دارقطنی)

★ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص دیوث ہو (یعنی یہ جانتے ہوئے کہ اُس کی بیوی بدکار ہے، اُس کا شوہر بنا رہے) وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

★ ----- (احمد، نسائی، ابوداؤد)

★ خدا کا یہ فرمانا کہ زانی مرد زانی عورت سے نکاح کرے اور زانی عورت زانی مرد سے نکاح کرے، (مومن مرد و عورت، زانیہ اور زانی سے نکاح نہ کریں) کیوں کہ ان سے رشتہ کرنا مومنوں پر حرام ہے۔" آیت مجیدہ میں حرمت کے معنی کراہت پر محمول ہے پس پاکدامن عورت کو بدکار مرد کے نکاح میں دینا، یا نیک مرد کا بدکار عورت سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ البتہ توبہ کرنے کے بعد کراہت رفع ہو جاتی ہے۔ اور آیت مجیدہ میں زناکاروں کو مشرکوں کے درجہ میں رکھا گیا ہے کہ مشرک اور زانی ایک دوسرے سے رشتہ کر سکتے ہیں۔ گویا اللہ کے نزدیک زنا کی برائی شرک کے برابر ہے۔

★ ----- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (۴) اور وہ لوگ جو پاک دامن
ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں،
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً پھر اُس پر چار گواہ پیش نہ
وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا کرسکیں (جو جنسی عمل کے چشم دید
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ گواہ ہوں) تو انھیں اسّی کوڑے

مارو، اور پھر کبھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو (کیوں کہ حقیقتاً) ایسے لوگ خود ہی فاسق و فاجر ہیں۔

تہمتِ زنا کی سزا

حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے، کہ تہمت تین طرح سے لگائی جاسکتی ہے۔ (۱) کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائے۔ (۲) یا اُس کی ماں کو زانیہ کہے۔ (۳) کسی کو اُس کے باپ کے علاوہ کسی اور کا بیٹا کہے۔ اِن تینوں صورتوں میں ایسا کہنے والے کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔" (تفسیر صافی)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ: "اگر کوئی شخص کسی کو زانیہ کا بیٹا کہے اور اُس کی ماں زندہ ہو، اور وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے، تو تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑوں کی سزا ملے گی۔"

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اگر کوئی شخص چند لوگوں پر زنا کی تہمت لگائے اور ثابت نہ کرسکے، تو اُس کو ایک سزا دی جائے گی لیکن اگر وہ لوگ جن پر تہمت لگائی گئی ہے اُس کو الگ الگ عدالت میں پیش کریں گے تو ہر آدمی کے لیے الگ الگ سزا دی جائے گی۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(۵) سوا اُن لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور (واقعاً) اپنی اصلاح بھی کرلیں۔ تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا بڑا معاف کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "توبہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ علانیہ اپنی تہمت کو غلط قرار دے اور اللہ سے معافی مانگے۔"

(تفسیر صافی ، تفسیر انوار النجف)

اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں ناجائز تعلقات اور آشنائیوں کے چرچے قطعاً نہ ہوں۔ کیوں کہ اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان چرچوں سے غیر محسوس طریقے سے زنا کا ماحول پیدا ہوتا ہے، اور زنا کرنا معمولی سا عمل بن جاتا ہے۔ لوگ خوب مزے لے لے کر نمک مرچ ملا ملا کر دوسروں کی باتیں ایک دوسرے سے سناتے ہیں۔ لوگوں کی طرف سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آخر کار ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہوجاتا ہے، شہوانی جذبات کی عام رَو چل نکلتی ہے۔ بدمعاشوں کو قسمت آزمائی کا خوب خوب موقع مل جاتا ہے، اور انھیں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کے لیے قسمت آزمائی کے مواقع کہاں کہاں موجود ہیں۔ اسی لیے شریعتِ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کوئی کسی پر زنا کا الزام لگائے تو چار چشم دید گواہ پیش کرے، اور اگر نہ پیش کرسکے تو اُسے اَسّی کوڑے مارے جائیں، تاکہ آئندہ وہ اپنی زبان کسی پر دراز نہ کرسکے۔ اسی لیے اسلامی اصول کے مطابق اگر کوئی کسی کو اپنی ننگی آنکھوں سے زنا کرتے دیکھ لے، تب بھی خاموش رہے، تاکہ گندگی جہاں ہے، وہیں رہے، پھیل نہ سکے۔

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾

(۶) اور وہ لوگ جو اپنی ہی بیویوں پر زناکاری کا الزام لگائیں اور اُن کے پاس خود اُن کے اپنے سوا کوئی دوسرے گواہ بھی نہ ہوں، تو اُس ایک شخص کی گواہی (دینے کا طریقہ) یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ: "وہ یقیناً واقعاً وہ (اپنے اس الزام لگانے میں بالکل) سچا ہے۔"

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ: "ثبوت کے لیے چار گواہ کیوں قرار دیے گئے؟ حالانکہ قتل میں تو صرف دو گواہ کافی ہوتے ہیں"؟

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ نے متعہ کو حلال قرار دیا تھا، مگر خدا جانتا تھا کہ وہ تم سے بند کر دیا جائے گا پس اُس نے تمھاری بھلائی کے لیے چار گواہوں کو طلب کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سزا پا جاتے۔ کیونکہ چار چشم دید گواہوں کا جمع ہونا بہت کم (بلکہ ناممکن) ہوتا ہے۔"

★ دوسری روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ:

"کیوں کہ زنا میں سزا پانے والے دو افراد ہوتے ہیں جبکہ قتل میں سزا پانے والا ایک قاتل ہی ہوتا ہے۔" اس لیے قتل پر دو گواہ اور زنا پر چار گواہ طلب کیے گئے۔)

★ ..... (تفسیر صافی صہ ۳۷۸)

www.drhasanrizvi.com

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾

(۷) اور پانچویں بار کہے: "اللہ کی لعنت (یعنی) رحمتِ خدا سے دوری ہو اُس پر جو (اپنے اس الزام لگانے میں) جھوٹا ہو۔"

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾

(۸) اور عورت سے سزا اِس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ "یہ (مرد) حقیقتاً (اپنے اِس الزام لگانے میں بالکل) جھوٹا ہے۔"

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾

(۹) اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ: "اُس پر (یعنی مجھ پر) اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (اُس کا شوہر اپنے اِس الزام لگانے میں) سچا ہو۔"

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

(۱۰) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، اور یہ کہ وہ توبہ قبول کرنے والا، صاحبِ حکمت ہے، (تو تمھاری نسل فاسد ہو جاتی)

ع

www.drhasanrizvi.com

لعان کا طریقہ

صافی میں بروایت کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "جو شخص اپنی بیوی پر تہمتِ زنا لگائے پس اگر قذف (تہمت) کے بعد اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اُس کو قذف (تہمت) کی سزا دی جائے گی۔ لیکن عورت اُس پر حرام نہ ہوگی۔ اور اگر اپنے قول پر ڈٹا رہا تو اُس سے چار دفعہ شہادت لی جائے گی اور وہ اِس طرح کہے گا: اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ۔ اور پانچویں مرتبہ بصورتِ جھوٹ اپنے اوپر لعنت کرے گا اور کہے گا کہ: اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ۔ پس مرد حدِ قذف سے بچ جائے گا۔ اور عورت پر رجم ثابت ہوگا۔ اگر وہ اپنے اوپر سے عذاب (سزا) کو ہٹانا چاہے تو چار مرتبہ وہ بھی شہادت دے گی کہ: اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ اور پانچویں مرتبہ کہے گی "اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ پس عورت اگر ایسا نہ کرے تو اُس پر رجم کی سزا آئے گی۔ اور اگر یہ قسم کھالے تو رجم کی سزا سے بچ جائے گی، لیکن مرد پر حرام مؤبّد (ہمیشہ کے لیے حرام) ہو جائے گی۔"

- ٭ راوی نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ: "اگر بچہ پیدا ہو جائے تو کس کے ہاں جائے گا؟"
- ٭ فرمایا: وہ ماں کو ملے گا، اور وہ مر جائے تو ماں اُس کی وارث ہوگی اور ماں نہ ہو تو ننھیال۔
- ٭ راوی نے دریافت کیا: "اگر باپ اس کے بعد اقرار کرلے تو بیٹا اُسے ملے گا"؟
- ٭ فرمایا: "نہیں۔ البتہ اُس کے اقرار کا یہ اثر ہوگا کہ بیٹا اُس کی جائیداد کا وارث ہو سکے گا۔ لیکن بیٹے کے مرنے پر یہ اُس کا وارث نہ ہوگا۔ ٭ .... (تفسیر انوار النجف)
- ٭ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ: "سنّت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ ایک دوسرے پر لعنت کرنے والے میاں بیوی کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی) اُن کا دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہی بات جناب رسولِ خداؐ نے بھی فرمائی ہے۔) ..... (دار قطنی)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ (۱۱) یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے
عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ بدکاری کی یہ جھوٹی تہمت گھڑ کر لگائی
شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ ہے، وہ تمہارے ہی اندر کا ایک (چھوٹا سا)
لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم گروہ ہے، اِس واقعے کو اپنے لیے بُرا نہ
مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ سمجھو، بلکہ اِس میں بھی تمہارے لیے
وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ اچھائی ہے۔ جس نے اِس (جھوٹے
لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱) الزام کو پھیلانے) میں جتنا حصّہ لیا ہے
اُس نے اُتنا ہی گناہ کمایا ہے۔ اور اُن میں سے جو شخص اُس کے بڑے
حصّے کا ذمہ دار ہے، اُس کے لیے بہت ہی بڑی سزا بھی ہے۔

اِفک کا واقعہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگنے کا سبب یہ ہوا کہ غزوۂ بنی المصطلق کے سفر میں اُن کے گلے کا ہار کھو گیا تھا، وہ اُس کی تلاش میں نکل گئیں۔ ان کے جانے کے بعد اُن کا ہودج اونٹ پر سوار کر دیا گیا اس خیال سے کہ وہ اپنے ہودج میں ہوں گی قافلہ کوچ کر گیا۔ جب حضرت عائشہ واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا۔ صفوان نامی شخص قافلے کے پیچھے رہ گیا تھا، اُس نے اُمّ المومنین کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور خود پیدل مہار تھامے لشکر سے جا ملا۔ منافقوں کو موقع ہاتھ آگیا، تو وہ طرح طرح کی گندی باتیں بکنے لگے۔

(تفسیر صافی صفحہ ۳۴۸ بحوالہ الجوامع) ----- *

www.drhasanrizvi.com

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر بہتان کی افواہیں منہ بھر کر خوب اُڑتی رہیں جنابِ رسولِ خداؐ سخت اذیت اُٹھاتے رہے۔ میں روتی پیٹتی رہی۔ آخر کار ایک دن آنحضرتؐ میرے پاس تشریف لائے، میرے والد نے محسوس کیا کہ فیصلہ کن بات ہونے والی ہے۔ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"اے عائشہ! اگر تم بے گناہ ہو تو اُمید ہے کہ اللہ تمھاری بے گناہی ظاہر فرما دے گا، لیکن اگر واقعی تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے توبہ کرلو، اللہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔"

یہ سن کر میرے آنسو روتے روتے خشک ہوگئے۔ میں نے اپنے والد سے کہا: "جواب دیں۔" میرے والد نے کہا: "بیٹی میں کیا جواب دوں۔ اور کیا کہوں؟" میں نے کہا کہ "اللہ گواہ ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ اس حالت میں میرے لیے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ میں وہی بات کہوں جو حضرت یوسفؑ کے والد نے کہی تھی کہ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ (صبر کرنا ہی بہتر ہے)" یہ کہہ کر میں لیٹ گئی اور دل میں کہنے لگی کہ اللہ میری بے گناہی سے واقف ہے، وہ ضرور حقیقت کھول دے گا۔ اسی دوران جنابِ رسولِ خداؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔

جب حضورؐ سے وہ کیفیت دور ہوئی تو حضورؐ بے حد خوش تھے۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"مبارک ہو اے عائشہ! اللہ نے تمھیں بری کر دیا۔" پھر آپؐ نے دس آیتیں سُنائیں (آیت ۱۱ تا آیت ۲۱) اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

(ماخوذ از کتبِ سیر و احادیث از تفہیم) ملخص

واقعۂ افک کی دوسری تفسیر

شیعہ تفسیروں میں اس آیت کی شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ اُمّ المومنین ماریہ قبطیہ کے ہاں جب رسولِ خداؐ کے فرزند ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو کچھ ازواجِ رسولؐ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ابراہیمؑ، رسولِ خداؐ کے فرزند نہیں ہیں بلکہ ماریہ قبطیہ کے غلام جریح کے فرزند ہیں۔ جنابِ رسولِ خداؐ نے اصل بات کی تحقیق کے لیے حضرت امام علیؑ کو بھیجا۔ جب حضرتؑ ماریہ قبطیہ کے حجرے میں پہنچے، تو وہاں جریح کو دیکھا جو ماریہ کو سلطانی آداب سکھا رہے تھے، مگر اچانک حضرت علیؑ کے آنے سے وہ ڈر کر بھاگے اور کھجور کے درخت پر چڑھ گئے۔ مگر لباس سنبھالا نہ گیا، ننگے ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ وہ تو نامرد ہیں۔ حضرت علیؑ ان کو آنحضرتؐ کے پاس لائے اور سارا معاملہ بیان فرمایا۔ اس پر ماریہ قبطیہ کی بیگناہی پر یہ آیتیں اُتریں۔ (تفسیر برہان)

تفسیر صافی (اصل) ... امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ

www.drhasanrizvi.com

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ (۱۲) الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾	ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے اُس (تہمت کی افواہ) کو سُنا تو ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اپنوں کے لیے اچھا گمان کرتے اور کہتے کہ: "یہ تو ایک کھلا ہوا بہتان (یعنی) جھوٹا الزام ہے۔"
لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ (۱۳) شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾	کیوں نہیں لائے وہ اِس پر چار گواہ؟ اب جبکہ وہ (چار چشم دید) گواہ نہیں لائے ہیں تو اللہ کے (قانون کے) نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

آیت ۱۲ : خداوندِ عالم کا فرمانا: "مومن مرد اور مومنہ عورتوں نے اپنے نفسوں پر اچھا گمان کیوں نہ کیا"؟ مطلب یہ ہے کہ سب مومن ایک دوسرے کے ساتھ نفسِ واحد کی حیثیت رکھتے ہیں، اور حکم ہے کہ دوسرے مومن کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، پھر تم نے الزام تراشیاں کیوں کیں؟ جب عام مومنوں پر حسنِ ظن کا حکم ہے تو پھر اپنی ماں پر بدگمان ہونا کہاں کی شرافت ہے۔؟

★ اگر صفوان نے کوئی گناہ (معاذ اللہ) کیا ہوتا تو کبھی خود اُمّ المومنین کو اپنے ساتھ نہ لاتا۔ الگ بھیجتا، وہ بھی رات کے وقت، تاکہ کسی طرح بھی اُس کا نام اِس معاملہ میں نہ آئے۔ بھلا کوئی صاحبِ عقل ایسا واضح کام کر سکتا ہے کہ سب کے سامنے اُمّ المومنین کو لے کر قافلے میں شامل ہو۔ یہ بات ایک پاک نفس والا ہی کر سکتا ہے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۱۴) اور اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں
وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی
لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ تو جن باتوں کا چرچا تم نے کیا تھا اُس کی
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ سزا میں بڑا زبردست عذاب تمھیں آلیتا۔
اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ (۱۵) اُس وقت تم کتنی بڑی غلطی کر رہے تھے کہ
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ جب تمھاری ایک زبان سے دوسری زبان
عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا اُس جھوٹ کو سناتی ہی چلی جارہی تھی،
وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ بکے ہی چلے جارہے
تھے جس کے متعلق تمھیں خود کوئی علم تک نہ تھا۔ جبکہ تم اُسے ایک بہت ہی معمولی
اور چھوٹی سی بات سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت ہی بڑی بات ہے۔

آیت ۱۴: یعنی اوّل تو کسی پاکدامنہ عورت کو بدنام کرنا بجائے خود بہت بڑا سخت گناہ ہے۔ پھر وہ بھی زوجۂ رسولؐ۔ جو مومنین کی ماں ہے۔ پھر اِس الزام سے خود رسول اکرمؐ کو سخت اذیت پہنچی اور مومنین کو بھی۔ کسی بھی عام عورت پر جھوٹی تہمت لگانا اکبرالکبائر میں سے ہے۔ یہ جرم زناکاری سے بھی بڑا ہے۔
* ...... (فصل الخطاب۔ تفسیر ماجدی)

آیت ۱۵: اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ یعنی سنی سنائی باتوں کو باور کر لیتے تھے، اور آگے پھیلاتے تھے جو قطعاً خلافِ عقل اور خلافِ دیانت ہونے کے علاوہ بعید از شرافت بھی ہے۔ تَلَقَّوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں سے دوسروں تک پہنچانا۔ تَلَقَّوْنَ بِاَلْسِنَتِكُمْ: ایکدوسرے سے زبان و زبانی بات قبول کرنا۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (۱۶)	(۱۶) اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تم نے اُسے سُنا تو تم نے کہدیا ہوتا کہ "ہمیں یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ ایسی (بری) بات منہ سے نکالیں۔ توبہ توبہ! یہ تو بہت ہی بڑا جھوٹا الزام ہے۔"

غیبت اور بہتان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

★ "غیبت یہ ہے کہ اپنے مومن بھائی کا ایسا عیب بیان کرنا جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی ہوئی ہے اور
★ بہتان یہ ہے کہ اس کے متعلق ایسی بری بات کی نسبت دینا جو اس میں نہ ہو۔"

★ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص مومن کے متعلق آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی برائی بیان کرے وہ اسی آیت کا مصداق ہے۔"

★ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ: "حضور! بعض اوقات میرے پاس مومن کا شکوہ پہنچتا ہے جو مجھے ناگوار ہوتا ہے۔ جب اُس سے اُس کا ذکر کرتا ہوں تو وہ اپنے آپ کو بری الذمہ بتاتا ہے، حالانکہ جن لوگوں نے بتایا تھا وہ بھی جھوٹ بولنے والے نہیں تھے۔"

آپؑ نے فرمایا: "مومن بھائی کے متعلق اپنی آنکھوں اور کانوں کو بھی جھوٹا سمجھو۔ اگر پچاس آدمی اُس کا عیب بیان کریں، اور وہ اپنی صفائی پیش کرے تو اُن سب کو جھوٹا سمجھو، اور اُس کی بات مان لو۔ اور اُس کی کسی غلطی کو اچھالنے کے درپے نہ ہو۔ اُس کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے اُس کی عزت و شان میں فرق پڑتا ہو، ورنہ اسی آیت کے مصداق ہو جاؤ گے۔

★ ------ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "امیر المومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ: ایک دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر ارشاد فرمایا: "مجھے اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کبھی کسی مومن نے دنیا و آخرت کی بھلائی نہیں پائی مگر اللہ پر حسنِ ظن رکھنے سے اور (۲) مومن کی غیبت سے اجتناب کرنے سے۔

اور اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (۳) توبہ و استغفار کے بعد اللہ کسی مومن کو عذاب میں گرفتار نہیں کرتا، مگر اس صورت میں کہ وہ اللہ پر بدظن ہو جائے (۴) اور مومنوں کی غیبت کرنے لگے۔"

★ ..... (تفسیر برہان، کتاب الشیعہ، تفسیر انوار النجف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "جو کسی برادرِ مومن کی غیبت کرے حالانکہ اُن کے درمیان کسی قسم کی عداوت نہ ہو، ایسے غیبت کرنے والے کے نطفے میں شیطان کی شراکت ہوتی ہے۔"

★ فرمایا: "جو شخص کسی مومن کا ذکر ایسی باتوں سے کرے جن سے اُس کے عیب ظاہر ہوں اور عزت برباد ہو کہ وہ لوگوں کی نظروں سے گر جائے تو خدا تعالیٰ اُسے اپنی ولایت سے نکال دیتا ہے اور شیطان کی ولایت میں چھوڑ دیتا ہے شیطان خوش ہو کر اُسے قبول کرتا ہے یعنی خداوندِ عالم اُسے دوست نہیں رکھتا، اُس کی مدد نہیں کرتا اور شیطان ملعون کی طرف جانے دیتا ہے۔ (پھر اُس کی دوستی شیطان سے ہو جاتی ہے۔)

★ فرمایا: "نمازِ باجماعت کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھنا ثواب ہے بشرطیکہ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ ★ .... (ماخوذ از روح الحیات باب ۱۲ مذمتِ غیبت) علامہ مجلسیؒ

www.drhasanrizvi.com

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا (۱۷) اللہ تم کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ ہے کہ آئندہ کبھی دوبارہ ایسی بات منہ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۷ نہ نکالنا، اگر تم خدا اور رسولؐ کو دل
سے ماننے والے ایماندار ہو۔

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ (۱۸) اور اللہ تمہارے لیے اپنی باتیں
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۸ صاف صاف کھول کھول کر بیان کرتا ہے،
اور اللہ تمام باتوں کا اچھی طرح جاننے والا (علیم) اور گہری مصلحتوں کے
مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا (حکیم) ہے۔

حُسنِ ظن

خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ "مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے گروہ کے لوگوں کے بارے میں اچھا گمان (حُسنِ ظن) کیوں نہ کیا۔"؟

* یہ ایک فارمولا ہے کہ مسلم معاشرے یا اچھے معاشرے میں تمام معاملات حُسنِ ظن یعنی اچھے گمان پر مبنی ہونے چاہئیں، بُرا خیال صرف اور صرف اس حالت میں کیا جائے جبکہ اُس کا کوئی واضح اور حتمی ثبوت موجود ہو۔ یعنی اصولاً ہر شخص کو اچھا اور بے گناہ، سچا سمجھا جائے، جب تک اُس کے بُرے یا جھوٹے ہونے کا قطعی ثبوت نہ مل جائے۔

*----- (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ (۱۹) جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی
تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ جماعت میں بدکاری اور فحش باتیں
آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ پھیلیں اُن کے لیے دنیا اور آخرت
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ میں بڑی ہی سخت تکالیف دینے والی
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۹﴾ سزا ہے۔ اللہ (اُس سزا کو) جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (۲۰) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کا
وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رحم و کرم نہ ہوتا، اور یہ بات بھی نہ
رَحِيمٌ ﴿۲۰﴾ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق اور بڑا ہی رحم
کرنے والا ہے (تو تم پر اللہ کا وہ سخت عذاب کب کا آچکا ہوتا۔)

ع ۲ | النصف

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے کسی کی بُرائی کی بات کو شہرت دی وہ بالکل ایسا سمجھا جائے گا گویا اُس نے سب سے پہلے اُس بُرائی کو خود انجام دیا ہے۔"
------ (تفسیر قمی)

یہاں تک کہ شریعتِ اسلامی میں خود اپنے گناہوں کو بیان کرنا بھی گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے اس لیے کہ اُس سے جرائم عام ہوتے ہیں، اُن کی بُرائی کی اہمیت کم ہوتی ہے۔ لوگوں کو گناہ کی ترغیب ہوتی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

اس طرح بڑے بڑے جرائم کو چھوٹا کر کے پیش کرنے سے لوگوں کو گناہ کی طرف رغبت بڑھتی ہے
(مؤلف)

غرض آیت کا مفہوم

یہ ہے کہ جو لوگ الزامات لگا لگا کر اُن کو پھیلاتے ہیں، وہ اُمتِ مسلمہ کے کردار کو داغدار کرتے ہیں، یقیناً وہ سزا کے مستحق ہیں۔

نتائج

محققین نے لکھا کہ یہ آیت فحاشی پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہے، جیسے بدکاری کے اڈے قائم کرنا، جنسی جذبات اکسانے والے قصے کہانیاں، ڈرامے، فلمیں، اشعار گانے، تصویریں اور ایسے تمام کھیل تماشے، اجتماعات، کلب، ہوٹل، رقص، موسیقی اور مخلوط جلسے اور تقریبات، یہ سب فحاشی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے کام کرنے والوں کو قرآن کے مطابق صرف آخرت ہی میں نہیں دنیا میں بھی سزا ملنی چاہیئے۔ قرآن مجید ان کاموں کو پبلک کے خلاف جرم قرار دے رہا ہے

★ آخر میں خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ " اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

یعنی: خدائے تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ ایسی حرکتوں کے بُرے اثرات معاشرے میں کہاں کہاں تک پہنچتے ہیں۔ کتنے لوگ بُرائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں ہیں جن کو یکسر نظرانداز کر دیا جائے۔ یہ بڑے بڑے گناہوں کا پیش خیمہ ہیں اِس لیے ایسے کام کرنے والوں کو سخت سزا ملنی ضروری ہے۔ ....★.... (تفہیم القرآن)

زوجۂ رسولؐ کی حیثیت

بعض لوگ اِس آیت سے حضرت عائشہؓ کی فضیلت ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اِس میں صرف اُن کا زناکاری سے پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ اور اُن کے اوصیاءؑ کی بیویاں منافق یا کافر تو ہو سکتی ہیں، مگر زناکار نہیں ہو سکتیں۔ یہی بات اِس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن نے حضرت نوحؑ، حضرت لوطؑ کی بیویوں کو کافر فرمایا، مگر کسی کو بدکار نہیں فرمایا۔ ....★.... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۗ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

(۲۱) (اس لیے) اے ایماندارو! شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ (کیوں کہ) جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گا تو وہ اُسے فحش، گندے اور بُرے کاموں ہی کے لیے کہے گا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم اور اُس کی رحمت نہ ہوتی، تو تم میں سے کوئی شخص کبھی بھی پاک صاف نہ ہو سکتا۔ (یعنی شیطان کے وسوسوں کے نتیجے میں کوئی شخص خود اپنے بل بوتے پر بُرائیوں سے نہیں بچ سکتا تھا۔ نیز خدا کا توبہ قبول کر لینا بھی ہماری پاکی کا سبب بنا ہوا ہے۔) لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے۔ (کیوں کہ) اللہ (تمہاری توبہ کا) بہت سننے والا اور (تمہاری کمزوریوں کا) خوب جاننے والا ہے۔

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گا، تو شیطان اُسے فحش اور گندے کاموں کے لیے کہے گا۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کی بُرائیاں مشہور کرنے میں شیطان کی پیروی مت کرو۔"

★ ..... (تفسیر صافی ص ۳۴۹)

www.drhasanrizvi.com

★ شیطان، لوگوں کی برائیاں کرا کے ہم کو گنہگار بھی کرتا ہے، اور اس طرح سننے والوں کو گناہ پر آمادہ بھی کرتا ہے کہ جب فلاں بزرگ ایسے بڑے کام کرتے ہیں تو ہم کریں گے تو کیا حرج ہے ۔۔۔۔۔۔ (مؤلف)

★ "فحش" یعنی گندی باتوں سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی برائی حد سے بڑھی ہوئی ہو ۔۔۔ اور
★ "منکر" سے مراد وہ کام ہیں جو شریعت، عقل اور معاشرہ، تینوں اعتبار سے ممنوع اور قابلِ مذمت ہوں۔"
۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص ۴۳۹)

حاصل مطلب یہ ہے کہ شیطان تو تمہیں برائیوں میں پھنسانے پر تلا بیٹھا ہے۔ اب اگر اللہ تم پر اپنا فضل و کرم نہ فرمائے اور تمہیں اچھائی برائی کا فرق نہ بتائے، اور تمہیں اصلاح کی توفیق نہ دے تو کوئی شخص بھی خود اپنے بل بوتے پر برائیوں سے پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ (تفہیم القرآن)

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ∴ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

★ مومن کا حق مومن پر یہ ہے کہ جب اس کی برائی کی جانے لگے تو اسے برائی کے بیان کرنے سے روک دے، اگر نہ روک سکے تو محفل سے اٹھ جائے۔ یہ عمل مومن کی غیبی امداد ہے۔

ایک دفعہ حضرت مالک اشترؒ کوفے بازار سے گذر رہے تھے، کسی نے ان کی برائی کی۔ آپؒ نے اپنے چہرے کو چھپا لیا، اور آگے بڑھ گئے۔ جب لوگوں کی نظر ان پر پڑی تو برائی کرنے والے سے کہا یہی مالک اشترؒ (حضرت امام علیؑ کے کمانڈر انچیف) ہیں۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر ان کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے معافی مانگی۔ مالک اشترؒ نے کہا: "میں تیرے ہی لیے مسجد میں آیا تھا، اور تیری ہی بخشش کے لیے میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی ہے۔" (یہ کردار ہونا چاہیئے پیروانِ علیؑ اور محبانِ علیؑ کا۔) (سبحان اللہ) (تفسیر انوار النجف)

مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو جو کوئی مومن کی برائی کرتا تو اس پر اللہ کا عذاب آجاتا۔

www.drhasanrizvi.com

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ (۲۲) اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا والے ہیں وہ (اپنے) رشتہ داروں اور
أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ مسکینوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ کرنے والوں کو کچھ دینے سے قسم نہ کھا
اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ بیٹھیں اور چاہیئے کہ معاف کرتے رہیں۔
أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ اور درگزر کرتے رہیں۔ کیا تم یہ نہیں
لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۲﴾ چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف
کرتا رہے (بیشک) اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

شانِ نزول

وارد ہوا کہ مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکر کا خالہ زاد بھائی، مہاجر اور بدری بھی تھا تنگدستی کی بوجہ سے حضرت ابوبکر اُس کی کفالت کرتے تھے۔ جب حضرت عائشہ پر الزام و اتہام کے قصے کو ہوا دی گئی تو یہ شخص بھی اُن لوگوں میں شامل ہوگیا پس حضرت ابوبکر نے اس سے قطع تعلق کرلیا اور قسم بھی کھالی، کہ آئندہ اُس کی کسی قسم کی مدد نہ کروں۔ اسی طرح بعض دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی روایات وارد ہوئی ہیں پس یہ آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں کو درگزر کی تلقین کی گئی۔ (تبیان، مجمع البیان، انوار النجف)

نتیجہ

اس آیت سے واضح نتیجہ نکل رہا ہے کہ معاف کرنے سے خدا ہمارے گناہ معاف فرما دے گا۔

سوال

حضرت ابوبکر نے مسطح کو معاف کردیا لیکن قسم توڑنے کا کفارہ ادا نہ کیا۔ فقہاء نے اس بات سے نتیجہ نکالا کہ برائی کی قسم کھا کر بھلائی اختیار کرلینا، اُس قسم کا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ:
"قسم کھالینے کے بعد اُس سے بہتر بات کو اختیار کرلینا ہی اُس قسم کے توڑنے کا کفارہ ہے۔" (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَٰتِ (۲۳) بے شک جو لوگ پاک دامن، بیخبر
الْغَٰفِلَٰتِ الْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا ایماندار عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں، اُن
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے۔
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ اور اُن کے لیے بڑی ہی سخت سزا ہے۔
يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ (۲۴) (وہ لوگ اُس دن کو نہ بھولیں)
وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا جس دن خود اُن کی زبانیں اور خود
كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۴﴾ اُن کے ہاتھ اور خود اُن کے پیر خود
اُن کے خلاف، اُن کے اُن تمام کاموں کے متعلق گواہی دیں گے جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے۔

آیت ۲۳ : آیت میں "غٰفِلٰتِ" کا استعمال ہوا ہے جس سے مراد سیدھی سادی شریف عورتیں ہیں، جن کے دل و دماغ پاک ہیں اور جنھیں کچھ خبر ہی نہیں کہ بدچلنی و بدکاری کیا بلا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتیں کہ کوئی اُن پر بُرا الزام لگا بیٹھے گا۔

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا اُن سات بڑے گناہوں (گناہانِ کبیرہ) میں سے ہے جو موبقات (یعنی) تباہ کردینے والے ہیں۔"
---- (طبرانی)

★ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ایک پاکدامن عورت پر تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کردینے کے لیے بہت کافی ہے۔"
(الحدیث ۔ طبرانی)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿۲۵﴾

(۲۵) اُس دن اللہ اُن کو اُن کا پورا پورا بدلہ دے گا اور اُنھیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے، اور واضح طور پر سچ کو سچ کر کے کھول دینے والا ہے۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۲۶﴾ ع

(۲۶) ناپاک باتیں، ناپاک لوگوں کے لیے ہوتی ہیں اور صاف ستھری باتیں صاف ستھرے آدمیوں کے لیے ہوتی ہیں اور صاف ستھرے لوگ صاف ستھری باتوں کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بری ہوتے ہیں اُن باتوں سے جو وہ لوگ بناتے ہیں۔ اُن کے لیے اللہ کی معافی اور عزّت والی روزی ہے۔

آیت ۲۶ : اِس آیت کی تفسیر تین مطالب میں کی گئی ہے۔

(۱) بُری باتیں، بُرے کام والی بُری عورتیں، بُرے مردوں کے لیے ہیں۔ اور اسی قسم کے بُرے مرد، بُری عورتوں کے لیے موزوں ہیں۔ اچھے مرد اچھی عورتوں کے لیے موزوں ہیں۔

؂ "کُند ہم جنس با ہم جنس پرواز :: کبوتر با کبوتر، باز با باز" (تفسیر صافی صفحہ ۳۴۹ بحوالہ تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

★ بعض اہلِ سنّت کے مفسّرین نے اِس آیت کو صاف ستھرے مرد اور عورتوں کے نکاح کے لیے بیان کی ہے۔ جبکہ عربی ادب میں خصائل، عادات اور اوصاف کے لیے بھی مؤنّث کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ عربی شاعر متنبّی نے کہا: "ان الکرائم کفو الکرماء"

یعنی: شریف اوصاف کے لیے شریف لوگ ہی سزاوار ہوتے ہیں۔

★ ------ (فصل الخطاب)

★ بعض سنّی مفسّرین نے اِس آیت سے ازواجِ رسولؐ کی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ قرآن میں حضرتِ لوطؑ کی بیوی کی اور کچھ پیغمبروںؑ کی بیویوں کی مذمّت بھی کی گئی ہے۔ خود سورۂ تحریم میں جنابِ رسولِ خداؐ کی دو بیویوں کے بارے میں فرمایا:

"فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا" (تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔) (سورۃ آیت ۴۔ پ۲۸) (القرآن)

اِسی طرح بعض مفسّرین نے اِس بات سے کہ قرآن میں رسولِ خداؐ کی ایک بیوی کو الزام سے بری ثابت کیا ہے۔ اِس سے اُن کی فضیلت زندگی کے تمام شعبوں میں ثابت فرمائی ہے اور اور اس طرح اُن کی فضیلت اور عصمت کو ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے، حالانکہ منطقی اعتبار سے زناکاری کی تہمت کو دور کرنے سے فضیلت یا عصمت ثابت نہیں ہو سکتی۔

★ ______ (فصل الخطاب)

اُصول

اِس آیت میں یہ اصول بتایا گیا ہے کہ بُرے خبیث لوگوں کا جوڑ بُروں اور خبیثوں سے لگتا ہے، اور پاک صاف لوگوں کا جوڑ پاک صاف لوگوں سے لگتا ہے۔ یہ ممکن ہوتا کہ ایک شخص کسی بہت بڑی برائی میں مبتلا رہو، اور اُس کا اثر اُس کے دوسرے اعمال پر نہ پڑے، یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ایک پاک صاف آدمی کسی زناکار عورت کے ساتھ زندگی بھر نباہ کرتا چلا جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ عورت بدکار زناکار ہو اور اُس کی زناکاری اُس کی زندگی کے دوسرے اعمال پر اثر نہ پڑے۔ یہ بات یہاں اِس لیے سمجھائی ہے کہ آئندہ اگر کوئی کسی پر الزام لگائے تو اندھوں کی طرح سنتے ہی نہ مان لو۔ بلکہ آنکھیں کھول کر دیکھ لو۔

★ ------ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ
تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ
أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾

(۲۷) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو، اور اُس گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے توقع ہے کہ تم اِس بات کا خیال رکھو گے۔

٭ اس سے پہلے جو احکام خداوندِ عالم نے عطا فرمائے تھے وہ معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے تھے۔ اب وہ احکامات شروع ہوتے ہیں جن کا مقصد معاشرے میں بُرائیوں کو سرے سے پیدا ہونے کو روکنا ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت نے صرف کسی چیز کو حرام قرار دے کر نہیں چھوڑ دیا، بلکہ اُس پر سزا بھی مقرر کی اور پھر اُس کے خاتمے یا علاج کا طریقہ بھی بتایا۔ یعنی جرم کی سرحد تک پہنچنے سے کافی پہلے روک دیا جائے کیوں کہ خدا یہ تک نہیں چاہتا کہ لوگ بُرائیوں کی سرحدوں پر ٹہلتے رہیں اور اس طرح پکڑ لیے جائیں اور سزا پائیں۔ اِس لیے بُرائیوں سے پیش بندی اس طرح فرمائی کہ کوئی شخص بغیر اجازت کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہی نہ ہو کہ کسی کا راز اچانک معلوم ہو جائے۔ اِس لیے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اہلِ خانہ کی رضا لینا چاہیئے۔ (از تفہیم القرآن)

٭ ایک شخص جنابِ رسولِ خداؐ کے دروازے پر پہنچا اور اندر آنے کی غرض سے دروازے پر کھانسنے لگا آنحضرتؐ نے روضہ نامی عورت سے فرمایا کہ دروازے پر جاؤ اور آنے والے کو سمجھاؤ کہ: "اندر داخل ہونے سے پہلے سلام کرے، اَلسَّلامُ علیکم کہے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرے۔" چنانچہ اُس نے یہ بات باہر سن لی، اور اُس پر عمل کیا، تو آنحضرتؐ نے اس کو اجازت دی۔ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا (۲۸) پس اگر تم وہاں کسی کو نہ پاؤ، تو داخل
أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ بھی نہ ہو۔ جب تک کہ تم کو اجازت
يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ نہ دے دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا
لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ جائے کہ واپس چلے جاؤ، تو تم واپس
أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا ہو جاؤ۔ یہی تمہارے اخلاق کی درستی کا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ بہترین ثبوت ہوگا۔ اور اللہ اُن کاموں
کو جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔

★ عرب جاہلیت کے دور میں بے تکلف ایک دوسرے کے گھر میں گھس جایا کرتے تھے۔ اس طرح گھر کے بہت سے راز فاش ہو جاتے تھے۔ خداوندِ عالم نے یہ اصول فرمایا کہ کسی شخص کو کسی دوسرے کے گھر یا تخلیے میں اُس کی مرضی یا اجازت کے بغیر خلل انداز ہونے کا کوئی حق نہیں ہے

★ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "جب کسی کے گھر میں نگاہ داخل ہو گئی تو خود داخل ہونے کی اجازت مانگنے سے کیا حاصل"؟ (ابوداؤد)

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جو تمہارے گھر میں جھانکے تو کنکری مار کر اُس کی آنکھ پھوڑ دینے میں کوئی گناہ نہیں۔" ★۔۔۔۔ (بخاری۔ مسلم)

★ امام شافعی نے تو اس حدیث کی بنا پر گھر میں جھانکنے والے کی سزا آنکھ پھوڑ دینا قرار دیا ہے۔" ★۔۔۔۔ (احکام القرآن)

★ جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں ایک صحابی کلدہ حاضر ہوئے اور سلام کیے بغیر یوں ہی جا بیٹھے آنحضرتؐ نے فرمایا: "باہر جاؤ اور السلام علیکم کہہ کر اندر آؤ۔" ★ (ابوداؤد)

www.drhasanrizvi.com

کسی کے گھر میں داخلے کی اجازت لینا

★ جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں جب حضرت عمر داخل ہوتے تو اس طرح کہتے:
"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَیَدْخُلُ عُمَرُ" یعنی: "یا رسول اللہؐ! آپ پر سلام ہو
کیا عمر داخل ہو جائے۔"؟ ★ (ابوداؤد)

★ صرف یہی نہیں، جنابِ رسولِ خداؐ نے داخلے کی اجازت کی حد تین دفعہ پکارنا مقرر کردی تھی۔ اگر تیسری مرتبہ پکارنے پر گھر کے اندر سے کوئی جواب نہ ملے تو حکم تھا کہ واپس چلے جاؤ۔"
★ - - - - (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

★ جنابِ رسولِ خداؐ ایک دفعہ سعد بن عبادہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، پھر تین دفعہ گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ تیسری مرتبہ جواب نہ ملنے پر حضورؐ واپس ہو گئے۔"
★ - - - - (ابوداؤد۔ احمد)

★ ایک شخص نے جنابِ رسولِ خداؐ سے عرض کی: "کیا میں اپنی والدہ کے پاس جانے کے لیے اُن سے اجازت طلب کروں"؟

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "ہاں"

★ اُس نے عرض کی: "میرے سوا اُن کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے کیا ہر بار اُن کے پاس جانے کی اجازت طلب کروں"؟

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اپنی والدہ کو عریاں و برہنہ دیکھو؟"
★ - - - - (ابنِ جریر)

★ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم اپنی ماں، بہنوں کے پاس جاؤ تو پہلے اُن سے اجازت طلب کر لو۔"
★ - - - - (ابنِ کثیر)

www.drhasanrizvi.com

لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ مَسۡکُوۡنَۃٍ فِیۡهَا مَتَاعٌ لَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا تَکۡتُمُوۡنَ ﴿۲۹﴾

(۲۹) البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہو اور جن میں تمہارے فائدے یا کام کی کوئی چیز موجود ہو۔ اور تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ بھی چھپاتے ہو، سب کی اللہ کو خوب خبر ہے۔

غَیۡرَ مَسۡکُوۡنَۃٍ: "جہاں کوئی نہ رہتا ہو" سے مراد

★ یعنی: غیر آباد، اور غیر رہائشی مکانات میں بغیر اجازت کے داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کی وضاحت میں چند اقوال ہیں: (۱) مہمان خانے، مسافر خانے، ہوٹل، اور حمام وغیرہ مراد ہیں۔ پس ضرورت کے تحت اِن میں جایا جا سکتا ہے۔ (۲) مراد، خرابے اور اُجاڑ مکانات جہاں قضائے حاجات کے لیے انسان جا سکتا ہے۔ (۳) تجارتی منڈیاں، مال گودام وغیرہ جن میں لوگوں کے سامان جمع ہوتے ہیں پس ہر شخص اپنی غرض سے وہاں جا سکتا ہے۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ کیوں کہ ایسے مقامات کسی کی مستقل رہائش کے لیے نہیں ہوتے، یا عورتوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ عام پبلک کے آنے جانے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان مقامات میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

(۳۰) مومنین (حق کو دل سے ماننے والے ایمانداروں) سے کہدیجیئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ بات اُن کے اخلاق کی درستی کا بہترین ثبوت ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں، یقیناً اللہ اُس سے بخوبی واقف ہے۔

نظروں کو جھکائے رکھنے کے فوائد

فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم آیا ہے وہاں خود کو زناکاری سے بچانا مقصود ہوتا ہے۔ مگر یہاں اِس آیت میں مطلب یہ ہے کہ جنسی اعضاء کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا ضروری ہے۔ اِس لیئے کسی مومن و مومنہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ دوسروں کے ستر دیکھے۔"

* ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۶۵ بحوالہ تفسیر قمی، تفسیر علی ابنِ ابراہیم)

★ غرض جنسی اعضاء کی حفاظت کے دو معنی ہوئے۔ (۱) زناکاری سے بچنا۔ (۲) جنسی اعضاء کو دوسروں کو نہ دکھانا، یا دوسروں کے جنسی اعضا کو نہ دیکھنا۔"

* ...... (فصل الخطاب)

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اپنی نظریں بچا کر رکھیں" یہاں لفظ "یَغُضُّوا" استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی: "کسی چیز کو کم کرنے یا گھٹانے کے ہیں" عام طور پر اِس کا ترجمہ

www.drhasanrizvi.com

"نگاہ نیچی کرنا" کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل معنی: "پوری طرح نگاہ بھر کر نہ دیکھنا ہے۔"
نظر بچانے سے مفہوم زیادہ ٹھیک ادا ہوتا ہے۔ پھر "مِنْ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تبعیض کے
لیے ہے۔ یعنی تمام نظروں کو بچانے کا حکم نہیں، کچھ (بُری) نظروں کو بچانے کا حکم ہے۔
غرض مسلمانوں پر جائز نہیں کہ غیر عورت کو نظر بھر کر دیکھیں۔ اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے
دوسری نظر ڈالنا جائز نہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قسم کی دیدہ بازی کو نظروں کی
زناکاری قرار دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔ دیکھنا
★ آنکھوں کی زناکاری ہے ★ اشارہ بازی آنکھوں کی زناکاری ہے ★ گندی بات زبان کی زناکاری ہے۔
★ غیر عورت کی آواز سے لذت حاصل کرنا کانوں کی زناکاری ہے ★ ہاتھ سے چھونا، ہاتھوں کی زناکاری ہے۔
★ ناجائز طور پر عورت کے پیچھے، یا عورت کے لیے چلنا، پاؤں کی زناکاری ہے۔"
★ ...... (بخاری، مسلم۔ ابوداؤد)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے علیؑ! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا
پہلی نظر معاف ہے، مگر دوسری معاف نہیں۔"
★ ...... (احمد۔ ترمذی، ابوداؤد۔ دارمی)

★ جُریر نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ: "غیر عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں"؟
فرمایا: "فوراً نگاہ پھیر لو، یا نیچی کر لو۔"
★ ...... (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی، احمد۔ ترمذی)

انعامِ خدا

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ: حدیثِ قدسی ہے کہ: "نظر ابلیسؑ کے زہریلے تیروں میں سے ایک
تیر ہے، جو شخص مجھ (خدا) سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا، اس کے بدلے میں اس کو ایسا
ایمان دوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"
★ ...... (طبرانی)

★ نگاہ بچالینے پر انعام

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس مسلمان کی

www.drhasanrizvi.com

نظر کسی عورت کے حسن پر پڑے، اور وہ نگاہ ہٹا لے تو خداوند کریم اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔" ★ (مسند احمد)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: "حجۃ الوداع کے موقع پر جناب رسولِ خدا کے چچا زاد بھائی فضل بن عباس نوجوان تھے مشعر الحرام سے واپسی پر حضورؐ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ راستے سے عورتیں گذریں تو ان کی طرف دیکھنے لگے، پس آپؐ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔"
★ ...... (ابو داؤد ۔ بخاری ۔ ترمذی)

★ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرے تو حتی الامکان اسے دیکھ کر اطمینان کرلے کہ آیا اس میں کوئی ایسی خوبی ہے جو اسے اس کی طرف راغب کرنے والی ہو۔"
★ ...... (احمد ۔ ابوداؤد)

★ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: "کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران پر نگاہ نہ ڈالو۔"
★ ...... (ابو داؤد ۔ ابنِ ماجہ)

★ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "اپنی ران کبھی نہ کھولو" حتیٰ کر تنہائی میں بھی ننگا رہنا ممنوع ہے۔ ★ (ابو داؤد ۔ ابنِ ماجہ)

★★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "خبردار! کبھی ننگے (برہنہ) نہ رہو، کیونکہ تمہارے ساتھ (دو فرشتے) وہ ہیں، جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے، سوا اس وقت کے جب تم رفع حاجت کو جاتے ہو یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو۔ لہٰذا ان سے شرم کرو اور ان کا احترام کرو۔ (ترمذی) نیز فرمایا کہ: "اللہ ان سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ (ابو داؤد ۔ ترمذی ۔ ابنِ ماجہ) نیز فرمایا کہ: "جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں ہے کہ منہ (چہرہ) اور ہاتھوں کے سوا جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔" (ابو داؤد ۔ ابنِ ماجہ)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى
جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ
اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ
لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ

(۳۱) اور حق کو دل سے ماننے والی ایماندار
مومنات سے بھی کہدیجئے کہ وہ بھی اپنی
نظریں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنے پوشیدہ
اعضاء کی حفاظت کیا کریں (یعنی
ناجائز جنسی عمل سے خود کو محفوظ رکھا کریں۔
اور اپنا بناؤ سنگھار (میک اپ) ظاہر نہ
کیا کریں، سوا اُس کے جو اوپر سے از خود ظاہر
ہو جائے، اور اپنی اوڑھنیوں کو لٹکا کر
اپنے سینے اور گریبان پر ڈالے رکھیں، اور اپنے
بناؤ سنگھار کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوا اپنے
شوہروں کے یا اپنے باپ داداؤں یا اپنے
شوہروں کے باپ داداؤں، یا اپنی اولاد کے
یا اپنے شوہروں کی اولاد کے، یا اپنے (سگے)
بھائیوں یا اپنے بھتیجوں بھانجوں، اپنی عورتوں
یا اپنے غلاموں یا اُن نوکر چاکر مردوں کے

www.drhasanrizvi.com

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ
لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ
زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ
جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾

جن میں جنسی خواہش ہی باقی نہیں ہی
ہے، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ
باتوں سے ابھی واقف ہی نہ ہوئے ہوں
(نیز یہ کہ عورتیں) اپنے پیر زمین پر زور سے
مارتی ہوئی نہ چلا کریں جس سے کہ جو بناؤ
سنگھار وہ چھپائے ہوئے ہیں، وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ اور اے ایماندارو!
تم سب مل کر اللہ کی طرف پوری طرح توجّہ کرتے ہوئے اُسی سے لَو لگاؤ،
شاید (اِس طرح) تم دین و دنیا کی بہتری اور بھرپور ابدی حقیقی کامیابی حاصل کرلو۔

★ زینت یا سنگھار سے مراد بھڑکدار لباس، سرمہ، انگوٹھی، ہاتھوں پیروں کی مہندی وغیرہ (اور آجکل کے اعتبار سے میک اپ، خود کریں یا پارلر میں کرائیں۔)

★ زینت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عام لوگوں کی زینت۔ (۲) محرموں کے لیے زینت۔ اور (۳) خداوندِ عالم کے لیے زینت۔ عام لوگوں کے لیے زینت کا تو اوپر ذکر ہو چکا ہے۔
محرموں کی زینت گلے کے ہار سے اوپر اور خلخال اور پازیب کے نیچے زینت کرنا ہے۔ بازوبند سے انگلیوں تک ہے۔ مگر شوہر کے لیے پورے جسم کی زینت جائز ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۲۵ بحوالہ تفسیر قمی)

★---------

★ پہلے کی آیتیں مردوں کے لیے تھیں۔ یہ آیتیں عورتوں کے لیے ہیں۔

"نظروں کو بچائے رکھنے" سے مراد یہ ہے کہ غیر مردوں پر غیر ضروری نگاہیں نہ ڈالیں، خاص طور پر

www.drhasanrizvi.com

جنسی جذبے سے ۔ غیر مردوں کے سامنے زینت کے مقامات یعنی سر و سینہ اور بھڑکدار لباس کی نمائش نہ کریں۔ ایسی چال نہ چلیں جس سے جھنکار پیدا ہو۔

قرآن کی رو سے جب عورتوں کے لیے یہ تک جائز نہیں کہ غیر مردوں کو اپنے پیروں (کے زیور پازیب، پائل) کی جھنکار سنوائیں تو بھلا نامحرم مردوں کی نگاہوں کی مرکز بننا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

★ ...... (فصل الخطاب)

★ عورتوں سے شریعت صرف اتنا مطالبہ نہیں کرتی جتنا مردوں سے کرتی ہے یعنی نظر بچانا اور شرمگاہ چھپانا بلکہ اس سے کچھ زیادہ مطالبہ کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرد اور عورتوں کا معاملہ اس سلسلے میں یکساں نہیں ہے۔ عورتوں کو اپنی زینت چھپانے کا اور سینوں پر اپنے آنچل ڈالے رہنے کا حکم ہے۔ زینت سے مراد خوبصورت کپڑے زیور، سرمہ اور ہاتھ پاؤں کی آرائشیں وغیرہ۔ اپنی ان آرائشوں کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صرف اُن چیزوں کے ظاہر ہو جانے کی اجازت ہے جو خود بخود ظاہر ہو جائیں۔ جیسے چادر کا ہوا سے اُڑ جانا، یا وہ چادر جو اوپر اوڑھی جاتی ہے۔ اس کا چھپانا ممکن نہیں۔ آیت کا یہی مطلب عبداللہ ابن مسعود، حسن بصری، ابن کثیر، ابراہیم نخعی نے بتایا ہے۔ (احکام القرآن جصاص)

دوپٹہ کیسا ہو؟

دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں مصر کی بنی ہوئی باریک ململ (قباطی) آئی، آپ نے اُس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر مجھے دیا اور فرمایا کہ اس میں سے ایک حصہ اپنے کُرتے کے لیے رکھ لینا باقی میں اپنی بیوی کا دوپٹہ بنانا اور اُس سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لے تاکہ جسم کی بناوٹ اندر سے نہ جھلکے۔" ★ ...... (ابوداؤد از کتاب اللباس)

میل جول کی عورتوں سے مراد

تمام قسم کی عورتیں ہیں۔ (امام رازی تفسیر کبیر)

★ ان سے مراد جانی پہچانی عورتیں ہیں چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ اجنبی عورتوں کو خارج کیا جائے یا مشتبہ عورتیں جن پر اعتماد نہ کیا جا سکے۔ نیک اطوار، باحیا عورتوں سے مسلمان عورتیں بے تکلفی سے مل سکتی ہیں۔ البتہ بے حیا، بد اطوار عورتوں سے ملنے کی ممانعت ہے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (۳۲) اور شادی کرو بے شوہر عورتوں، اور
وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ نیک چلن مردوں کی، اپنے غلاموں اور کنیزوں
وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ کا۔ اگر وہ غریب (نادار) ہوں گے تو
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اللہ اپنے فضل و کرم سے اُن کو غنی
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ دولت مند کر دے گا۔ (کیونکہ) اللہ بڑی
وسعت دینے والا بھی ہے اور سب کے معاشی اور دیگر تمام حالات کا خوب)
اچھی طرح سے جاننے والا بھی ہے۔

نکاح کرو اور مالدار ہو جاؤ

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "یہ خدا کے ساتھ بدگمانی ہے، اور خدا پر بے اعتمادی ہے کہ ہم غربت و ناداری کے خوف سے نکاح نہ کریں جبکہ خدا نے واضح طور پر وعدہ فرمایا ہے کہ اگر وہ نادار و فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل و کرم سے اُن کو دولت مند کر دے گا۔" (القرآن)
(تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کی مدد اللہ کے ذمہ ہے (۱) ایک وہ جو پاکدامن رہنے کے لیے نکاح کرے (۲) دوسرے وہ غلام جو مکاتب ہو (یعنی غلامی سے آزادی کے لیے) مال ادا کرنے کی نیت کرے۔ (۳) تیسرے وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے
(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

چار قسم کے لوگوں پر خدا نے لعنت کی ہے

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: خداوند عالم نے چار قسم کے لوگوں پر

www.drhasanrizvi.com

لعنت بھیجی ہے۔ اور فرشتوں نے آمین کہی ہے۔

(۱) وہ شخص جو کنوارہ رہنا پسند کرے، تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔ اور شادی نہ کرے۔

(۲) وہ مرد جو عورتوں کی سی شکل بناتا (اور اطوار اختیار کرتا) ہے حالانکہ خدا نے اُسے مرد پیدا کیا ہے۔

(۳) وہ عورت جو مردوں سے مشابہت پیدا کرے، حالانکہ خدا نے اُسے عورت پیدا کیا ہے۔

(۴) وہ جوان جو لوگوں کے ساتھ مسخرہ پن کر کے، لوگوں کو ستائے اور پریشان کرے۔ مثلاً کسی فقیر و مسکین سے کہے کہ اِدھر آؤ میں تمھیں کچھ رقم دوں گا، جب وہ لینے کے لیے آئے تو اُسے کچھ نہ دے، اور اُس کے ساتھ مذاق کرنے لگے۔ یا کسی آدمی کو غلط پتہ بتا دے، یا کسی نابینا سے کہے کہ خیال کرو آگے گڑھا یا خندق وغیرہ ہے، حالانکہ راستہ صاف ہو۔ وغیرہ وغیرہ ------ * (تفسیر انوار النجف)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص میری فطرت (عادت۔ طریقہ) کو پسند کرتا ہے، اُس کو چاہیئے کہ میری سنّت پر عمل کرے۔ اور نکاح کرنا بھی میری سنّت ہے۔ نکاح کرنے سے آنکھ میں حیاء رہتی ہے اور شرمگاہ میں عفت (پاکدامنی)۔ اور جس میں طاقت نہ ہو وہ روزے رکھتا رہے تاکہ حرامکار نہ بن سکے۔ * (تفسیر انوار النجف)

★ "تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو شادی نہ کریں۔ اگر بیٹا جوان ہو جائے اور باپ شادی نہ کرے اور بیٹے سے غلطی سرزد ہو جائے تو باپ بیٹا دونوں ذمّے دار ہیں۔" * (تفسیر انوار النجف)

★ اس آیت میں لفظ "اَیَامیٰ" استعمال ہوا ہے جس کے عام مفسرین نے بیوہ عورت کے معنی لیے ہیں حالانکہ لغت میں اس کا اطلاق تمام غیر شادی شدہ مردوں، اور عورتوں پر ہوتا ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ مجرّد مرد اور عورت ہے۔ (تفہیم القرآن)

★ ابو عبیدہ نے کہا کہ "اَیِّم" سے مراد غیر شادی شدہ مرد بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اس لفظ کا استعمال اکثر عورتوں کے لیے ہوتا ہے۔ * (فتح القدیر جلد ۴ ص۲۶، لغات القرآن نعمانی جلد ۵، تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۗ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

(۳۳) اور جو لوگ شادی نہ کر سکیں، تو اُن کو چاہیئے کہ پاکدامن رہیں، یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل و کرم سے مالدار کرے۔ اور جو تمھارے مملوکہ غلاموں اور کنیزوں میں سے (تمھیں) معاوضہ دے کر اپنی آزادی کا معاہدہ لکھنا چاہیں، تو اُن سے معاوضہ لے کر اُن کو آزاد کرنے کا معاہدہ لکھ لو۔ اگر تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ اُن کے اندر کسی طرح کی بھلائی ہے، تو اُن کو اُس مال میں سے بھی دو جو اللہ نے تمھیں دیا ہے۔ اور اپنی جوان کنیزوں کو، اگر وہ پاکدامن رہنا چاہیں، زناکاری پر مجبور نہ کرو، صرف اس لیے تاکہ تم کچھ دنیوی زندگی کا ساز و سامان حاصل کر لو، اور جو کوئی بھی اُن کو بدکاری پر مجبور کرے گا، تو اللہ اُن کو تو مجبور کیے

www.drhasanrizvi.com

جانے کے بعد بہت معاف کردینے والا اور (اُن پر) بے حد رحم کرنے والا ہے۔ (مگر مجبور کرنے والوں کی خوب اچھی طرح سے خبر لے گا۔)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

(۳۴) غرض ہم نے صاف صاف، کھلی کھلی نشانیاں، دلیلیں اور آیتیں تمہارے پاس اُتاری ہیں، اور اُن لوگوں کی عبرتناک مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کردیں جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور وہ نصیحتیں بھی کردی ہیں جو متّقین (یعنی) ابدی تباہی سے ڈرنے اور بچنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔

(آیت ۳۳)

"مکاتبت" یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو آقا اور غلام کے درمیان ہوتا ہے، یہ کہ اگر غلام اپنے آقا کو اس قدر رقم ادا کردے گا تو وہ آزاد ہوجائے گا۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "خیر" (یعنی) اچھائی یا بھلائی یا خوبی سے مراد یہ ہے کہ وہ غلام کلمۂ توحید کی گواہی دے اور اُس کے ہاتھ میں کوئی ایسا ہنر یا کام ہو جس سے وہ اپنی روزی کما سکے، اور اپنا مقرر شدہ مالِ (رقم) کتابت ادا کرسکے۔
آپؑ نے فرمایا کہ "رقم وصول کرنے کی جو قسطیں مقرّر کی جائیں اُن میں کمی کرنی چاہیئے نہ کہ زیادتی۔
(من لایحضرہ الفقیہ، بروایت کافی، تفسیر انوار النجف)

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اپنی جوان کنیزوں کو بدکاری وزناکاری پر مجبور نہ کرو۔"
اِس سلسلے میں مفسّرین نے لکھا کہ: عرب اور قریش جوان کنیزوں کو خرید خرید کر اُن پر بھاری

۴
ع ۱۰

www.drhasanrizvi.com

اُجرتیں مقرر کر دیا کرتے تھے، اور اُن سے کہتے تھے کہ جاؤ، خوب زناکاری کرو اور کما کما کر لاؤ۔
اللہ تعالیٰ نے ایسے بُرے کاموں سے منع فرما دیا۔
(تفسیر صافی ص۳۵۱ بحوالہ تفسیر قمی) ...... ★

★ حرام کاری اور زناکاری سے پرہیز کرنے کو "عِفّت" کہتے ہیں۔

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اگر وہ اپنے کو بُرائیوں اور بدکاریوں سے محفوظ رکھنا چاہتی ہیں" کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ مشروط ممانعت ہے، بلکہ اصولِ فقہ میں شرائط کی بحث میں واضح کیا جاتا ہے کہ یہاں پر شرط، اشتراط کی غرض سے نہیں، بلکہ کنیزوں کے مالکوں کے شرمناک طرزِ عمل کو شدّت سے بیان کرنا مقصود ہے، کہ عورتیں تو بدکاری سے بچنا چاہتی ہیں، مگر تم کیسے بدکار ہو کہ اُنھیں بدکاری پر مجبور کر رہے ہو۔ اگر وہ عورتیں بدکاری سے خود بچنا نہ چاہتی ہوتیں تو اُنھیں مجبور کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔
(فصل الخطاب) ...... ★

★ آخر میں خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا: "اللہ اُن کو مجبور کیے جانے کے بعد بہت معاف کر دینے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔"
اِس کا تعلق اُن بے چار لاچار عورتوں سے ہے جن کو بدکاری پر مجبور کیا گیا۔ ان الفاظ کا تعلق اُن ظالموں سے نہیں ہے، جو جوان عورتوں کو بدکاری پر مجبور کر کے دولت کماتے ہیں۔
(تفسیر مجمع البیان) ..... ★

★ تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ: "عبداللہ ابن ابی بکر کی چھ کنیزیں تھیں اور وہ اُن سے زنا کروا کے رقم کماتا تھا۔ جب زنا کی مذمت و حرمت کا حکم نازل ہوا تو وہ عورتیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکوہ کیا۔ پس یہ آیتِ مجیدہ نازل ہوئی۔
(تفسیر انوار النجف) ...... ★

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (۳۵) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور،

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ (۳۵)

روشنی یا اُجالا ہے، اُس کی روشنی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہو اور وہ چراغ شیشے کی ایک چمنی کے اندر ہو، اور اُس کا شیشہ ایسا ہو جیسے موتی کی طرح چمکتا دمکتا ہوا تارہ، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو، جو نہ مشرق کی طرف کا ہے، اور نہ مغرب کی طرف کا۔ کچھ دور نہیں کہ اُس کا تیل از خود بھڑک اُٹھے، چاہے آگ نے اُسے چھوا تک نہ ہو۔

(گویا) نور کے اوپر نور۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راستہ دکھاتا ہے، اور وہ لوگوں کو مثالیں دے دے کر بات سمجھاتا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۵ کی وضاحت

" نور " یعنی " روشنی " ہے جس کا کام چیزوں کو پہچنوانا ہوتا ہے ، اور راستہ دکھانا ہوتا ہے ۔ اس آیت میں " نور " کے یہی معنی ہیں ۔

★ اس آیت کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں ۔ مگر اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو " نور " لوگوں کی ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے وہ مثل اُس صاف و شفاف چراغ کے ہے جو دیوار کے طاق کے اندر شیشے پیچھے رکھا ہو ، جس کی روشنی موتیوں کی طرح چمکتے والے آسمانی ستارے کی مانند ہو ، جو زیتوں کے مبارک درخت کے تیل سے جلایا گیا ہو ، آگ نے اُسے چھوا تک نہ ہو ۔ جس پر شرقی یا غربی ہونے کے کوئی اثرات اثر انداز نہ ہوئے ہوں ۔

تاویل تفسیر اہلِ بیتؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

★ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ، " اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے " ۔ یعنی اُن کا خالق ہے (کیونکہ نور کا کام چیزوں کو ظاہر کرنا ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ اللہ نے تمام کائینات کو (عدم سے) ظاہر فرمایا ہے اس لیے وہ ساری کائینات کا خالق یا نور ہے) یعنی اِن کا موجد ہے ۔ اللہ کے اِس نور کی مثال شمعِ ہدایت ہے جو خدا نے مومن کے دل میں روشن فرمائی ہے ۔ مومن کا باطن طاق ہے ، اور مومن کا دل شیشہ ہے ، اور چراغ وہ نورِ ہدایت ہے جو اُس کے قلب کے شیشے سے چمک دمک رہا ہے ۔

اور مومن کا وجود ، وہ مبارک درخت ہے جس پر مشرق و مغرب (یعنی عیسائیت اور یہودیت یا دہریت وغیرہ) کے اثرات اثر انداز نہیں ہوتے ۔ کیوں کہ مومن صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہتا ہے

★ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمانا : " نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ " یعنی ایک فریضۂ الٰہی کے بعد وہ دوسرے ، تیسرے ، چوتھے فرائض اور سنتوں کو ادا کرتا چلا جاتا ہے ۔ (جس سے اُس کا نورِ ہدایت تیز سے تیز تر ہوتا چلا جاتا ہے) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے مقررہ فرائض اور سنتوں کی طرف ہدایت فرماتا ہے ۔ اور اللہ کا یہ ارشاد فرمانا کہ اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے " تو اللہ نے یہ مثال مومن کے لیے بیان فرمائی ہے ...... (تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

★ اِس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ :

★ نیکی کرنا۔ "نور" ہے ۔ مومن کا ایمان ۔ "نور" ہے۔
نیکی کو ترک کرنا۔ "ظلمات" ۔ اندھیرے ہیں۔

★ "نیکی و بدی" میں تمیز کرنا ۔ "نور" ہے۔

★ نیکی کی خاطر علم حاصل کرنا ۔ "نور" ہے۔
"نور" کے مقابلے پر "جہالت" اندھیرا ہے۔

★ اگر زبان سے بولے ہوئے کلمات حق اور ہدایت ہیں تو ۔ "نور" ہیں ورنہ اندھیرا ہیں۔

★ غرض نیکی ۔ نور ۔ ہے ۔ اور کیوں کہ انبیاءؑ اور اُن کے اوصیاءؑ نیک ہیں ۔ اور نیکی کی تعلیم دینے والے ہیں، اِس لیے سراسر نور ہیں ———— اور حضرت محمدؐ و آلِ محمدؑ نورِ کل ہیں۔ کیوں کہ وہ تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔
★ . . . . . . (تفسیر انوار النجف)

تاویلِ اہلِ بیتؑ

"نور" سے مراد "ذاتِ محمدؐ" ہے۔ آپؐ کا سینہ تمام حقیقی علوم کا خزانہ ہے۔ اِس لیے "مومن" وہ "طاق" ہے جس میں خدا کا "نور" چمک رہا ہے اور آپؐ کا دل یا آئینہ ہے۔ اور "شمع" "آپؐ کی رسالت اور نبوّت" ہے جس پر مشرق و مغرب (یعنی عیسائیت یہودیت (وغیرہ) کی شعاعیں اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔

★ اور جناب رسولِ خداؐ کی رسالت ایک شجرۂ مبارک ہے ۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ جیسے مبارک انسان کا شجرۂ نسب ہے۔ اور جناب محمد مصطفےٰؐ کا پاکیزہ نورانی کردار از خود ایک واضح ہدایت ہے اگر حضورؐ زبان سے خاموش ہی کیوں نہ ہوں ۔ آپؐ کا کردار، زیتون کے تیل کی طرح روشن ہے

www.drhasanrizvi.com

بغیر آگ دکھائے چمک دمک رہا ہے۔ جنابِ رسولِ خداؐ کے وجود میں سے تمام محاسن و کمالات نبوت پھوٹ پھوٹ کر دنیا کو منوّر کر رہے ہیں۔
*......(تفسیر مجمع البیان)

۵ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ÷ اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است ..... (اقبال)

یعنی: خود کو مصطفیٰؐ تک پہنچا دو کہ سارا دین و ایمان اُنہی سے ملتا ہے، اگر اُن تک نہ پہنچ سکو تو سب ابولہبی (کافری ہی کافری) ہے۔

★ حضرت ابوطالبؑ کے اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے کہ:

أَنْتَ الْأَمِيْنُ مُحَمَّدٌؐ ÷ قَرْمٌ أَغَرُّ مُسَوَّدُ

یعنی: اے محمدؐ! آپؐ امین ہیں۔ نورانی چہرے والے، بڑی عزت والے سردار ہیں۔

دیوانِ حضرت ابوطالبؑ میں "الامین" کی جگہ "النَّبِیُّ" ہے۔ ۶۲
*......(دیوانِ حضرت ابوطالبؑ اردو ترجمہ مولنا رضی جعفر صاحب)

تیسری تاویل یا تفسیر اہل بیتؑ

تفسیر بُرہان" میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک دن میں مسجدِ کوفہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اپنی انگشتِ مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔

میں نے عرض کی: حضور! آپؑ کیوں مسکرا رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: "مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جو اس آیت کو پڑھتے ہیں اور اس کے کمالِ معرفت سے بے بہرہ ہیں"۔

میں نے عرض کی، "وہ کونسی آیت ہے؟" تو آپؑ اسی آیتِ نور کی تلاوت فرمائی۔

پھر اس کی وضاحت اس طرح فرمائی۔

(اے جابر! سنو، اور یاد رکھنے کی کوشش کرو، لوگ تو نہ معلوم کیا کچھ کہتے ہیں)

www.drhasanrizvi.com

مِشْکٰوۃ ________ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں *

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ : زُجَاجَۃٍ ____ امام حسن و امام حسین علیہما السلام . . مراد ہیں

کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ ________ امام علی ابن الحسین علیہ السلام . . مراد ہیں

یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُبَارَکَۃٍ ____ امام محمد باقر علیہ السلام . . مراد ہیں

زَیْتُوْنَۃٍ ________ امام جعفر صادق علیہ السلام . . . مراد ہیں

لَا شَرْقِیَّۃٍ ________ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام . . . مراد ہیں

وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ________ امام علی رضا علیہ السلام . . . مراد ہیں

یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ ________ امام محمد تقی علیہ السلام . . . مراد ہیں

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ____ امام علی نقی علیہ السلام . . . . مراد ہیں

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ________ امام حسن عسکری علیہ السلام . . . مراد ہیں

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ____ امام قائم مھدی علیہ السلام . . . مراد ہیں

* یہاں فِیْھَا مِصْبَاحٌ کا ذکر نہیں ہوا (اقول غالباً فِیْھَا مِصْبَاحٌ کے مصداق امیرالمومنینؑ خود ہی ہوں، اور بوقتِ بیان آپؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا ہو، (راوی یا کاتب سے تسامح ہوگیا ہے۔)

پھر فرمایا: وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین میں رہنے والوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔" * . . . . (تفسیر صافی ص ۳۵۱)

www.drhasanrizvi.com

★ یاد رہے کہ نور اُس چیز کو کہتے ہیں جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔ یعنی: جو سیدھا راستہ دکھا سکے۔ اِسی لیے خداوندِ عالم رہنمائے حقیقی ہے، اوّلین معنی میں ہادیٔ اکبر ہے۔ مگر خدا کی ہدایات ہمیں نبیؐ، رسولؐ، قرآن اور امامؑ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں۔

★ اِسی لیے فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"خداوندِ عالم نے نور کی مثال ہمارے متعلق بیان فرمائی ہے۔ خدا کا یہ ارشاد فرمانا کہ: اُس کے نور کی مثال (مَثَلُ نُوْرِہٖ) مثال سے اوّلین) مراد جناب رسولِ خداؐ ہیں۔

مِشْکٰوۃ (یعنی) طاق سے مراد جناب رسولِ خداؐ کا سینہ ہے۔

مِصْبَاحٌ (یعنی) چراغ سے مراد جناب رسولِ خداؐ کا نور ہے، اُن کا علم نبوت ہے۔ اور اس چراغ کے شیشے کی چمنی کے اندر ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضورؐ کا علم حضرت امام علی علیہ السلام کے سینے میں ہے۔

★ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا: "جو نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف"۔ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام نہ یہودی ہیں، نہ نصرانی۔

★ اور خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "کچھ دور نہیں کہ اُس کا تیل آپ ہی آپ بھڑک اُٹھے"، مطلب یہ ہے کہ کثرتِ علم کی وجہ سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا علم قبل اِس کے کہ وہ کلام کریں، از خود دہنِ مبارک سے نکلنے کو بے تاب ہے۔

★ اور "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" (یعنی) روشنی کے اوپر روشنی، سے مراد یہ ہے کہ: ایک امامؑ کے بعد دوسرا امامؑ آتا رہے گا۔"

(تفسیر صافی صفحہ ۳۵۱ بحوالہ التوحید)

. . . . . . ★

★ "خدا ہر چیز کو خوب جانتا ہے"۔ یعنی خدا خوب جانتا ہے کہ کس حقیقت کو کس مثال سے سمجھائے۔

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

(۳۶) (خدا کی روشنی کے یہ چراغ) اُن گھروں میں پائے جاتے ہیں جن کے لیے اللہ نے یہ طے کر دیا ہے کہ وہ گھر بلند کیے جائیں (یا) اُن گھروں کا ادب کیا جائے، اور اُن گھروں میں اللہ کے نام کو یاد کیا جائے، اور اُن گھروں میں (ایسے لوگ) صبح و شام اللہ کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔

قابلِ تعظیم گھروں کا ذکر

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُن گھروں سے مراد انبیائے کرامؑ کے گھر ہیں، اور علیؑ کا گھر بھی اُنہی گھروں میں داخل ہے۔" (جس کو اُمت نے لکڑیوں کی آگ سے روشن کیا یا جلایا تھا)

...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۵۲ بحوالہ تفسیر قمی)

★ نیز اِن گھروں سے مراد مسجدیں بھی ہیں۔

★ غرض انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کے مکانات یقیناً وہ گھر ہیں جن کو بلند رکھنے کا حکم دیا گیا ہے

کیوں کہ جب یہ آیت اُتری تو کسی نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا مطلب دریافت کیا، تو فرمایا: "اِن گھروں سے مراد انبیاءؑ کے گھر ہیں۔"

حضرت ابوبکر کھڑے ہو گئے، اور حضرت امام علی علیہ السلام کے گھر کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا: اَھٰذَا الْبَیْتُ مِنْھَا۔ "کیا یہ گھر بھی اُنہی گھروں میں سے ہے۔؟"

www.drhasanrizvi.com

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نَعَمْ مِنْ اَفَاضِلِهَا"

" ہاں، بلکہ اُن کے بہترین "افضل (گھروں) میں سے ہے۔"

* . . . . . (تفسیر مجمع البیان)

★ علامہ طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ آیتِ تطہیر اس قول کی تائید کرتی ہے۔ کیوں کہ آیتِ تطہیر میں اہلِ بیتؑ یعنی گھر والوں کی تطہیر کا ذکر ہے۔ اور اللہ نے ان گھروں کی جس کی بلندی کا اذن دیا ہے۔ اِس بلندی سے مراد تعظیم اور ہر رجس سے پاکیزگی اور گناہوں کی ہر کثافت و میل سے طہارت و علیحدگی ہے۔ اور بعض علماء نے اس مقام پر رفع سے مراد یہ لیا ہے کہ ان کے گھروں میں جا کر اُن کے وسیلے سے اللہ کی طرف اپنی حاجات کو بلند کرو۔

* . . . . . (تفسیر انوار النجف)

★ تفسیر صافی اور برہان میں بروایت کافی منقول ہے کہ ایک دفعہ قتادہ (جو عالمِ اسلام کے عظیم محدث اور عالم تھے) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "فرزندِ رسولؐ! " میں بہت سے فقہاء کے سامنے بیٹھتا رہا ہوں لیکن مجھے کبھی کسی عالم و فقیہ کے سامنے اتنی گھبراہٹ محسوس نہیں ہوئی جس طرح آپؑ کے سامنے بیٹھنے سے مجھے گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے۔"

فرزندِ رسولِ خدا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "(اے قتادہ!) تمہیں معلوم نہیں کہ تم اِس وقت کہاں بیٹھے ہو؟ تم اِس وقت اُن گھروں (بیوت) میں بیٹھے ہو جن کی تعظیم و اجلال کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ہم اُن کے مصداق ہیں۔"

قتادہ نے فوراً عرض کی: "واقعی، آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ بخدا میں آپؑ پر قربان جاؤں، وہاں گارے اور پتھروں کے گھر مراد نہیں ہیں۔" (تفسیر انوار النجف)

★ اور خدا کا فرمانا کہ "اللہ نے طے کر لیا ہے کہ وہ گھر بلند کیے جائیں"۔ یعنی حقیقی روحانی معنوی طور پر اُن گھروں کا مرتبہ بلند کیا جائے۔ * . . . (امام راغب۔ مفردات القرآن)

www.drhasanrizvi.com

۳۱۰۸

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

(۳۷) جن لوگوں کو تجارت اور خرید فروخت، اللہ کی یاد سے، اور نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کر دیتی (کیوں کہ) وہ لوگ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ جائیں گی۔

لوگوں کو تجارت نماز سے غافل نہیں کرتی

ایک دفعہ دحیہ کلبی شام سے تجارتی مال لایا اور مدینے سے باہر ڈیرہ جمالیا، پھر لوگوں کو اطلاع دینے کے لیے ڈھول وطبلے بجائے۔ جمعہ کا دن تھا، نمازی اپنی نماز خطبہ کو چھوڑ کر وہاں جا پہنچے، صرف حضرت علیؑ، امام حسنؑ و حسینؑ، سلمانؓ و ابوذرؓ، مقدادؓ و صہیب اور عورتوں میں جناب فاطمہؑ کے علاوہ سب چلے گئے۔ حضورؐ نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے میری مسجد پر نظر رحمت فرمائی اگر یہ آٹھ آدمی نہ ہوتے تو قوم لوطؑ کی طرح پورے شہر پر عذاب آتا۔ پس ان آٹھ آدمیوں کے حق میں یہ آیت اُتری رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ ... الخ

★ ..... (تفسیر برہان بروایت ابن شہر آشوب، تفسیر انوار النجف)

★ فرزند رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس آیت میں اُن لوگوں کی تعریف کی گئی ہے کہ: جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ لوگ اپنی تجارت خرید وفروخت کو چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔" (نماز سے غافل نہیں ہوتے) (تفسیر تبیان، جصاص)

www.drhasanrizvi.com

★ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو حقوق النفس اور حقوق النّاس کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کو بھی ہر وقت ادا کرتے رہتے ہیں۔

★ ..... (تفسیر ماجدی)

★ اِس آیت میں اُن صفات کی تشریح کی جارہی ہے جو اللہ کے نورِ مطلق کا ادراک کرنے، اُس تک پہنچنے اور اُس کے فیضِ خاص کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ کی بانٹ اندھی بانٹ نہیں ہوتی کہ جسے چاہا دیا اور جسے چاہا دھتکار دیا۔ وہ جسے دیتا ہے کچھ دیکھ کر دیتا ہے۔ معرفتِ حق کی نعمت اُسی کو دیتا ہے جس کے دل میں حق کی طلب اور حق کی محبت ہوتی ہے۔ جو خدا کے انعام کا طالب اور اُس کی سزا سے بچنا چاہتا ہے، دنیا کی ساری مصروفیتوں کے بعد بھی اُس کے دل میں خدا کی یاد شمع کی طرح لَو دیتی رہتی ہے۔ وہ پستیوں سے بلندیوں کی طرف جانا چاہتا ہے، اور بلند راستوں پر چڑھنے کی عملاً کوششیں بھی کرتا ہے۔ وہ اُس راستے پر چلنے کی کوشش کرتا رہتا ہے جو اُس کے مالک نے اُسے بتایا ہے۔ وہ صرف چند روزہ زندگی کے فائدوں ہی کا طلب گار نہیں ہوتا، بلکہ اُس کی نگاہ آخرت کی ابدی زندگی اور قُربِ الٰہی پر جمی ہوئی ہے۔ بس یہ دیکھ کر خدا کے ہاں فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ اِس آدمی کو اللہ کے نور سے فیض اُٹھانے کی صلاحیت بخشی جائے۔ پھر جب خدا دینے پر آتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ لینے والے کا دامن تنگ ہو جاتا ہے۔

★ ..... (تفہیم القرآن)

تجارت کی فضیلت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی سے ایک تاجر کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے عرض کی: وہ ٹھیک ہے مگر اُس نے تجارت کرنی چھوڑ دی ہے۔

امام علیہ السلام نے یہ سن کر تین بار فرمایا "عمل الشیطان" "یہ شیطانی کام کیا یا شیطان کامیاب ہوا۔" کیا اُسے معلوم نہیں تھا حضور اکرم تجارت کرتے اور نفع کما کر اپنے قرضے ادا کرتے تھے اور رشتہ داروں کی مدد کرتے تھے۔ خدا نے ایسے تاجروں کی اِس آیت میں تعریف کی ہے۔ ایسے تاجر اُن لوگوں سے افضل ہیں جو تجارت چھوڑ کر صرف نماز پڑھتے ہیں۔ تجارت نماز سے نہیں روکتی۔

..... (تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

(۳۸) تاکہ اللہ انھیں (بہترین) معاوضہ دے (اُن کے) بہترین کاموں کا جو انھوں نے کیے، اور انھیں اپنے فضل وکرم سے اور زیادہ عطا کرے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حد و بے حساب دیتا ہے

اللہ بے حد و بے حساب عطا فرماتا ہے

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِس آیت میں اُن لوگوں کی تعریف کی گئی ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ لوگ اپنی تجارت اور خرید و فروخت کو چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔"

۔۔۔۔۔ (تفسیر تبیان ۔ جصّاص)

★ "لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ" لام کا متعلق محذوف ہے۔ یعنی، وہ لوگ جو اِس قسم کے اعمالِ حسنہ اِس لیے بجالاتے ہیں 'تاکہ اُن کو اللہ اُن کے حُسنِ عمل کی جزا دے' اور اپنے فضل وکرم زیادہ انعام و اکرام سے اُن پر نوازش کرے۔ پس ایسے لوگ دنیا اور دین دونوں کے لحاظ سے نفع مند ہوں گے۔ کیوں کہ اللہ اُن کو رزق بھی بے حساب دیتا ہے اور آخرت کی بازی بھی وہ جیت جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ تجارت یا دیگر نفسی خواہشات کی بنا پر عبادات کو چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنے مقدّر کے رزق سے تو بڑھ نہیں سکتے لیکن آخرت کو سرے سے برباد کر بیٹھتے ہیں۔

۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ (۳۹) اور (اس کے برعکس) جن لوگوں نے
كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ ابدی حقیقتوں یا خدا اور رسولؐ کے ماننے
الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا سے انکار کیا، اُن کے کاموں کی مثال
جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔـا وَّ ایسی ہے جیسے بے پانی کے صحرا میں
وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ سراب ہو، کہ پیاسا تو اُسے پانی سمجھے
حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ۙ ہوئے تھا، مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ
بھی نہ پایا۔ بس اللہ کو اپنے پاس موجود پایا۔ پس اللہ نے اُس کا پورا پورا
حساب (وہیں) چکا دیا اور اللہ بڑی تیزی کے ساتھ حساب لینے والا ہے۔

شانِ نزول

یہ آیت عتبہ بن ربیعہ بن اُمیّہ کے بارے میں نازل ہوئی، جو زمانۂ جاہلیت میں بڑی عبادت کیا کرتا تھا اور دینِ حق کا طلبگار بھی تھا۔ مگر جب اسلام آیا تو کافر ہو گیا۔

(تفسیر صافی ص۳۵۲)

★ یہ مثال اُن کافرین و منکرینِ حق کی ہے جو اپنے باطل مذہب پر قائم رہتے ہوئے اپنے خیال میں عمر بھر اعمالِ صالح بجا لاتے رہتے ہیں اور آخرت کے لیے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ خدا اُن سے خوش ہوگا اُن کے یہ اعمال سراب کی طرح ہیں۔ ایسے لوگ آخرت میں سخت مایوسی اور ناکامی کا سامنا کریں گے۔

★ "اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ" سراب اور آل میں یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ: سراب: سفید چٹیل میدان یا ریگ زارِ صحرا" کی اُس چمک کا نام ہے جو دوپہر یا اُس کے بعد دھوپ پڑنے سے اُس میں پیدا ہو، کہ دور سے آنے والے آدمی کو پانی دکھائی دے۔ حتّٰی کہ اِرد گرد کے درختوں کے سائے بھی اُس میں

www.drhasanrizvi.com

نظر آئیں۔ اور "آل" اُس چمک کا نام ہے جو زمین سے اوپر کی فضا میں پانی کا ایک دریا دکھائی دے۔ اور یہ تقریباً دوپہر سے قبل ہوا کرتی ہے۔ اور بعض استعمالات میں میدانی و ریگستانی صحرائی چمک جو آب نما ہو، اُس پر سراب کا اطلاق ہوا ہے۔ اور دامنِ کوہ میں سنگریزہ زار سنگلاخ زمین کی آب نما چمک کو آل کہا گیا ہے۔ اور یہ دونوں لفظیں ایک دوسرے کے متبادل بھی استعمال ہوتی ہیں۔

بہرکیف آیتِ مجیدہ میں کفار کے اعمال کو سراب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور اگلی آیت میں اُن کو ظلمات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ اس لیے کہ وہ اعمال جن کو وہ نیک اعمال سمجھتے تھے روزِ محشر وہ اُن کی جزاء کے خواہشمند ہوں گے، اور پیاسے انسان کی طرح اُن کی طرف دوڑیں گے لیکن نتیجے میں سراب کی طرح اُن کی جزاء کچھ نہ پائیں گے کیوں کہ وہ حبط ہو چکے ہوں گے۔ یعنی کسی خاص خامی کی وجہ سے قابلِ جزاء نہ ہوں گے جس طرح انسان یہاں سراب کے قریب پہنچ کر پانی سے مایوس پلٹتا ہے، اسی طرح کافر بھی مایوس ہوگا اور جب اللہ سے اُن اعمال کی جزاء طلب کرے گا تو اُس کی نیکیاں سراب کی طرح کچھ نہ ہوں گی۔ پس جہنم رسید ہوگا۔ اور کافر کے وہ اعمال جو اُس کی نظر میں بداعمال تھے وہ روزِ محشر گھٹاٹوپ تاریکیوں کی مثل پائے گا۔

★ تفسیر صافی و برہان میں بروایت کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کی تاویل آلِ محمدؐ کے دشمنوں کے حق میں ہے۔ جس طرح اس سے پہلی آیت آلِ محمدؐ کے محبوں کے حق میں ہے

سراب کا لطیفہ

تفسیر برہان میں ابنِ شہر آشوب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شاہِ روم نے معاویہ کی طرف چند مسائل دریافت کے لیے بھیجے، اُن میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ "لا شیٔ" کسے کہتے ہیں؟ معاویہ حیران تھا عمرو ابنِ عاص نے مشورہ دیا کہ ایک عمدہ گھوڑا فروخت کے لیے علیؑ کے پاس بھیج دو۔ جب وہ قیمت دریافت کریں تو کہا جائے کہ اس کی قیمت "لا شیٔ" ہے۔ پس مسئلہ حل ہو جائے گا۔ چنانچہ غلام کے ذریعہ گھوڑا بھیجا گیا۔ غلام نے آپؑ کو اس کی قیمت لا شیٔ بتائی۔ آپؑ نے قنبر سے فرمایا۔ اس سے گھوڑا خرید لو۔ جب اُس نے قیمت مانگی تو آپؑ اُسے بیابان کی طرف لے گئے اور سراب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تیرے گھوڑے کی قیمت ہے، کیونکہ قرآن میں سراب کو لا شیٔ قرار دیا ہے۔

(تفسیر انوار النجف) ★ ۰۰۰۰۰

www.drhasanrizvi.com

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ (۴۰)	یا پھر اُس کی مثال ایسی ہے جیسے
یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ	ایک گہرے سمندر میں اندھیرے (ہی
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ	اندھیرے ہوں) پھر اُس کے اوپر لہر پر لہر
ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ	موج پر موج آ آ کر چھائے جا رہی ہو۔
بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ	پھر اُس کے اوپر (کالا) بادل بھی ہو۔
لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ	(غرض اس طرح) اندھیروں پر اندھیرے
یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا	چھائے ہوئے ہوں (ایسے اندھیرے کہ
لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠ (۴۰)	جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو وہ اپنے

ع ۱۱

ہاتھ کو بھی نہ دیکھ سکے۔ (غرض) جسے اللہ ہی ہدایت کی روشنی نہ بخشے اُس کے لیے کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

★ اِس مثال میں تمام کفار و منافقین کی حالت بیان کی گئی ہے جن میں نمائشی نیکیاں کرنے والے بھی شامل ہیں۔ اُن کو بتایا جا رہا ہے کہ وہ کامل جہالت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ خواہ دنیا والے اُن کو علامۂ دہر اور استاذ الاساتذہ ہی کیوں نہ کہتے ہوں۔ اُن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو اندھیروں میں پھنسا ہوا ہو اور روشنی کی ایک کرن بھی اُس تک نہ پہنچ رہی ہو۔ وہ احمق سمجھتے ہیں کہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، آواز سے تیز رفتار طیارے اور چاند تک پہنچنے والی گاڑیاں بنانا اصل علم ہے یا فلسفۂ معاشیات اور طبعی علوم اصل علم ہیں جبکہ حقیقی علم کی اُن کو ہوا تک نہیں لگی ہے۔ اس حقیقی علم کے اعتبار سے یہ ابوجہل کے بھی باپ ہیں۔ کیونکہ جب اللہ کا نور وہ نہ پاسکے گا تو وہ کامل اندھیروں میں ہی رہے گا۔ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ (۴۱) کیا تم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ وہ جو
مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ آسمانوں اور زمین میں ہیں، وہ سب اللہ
وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ پرندے بھی
قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ صف باندھے، پر پھیلائے اللہ کی تسبیح
وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا
طریقہ خوب جانتا ہے۔ یہ سب جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اُسے خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

★ ہر قسم کی موجودات اپنے مرتبۂ وجود کے مطابق خدا کی تسبیح و تعریف کرتی ہیں۔ زبانِ حال سے بھی اور زبانِ بے زبانی سے بھی۔ کیوں کہ ہر موجود خدا کی تخلیق ہے اِس لیے لائقِ پرستش نہیں بن سکتا۔ پرندہ پرستی جاہل قوموں کا دستور رہا ہے۔ باز، عقاب، طوطا، نیل کنٹھ، ہنس، شکرہ اور کتنے پرندے ہیں جو خوب خوب پوجے جاچکے ہیں۔ یہ تعلیم ان تمام احمق فلسفوں کی رد ہے۔ ★ ... (تفسیر ماجدی)

★ "پر پھیلائے" یا "پر کھولے" کے الفاظ سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ (فطری طور پر) ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ہے، اور باجماعت پڑھنا ہے۔ ★ ... (فصل الخطاب)

لفظ "صلوٰۃ" کا استعمال ★ جب اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو اُس کے معنی اللہ کی طرف سے رحمتوں کا نازل ہونا ہوتا ہے۔ ★ جب یہ لفظ ملائکہ کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ ★ جب یہی لفظ صلوٰۃ مومنین کے لیے استعمال ہو تو اِس کے معنی طلبِ رحمت کی دعا مانگنا ہوتا ہے۔ اور ★ جب یہ لفظ کیڑوں مکوڑوں، پرندوں کے لیے استعمال ہو تو اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں زبانِ حال اور زبانِ قال سے خدا کی شانِ کبریائی اور پاکیزگی کا اظہار کرتی ہیں۔
(مفردات امام راغب - لغات نعمانی)

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾

(۴۲) اور کیوں کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت (صرف) اللہ ہی کے لیے ہے اور (سب کے سب کو) اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

(۴۳) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اُس کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے، پھر اُسے سمیٹ کر تہ بہ تہ کر کے اُنھیں گہرے اور گھنے بادل بنا دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ بڑی بڑی بوندیں اُس کے اندر سے نکلتی ہیں۔ پھر خدا اُس بادل کو پہاڑوں کی بلندی سے نیچے اُتارتا ہے جس میں اُولے ہوتے ہیں۔ پھر اُن اولوں کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اُن اولوں سے بچالیتا ہے۔ نزدیک ہے کہ اُس بادل کی بجلی کی چمک نگاہوں کی طاقت ہی کو ختم کر کے رکھ دے۔

آیت ۴۳ : فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.drhasanrizvi.com

نے ارشاد فرمایا: ”خداوندِ عالم نے بادلوں کو برسات کی چھلنیاں بنایا ہے۔ کیوں کہ بادل اولوں کو پگھلا کر پانی بنا دیتے ہیں، تاکہ جس تک یہ پانی پہنچے اُس کو نقصان نہ ہو۔ اب رہے اولے اور بجلی، تو یہ ایک طرح کا عذاب بھی بن جاتے ہیں جس کے ذریعے سے خدا اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے تکلیف پہنچاتا ہے۔“

★ نیز ارشاد فرمایا: ”اولے مت کھاؤ اِس لیے کہ خداوندِ عالم نے اِن کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ“ (پس اُن اولوں کو جس پر چاہتا ہے گرا کر ہلاک کرتا ہے۔“)

★ . . . . . . (تفسیرِ صافی ص۳۵۳ بحوالہ کافی)

★ غرض خداوندِ عالم اپنی مشیّتِ تکوینی کے عجائب و غرائب ہر لحظہ اور ہر آن دکھاتا ہی رہتا ہے دیکھنے کے لیے چشمِ بینا چاہیئے۔ (تفسیر ماجدی)

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب ∴ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں۔ (اقبال)

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا ∴ جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے (انیس)

★ پہاڑوں کا لفظ عربی محاورے میں کثرت اور عظمت کے لیے بھی آتا ہے۔ (بحر)

★ جیسے اُردو میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس سونے کا پہاڑ ہے۔ . . . . (مؤلف)

★ غرض اِس سے مراد سردی سے جمے ہوئے بادل بھی ہو سکتے ہیں جس کو مجازاً آسمانوں کے پہاڑ کہا گیا ہے۔ اور زمین کے پہاڑ بھی مراد لیے جا سکتے ہیں جو آسمانوں میں بلند ہیں جن کی چوٹیاں اتنی سرد ہیں کہ وہاں کے بادل جمنے لگتے ہیں اور بارش اولوں کی شکل میں ہوتی ہے (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ (۴۴) وہی خدا رات اور دن کو پلٹے
إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً کھلاتا ہے۔ حقیقتاً اِس میں آنکھ
لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ کھولنے کا سامان اور سبق ہے، نگاہ رکھنے
والوں کے لیے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن (۴۵) اور اللہ نے ہر جاندار، ہر چلنے پھرنے
مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي والی کو ایک ہی طرح کے پانی سے پیدا
عَلٰى بَطْنِهِ ۖ وَمِنْهُم مَّن کیا ہے (مگر اس کے باوجود) کوئی تو اُن
يَمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ میں سے پیٹ کے بل چل رہا ہے، اور
مِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلٰى دُو پیروں پر، اور کوئی اُن میں سے چار
أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ۚ پیروں پر چلتا ہے۔ غرض اللہ جو چاہتا ہے
إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ پیدا کرتا ہے۔ حقیقتاً اللہ ہر چیز
قَدِيرٌ ﴿۴۵﴾ پر قادر ہے۔

آیت ۴۵ : اِس آیت کا عام مطلب یہی سمجھا گیا ہے کہ آغازِ تخلیق پانی سے ہوا۔

(۲) نیز یہ معنی بھی لیے گئے ہیں کہ: بقائے حیات بھی پانی ہی سے وابستہ ہے۔

(۳) لیکن یہاں پانی کا لفظ بطورِ جنس آیا ہے۔ اِس لیے بعض مفسرین نے پانی سے یہاں مراد "پانیوں" لیا ہے۔ (۴) بعض مفسرین نے پانی سے یہاں مراد نطفہ لیا جو ہر فرد کا الگ الگ ہوتا ہے

٭ ...... (تفسیر علی ابنِ ابراہیم) ٭ ...... (تفسیر تبیان ۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

عظمتِ پروردگار، خلّاقِ دو جہاں

فرشتوں کی خلقت :-

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں خالقِ دو جہاں، پروردگار کون و مکان، مالکِ عرشِ علا، کی عظمت تخلیق کے چند نمونے بیان فرمائے ہیں۔

★ فرشتوں کی خلقت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "اللہ جلّ شانہٗ کے فرشتوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ: پوری زمین پر وہ نہ سما سکیں گے۔ اور جن و انس اُس کی حدود کا احاطہ کر سکیں اور اُس کی حمد و ثنا کا حق ادا کر سکیں گے اور نہ اُس کے فرشتوں کے پورے جسم کی تعریف کر سکیں گے جبکہ ★بعض فرشتے کے کندھے اور کان کا درمیانی فاصلہ سات سو برس کی راہ ہو★۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جن کا صرف ایک پر آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو پُر کر دے گا۔★ اور بعض ایسے ہیں کہ اگر سیدھے کھڑے ہوں تو سارے آسمان اُس کی کمر کے نیچے رہ جائیں گے۔

★ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کے قدم تحت الثریٰ پر ہیں اور زمین کی موٹائی اُس کے گھٹنوں سے زیادہ نہیں بڑھ سکتی۔ ★ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ اُن کے انگوٹھے کے ناخن پر پوری دُنیا کا پانی ٹھہر سکتا ہے۔

اور بعض ایسے ہیں کہ★ جن کے آنسوؤں کے پانی میں پوری دنیا کے جہاز ہمیشہ ہمیشہ چلتے رہیں تو اُس کا کنارہ نہ پا سکیں گے۔

۱۲ حجاب ہائے قدرت

پھر آپؑ نے عظمت و کثرتِ حجاب کو بیان فرمایا کہ ہر ایک کی موٹائی پانچسو سال کی مسافت اور ہر دو حجابوں کا درمیانی فاصلہ پانچسو برس کا سفر ہے۔

۹ سُرادِق

پھر آپؑ نے نو سُرادقات کا ذکر فرمایا: مثلاً سُرادقِ جلال، سُرادقِ عزۃ، سُرادقِ کبریاء، سُرادقِ عظمت، سُرادقِ قدس، سُرادقِ جبروت، سُرادقِ فخر، سُرادقِ نورِ ابیض، اور آخر میں سُرادقِ وحدانیت۔ ان کی موٹائی اور ہر دو کا درمیانی فاصلہ پانچسو برس کی مسافت سے کم نہیں۔ الخ ★

بارہ حجاب اور جنابِ رسولِ خداؐ کی تربیت

آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ خداوندِ عالم نے جب نورِ مقدسِ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کیا تو بارہ حجابوں میں آپؐ کے نور کو رکھا۔

★ (انوار النعمانیہ - تفسیر [illegible])

www.drhasanrizvi.com

(۱) آنحضرتؐ کے نورِ مقدس کو بارہ ہزار سال حجابِ قدرت میں رکھا، وہاں نور یہ تسبیح پڑھتا رہا۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهِ

(۲) پھر گیارہ ہزار سال حجابِ عظمت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھتا رہا۔

سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ وَالْخَفِيَّاتِ

(۳) پھر دس ہزار سال حجابِ منّت میں رکھا، وہ یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَلْهُو

(۴) پھر نو ہزار سال حجابِ رحمت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ الرَّفِيعِ الْأَعْلَىٰ

(۵) پھر آٹھ ہزار سال حجابِ سعادت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا يَسْهُو

(۶) پھر سات ہزار سال حجابِ کرامت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ

(۷) پھر چھ ہزار سال حجابِ منزلت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ الْعَلِيمِ الْكَرِيمِ

(۸) پھر پانچ ہزار سال حجابِ ہدایت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

(۹) پھر چار ہزار سال حجابِ نبوت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

www.drhasanrizvi.com

(۱۰) پھر تین ہزار سال حجابِ رفعت میں رکھا، وہاں نورِ محمدیؐ یہ تسبیح پڑھتا رہا:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

(۱۱) پھر دو ہزار سال حجابِ ہیبت میں رکھا، وہاں یہ تسبیح پڑھتا رہا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

(۱۲) پھر ایک ہزار سال تک حجابِ شفاعت میں رکھا، وہاں نورِ محمدیؐ نے یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ ۶۸۳

(از روح الحیات ترجمہ عین الحیوۃ علامہ مجلسیؒ)

پرندوں میں زمینی مخلوق "مور" ہے

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ: اللہ کی عظمت پر تنظر غور کرو کہ اُس نے سب پرندوں سے زیادہ عجیب الخلقت مور کو پیدا کیا، جس کے اعضاء کو کیسا موزوں بنایا، اُس کے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا، اُس کے پروں کی جڑوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا، دُم ایسی جو دور تک کھنچتی چلی جاتی ہے جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے تو اپنی لپیٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے کہ اُس کے سر پر سایہ فگن ہو کر پھیل جاتی ہے گویا وہ مقامِ دارین کی اُس کشتی کا بادبان ہے جسے اُس کا ملاح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو۔ وہ اُس کے رنگوں پر اتراتا ہے، اور جھومنے لگتا ہے مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور اپنی مادہ کو حاملہ کرنے کے لیے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ الخ (ملخص از نہج البلاغہ)

کوے کے بارے میں فرمایا، کوے کو دیکھو جو اپنی مادہ کو (لوٹے سے دانا پانی) بھر کر انڈوں پر لاتا ہے

چمگادڑ کے بارے میں فرمایا: اللہ کی مخلوقات میں چمگادڑ میں گہری مصلحتیں ہیں، جن آنکھوں کو دن کا اُجالا سکیڑ دیتا ہے (حالانکہ وہ تمام آنکھوں میں روشنی پھیلانے والا ہے) اور اندھیرا اُن کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے۔ الخ

(ملخص از نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۴۶)

(۴۶) یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے صاف اور واضح طور پر حقیقتوں پر سے پردہ اُٹھانے والی آیتیں اُتار دی ہیں۔ آگے اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (۴۷)

(۴۷) اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ اور رسولؐ کو دل سے مان لیا اور ہم نے اطاعت قبول کی۔ مگر اس کے بعد اُن میں کا ایک گروہ (اطاعت سے) منھ موڑ لیتا ہے۔ ایسے لوگ مومن نہیں ہوتے

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۴۸)

(۴۸) اور جب بھی انھیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسولؐ اُن کے آپس کے مقدمات کا فیصلہ کردیں تو اچانک اُن میں کا ایک فریق کترا کر الگ ہو جاتا ہے

شانِ نزولِ آیت ۴۸

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

www.drhasanrizvi.com

آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عثمان کے بارے میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا۔ اِن کا آپس میں ایک باغ کے متعلق تنازعہ ہوا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس معاملے کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو فیصلہ آنحضرتؐ فرمائیں اُسی پر ہم دونوں کو رضامند ہوجانا چاہیئے۔

لیکن عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان سے کہا کہ جناب رسالت مآبؐ کی طرف اگر مقدمہ جائے گا تو یقیناً حضرت علیؑ کے حق میں فیصلہ ہوگا۔

لہٰذا یہ مقدمہ ابنِ شیبہ یہودی کے پاس لے جاؤ۔

چنانچہ حضرت عثمان اسی بات پر ڈٹ گئے۔ پس ابنِ شیبہ یہودی کے پاس گئے تو اُس نے کہا "تم کیسے لوگ ہو کہ اپنے رسولؐ پر آسمانی وحی کے بارے میں یقین رکھتے ہو لیکن اُن فیصلوں پر تمہارا کوئی اعتماد نہیں ہے۔ پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔" (تفسیر انوار النجف)

★ تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی شانِ نزول اِس طرح منقول ہے کہ۔

"حضرت عثمان نے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے کچھ زمین خریدی۔ جھگڑا اِس بات پر ہوگیا کہ زمین میں پتھر اور روڑے نکلے تو حضرت عثمان نے اُس زمین کو عیب دار قرار دے کر سودے کو باطل کرنا چاہا' اور حضرت علی علیہ السلام سے اُس زمین کے واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اِس بارے میں جو فیصلہ جناب رسالت مآبؐ فرمادیں ہم دونوں کو بسروچشم منظور کرلینا چاہیئے۔" لیکن حکم بن عاص نے اُن کو مشورہ دیا کہ اگر یہ مقدمہ حضرت رسولِ خداؐ کے پاس جائے گا تو فیصلہ حضرت علیؑ کے حق میں ہوگا۔ پس یہ آیت اُتری۔

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ رسولِ خداؐ کا ہر فیصلہ اللہ کا فیصلہ اور حکم ہے۔ رسولؐ کی طرف جانا اللہ کی طرف جانا ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے بغیر ایمان کا دعویٰ بے معنی ہے۔ اور خدا کی اطاعت کے معنی خدا کے قانوں پر عمل کرنا ہے' اِس اطاعت کے بغیر ایمان کا دعویٰ منافقانہ دعویٰ ہے۔

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ (۴۹) لیکن اگر حق اُن کی موافقت میں
يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ہوتا ہے تو وہ رسولؐ کے پاس سر جھکائے
اطاعت گذار بنے ہوئے چلے آتے ہیں۔

اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ (۵۰) کیا اُن کے دلوں میں (نفاق کی)
ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ بیماری ہے؟ یا وہ شک میں پڑے ہوئے
يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ط ہیں؟ یا وہ اِس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ
بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اور اُس کا رسولؐ اُن پر ظلم اور زیادتی
کرے گا؟ نہیں، بلکہ (درحقیقت) یہی لوگ تو خود ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں۔

آیت ۴۹: یعنی، جب اُن کا حق کسی اور کے ذمّے نکلتا ہے، اور یہ خود مظلوم ہوتے ہیں تو روتے، گڑگڑاتے رسولؐ کی خدمت میں آجاتے ہیں، اطمینان پر، کہ رسولؐ کے پاس حق اور عدل ضرور ملے گا۔ مگر جب خود کسی کا حق مارتے ہیں تو رسولؐ کے پاس بلانے پر بھی نہیں آتے۔
* ----- (تفسیر ماجدی)

محققین نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ جو شخص شریعت کے اُن احکام کو تو لپک کر قبول کرلے جو اُس فائدے کے ہیں، اور اُن قوانین کو نہ مانے جو اُس کی خواہشات کے خلاف ہوں، اُس کا ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے وہ خدا اور رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتا۔ اُس کا خدا اُس کی خواہشات ہیں۔ +.... (تفہیم القرآن)

آیت ۵۰: ایمان میں خلوص کی علامت

ایمان میں خلوص کی نشانی یہ ہے کہ انسان بے لوث، بغیر کسی مادّی ذاتی فائدے کے دوسروں کو فائدے پہنچائے تو نیک کام کرے

www.drhasanrizvi.com

مگر جب نیک کاموں میں خود غرضی یا خود نمائی داخل ہوجاتی ہے تو اس کے معنی یہ ہوجاتے ہیں کہ ایمان دل میں جاکر نہیں بیٹھا۔ اسی لیے منافقین صرف اُس وقت رسولِ خداؐ کو اپنا حاکم اور قاضی بناتے ہیں جب اُن کو یقین ہوتا ہے کہ وہ مظلوم ہیں، اور فیصلہ اُن ہی کے حق میں ہوگا۔ اگر انھیں یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ خود ظالم ہیں اور فیصلہ اُن کے حق میں نہ ہوگا تو وہ رسولؐ سے منحرف ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح آج کے منافقین کا حال یہ ہے کہ اگر علمائے دین کا فتوٰے ان کی مرضی اور مفادات کے مطابق ہوتا ہے تو اُسے مان لیتے ہیں لیکن جب علمائے دین کا فتوٰی اُن کی مرضی سے ٹکراتا ہے تو دین و ایمان سے منحرف ہوجاتے ہیں۔

٭۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

★ یہ سب ایمان کے فقدان کی واضح و روشن علامات ہیں۔

٭۔۔۔۔ (مؤلف)

★ اس قسم کا طرزِ عمل کہ جہاں اپنی مرضی کے مطابق احکامات ہوں، اُن کو تو مان لیں، اور جہاں مرضی کے خلاف احکام ہوئے، وہاں نہ ماننا۔ اس کی تین۳ وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱) یا تو ایسا آدمی دل سے اللہ اور رسول اللہؐ کو مانتا ہی نہ ہے۔ صرف مادّی فائدوں کی خاطر خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔

(۲) یا بظاہر ایمان لانے کے باوجود اُسے خدا و رسولؐ کی صداقت پر شک ہے۔

(۳) یا پھر وہ خدا و رسولؐ کو ماننے کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ خدا نے فلاں حکم دے کر ہم پر ظلم کیا ہے۔

اب تینوں وجوہات میں سے کوئی وجہ بھی کیوں نہ ہو، ایسے لوگوں کے ظالم ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا آدمی اصل میں دغا باز اور جعلی آدمی ہوتا ہے۔ وہ خود پر بھی ظلم کرتا ہے اور بُرے خصائل کا مجموعہ بن جاتا ہے۔ عام مسلمان اُسے مسلمان سمجھ کر اپنائے رہتے ہیں اور اس طرح وہ مادّی فائدے سمیٹتا رہتا ہے۔ ٭۔۔۔ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵۱)

ایمان والے (تو وہ ہوتے ہیں کہ) جب اُنھیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے "تاکہ رسولؐ اُن کے مقدّمے کا فیصلہ کردیں، تو وہ کہتے ہیں کہ "ہم نے سُن لیا اور مان لیا۔" تو یہی لوگ دین و دنیا کی حقیقی ابدی کامیابی اور بہتری حاصل کرنے والے ہیں۔

★ اِس آیت کے اوّلین مصداق حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام ہیں۔ اِس لیے کہ آپؑ نے سب سے پہلے اپنے جھگڑے کو جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کرنے کی پیشکش فرمائی۔ ★..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین جلد ۲ صہ ۶۱۶)

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ جنابِ رسولِ خداؐ کے فیصلوں کو ماننا فرض ہے۔ چاہے وہ فیصلے ہماری مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ (تفسیر انوار النجف)

★ آیت کے آخر میں حضرت امام علیؑ کے عمل کو ایک فارمولا بناکر عمومیت بخشی، ارشاد فرمایا: "جو لوگ بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کریں، اللہ سے ڈر کر (اللہ کی سزا سے ڈر کر) فرائضِ الٰہیہ کو ادا کریں۔ گویا تقویٰ کو اپنا طرزِ زندگی بنالیں، وہی نجات پانے والے کامیاب لوگ ہیں۔" (القرآن)

کامیابی کے راز محققین نے نتیجہ نکالا کہ انسان کی اصل کامیابی (فوز) کے لیے تین صفات کا پیدا کرنا ضروری ہیں۔ (۱) اللہ اور رسول اللہؐ کی اطاعت (۲) اللہ کا خوف (۳) تقویٰ۔ یعنی فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنا، اور حرام کاموں سے خود کو بچائے رہنا۔ ★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

(۵۲) اور (اسی لیے) جو بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس کی مخالفت سے بچے، تو وہی لوگ کامیاب اور بامراد ہیں۔

آیت کے اوّلین مصداق حضرت امام علیؑ ہیں

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "یہ آیت (اوّلین معنی میں) علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔" * ..... (تفسیر صافی صفحہ ۳۵۶، تفسیر مجمع البیان، تفسیر قمی)

* اِس آیت میں منافقین کے مقابلے میں مومنین کا کردار بیان فرمایا ہے۔ اور مومنین کا یہی عمل صحتِ ایمانی اور خلوص کی دلیل ہے۔ * ..... (تفسیر ماجدی)

خشیۃ اور تقویٰ کا فرق

یہ ہے کہ حرام کام کرتے وقت خدا سے ڈرنے کو "خشیۃ" کہتے ہیں۔ یعنی خدا کا ایسا خوف جس کے سبب سے انسان بُرائیوں سے رُک جائے۔ اور فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنے کے لیے جو خوفِ خدا درکار ہوتا ہے اُس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ * ..... (تفسیر انوار النجف)

* فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "میں کارِ رسالت (یعنی) خداوندِ عالم کے پیغام کو تم تک پہنچانے کا جواب دوں گا اور تم کو خدا کی کتاب اور میری سنّت کے بارے میں خدا کے سامنے جواب دینا ہوگا۔ کیوں کہ کتاب اور سنّت (پر عمل کرنے کا بوجھ) تمہارے کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔" اطاعتِ خدا اصل مقصدِ حیات ہے۔ خوفِ خدا داخلی کیفیت ہے جو اطاعت کا سبب بنتی ہے اور تقویٰ خارجی مظہر ہے۔ * ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ (۵۳) اور وہ لوگ اپنی طاقت بھر اللہ کے
اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ نام کی بڑی اور کڑی قسمیں کھاتے ہیں
لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ کہ: "اگر آپؐ انھیں حکم دیں گے تو وہ
طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ ضرور (جہاد کے لیے گھروں سے) نکل کھڑے
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ ہوں گے۔" آپؐ کہہ دیجیے (بس اتنی) قسمیں
بھی نہ کھاؤ، یہ تو اطاعت کا عام اور اوّلین تقاضا ہے کہ حکم ملنے پر حکم مانا جائے) یقیناً تمھاری حرکتوں و کرتوں (کا سب حال) اللہ کو خوب معلوم ہے۔

آیت کے تین مطلب

خداوندِ عالم کا منافقین سے یہ فرمانا کہ: "تمھاری اطاعت کا حال اور حقیقت ہم خوب جانتے ہیں۔" اِس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ: خدا کو اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت پسند ہے پھر تم اس کا اظہار کیوں کر رہے ہو۔ ؟ (تاج العلماء)

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب حکم دیا جائے تو گھروں سے باہر نکلنا تابعداری کا تقاضا ہے۔ یہ کوئی قسمیں کھا کھا کر بتانے کی بات تو نہیں۔" (فصل الخطاب)

(۳) تیسرا مطلب یہ بھی لکھا گیا کہ: "اگر تم عملی اطاعت کرتے، اور اچھی اچھی باتیں کرتے تو وہ اِن قسمیں کھا کھا کر اقرار کرنے سے کہیں بہتر ہوتا۔ (تفسیر تبیان)

★ جھوٹے دعویداروں کا ہمیشہ یہ طریقہ ہوتا ہے کہ اطاعت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں، قسمیں کھا کھا کر اپنی اطاعت کا یقین دلاتے ہیں لیکن وقت آنے پر انتہائی بیوفا ثابت ہوتے ہیں۔ خدا اُن سے کہہ رہا ہے کہ تم اطاعت کرنے کی قسمیں کھانے کی بجائے عملاً اطاعت کر کے اپنی اطاعت کو ثابت کرو جو قسمیں کھانے سے کہیں بہتر ہے۔
★ ...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۵۴)

(۵۴) آپؐ تو یہ فرما دیں کہ: "اللہ کی اطاعت کرو، اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر اب بھی تم نے منہ پھیر لیا (تو یہ بات بھی خوب اچھی طرح سے جان لینا کہ) رسولؐ صرف اور صرف اُتنے ہی بوجھ کا ذمّے دار ہے جتنا بوجھ اُس پر ڈالا گیا ہے

اور تم اُس فرض اور بوجھ کے خود ذمّے دار ہو جس فرض اور ذمّے داری کا بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے۔ اب اگر تم رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو تم خود ہدایت پا کر سیدھا راستہ حاصل کر لو گے، ورنہ رسولؐ کی ذمّے داری اِس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف، کھول کھول کر (ابدی حقیقتوں اور اللہ کے پیغامات اور احکامات کو تم تک) پہنچا دے۔ (اُن کو منوانا اور اُن پر عمل کروانا اُس کا کام اور ذمّے داری نہیں۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن جن سخت کاموں اور احکام پر مامور کیے گئے تھے، اُن سب کو آنحضرتؐ نے بحُسن و خوبی پوری طرح ادا فرمایا۔" (تفسیر صافی بحوالہ کافی صفحہ ۳۵۳) ★

نتیجہ — عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ رسولؐ کی اطاعت ہی سے کشفِ حقائق ہوتا ہے اور رسولؐ کی اطاعت ہی حاصل ہے ہدایت کا۔ ★ (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۵۵)	اللہ کا وعدہ ہے تم میں کے ان
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	لوگوں سے جو ایماندار ہیں، اور اچھے اچھے کام
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ	بھی کرتے رہتے ہیں، کہ وہ انھیں زمین
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ	پر اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح
مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ	ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى	پہلے تھے۔ اور ضرور اقتدار عطا کرے گا
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ	ان کے اس دین کو جو اس نے ان کے لیے
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ	پسند کیا ہے، اور ان کی (موجودہ) حالت
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَ	خوف کو حالتِ امن و امان سے بدل
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ	دے گا۔ وہ میری بندگی (مکمل
فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۵۵	اطاعت) کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو

شریک نہ کریں۔ اب جو اس کے بعد بھی حق کا انکار کرے، تو یہی لوگ فاسق ہوں گے۔

شانِ نزولِ آیت

جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو سارا عرب ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ مسلمان اس قدر خوفزدہ رہا کرتے تھے کہ ہر وقت اسلحہ ساتھ رکھتے تھے مسلمانوں نے آخر کار تنگ آکر آنحضرت صؐ سے عرض کی، کہ یہ حالت کب تک رہے گی؟ اس پر یہ آیت اتری،

www.drhasanrizvi.com

جس میں بشارت دی گئی کہ: بالآخر چین کی زندگی ملے گی۔

٭ ۔۔۔۔۔۔ (تفسیر ظلال ، تفسیر سیوطی ، اسباب نزول ص۱۶۳ ، مجمع البیان ، تفسیر قرطبی)

اللہ کا یہ وعدہ کن لوگوں سے ہے؟

٭ یہ وعدہ صاحبانِ ایمان اور نیک بندوں سے کیا گیا ہے۔ اس لیے اہلِ سنت نے پہلے چار خلفاء کو اس کا مصداق مانا ہے۔ کیوں کہ اُن کے دیسی خلفاء راشدین ہیں۔ یعنی ہدایت یافتہ نیک خلفاء ہیں۔

٭ لیکن بعض سنّی مفسّرین نے تمام حکمرانوں کو اس کا مصداق مانا ہے۔ لیکن جو ایک بات خود اس آیت کے الفاظ سے مسلّم ہے کہ جب بھی جس زمانے میں بھی مسلمانوں میں ایمان اور عملِ صالح عام ہوگا' اُن کی مؤثر حکومت قائم ہو جائے گی جس میں توحید کی حاکمیت ہوگی۔ ہر طرف امن و سکون ہوگا' شرک سے پاک عبادت ہوگی۔

٭ شیعہ مفسّرین نے اس خلافت کو امام مہدی عؑ کے لیے تسلیم کیا ہے۔

٭ حقیقت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اس آیت کا کامل مصداق ہے۔ کیوں کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس ایک دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ اُس میں میرا ایک فرزند زمین پر حاکم ہوگا' اُس کا نام میرا نام ہوگا' وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔"

٭ ۔۔۔۔۔۔ (بخاری ، قرطبی جلد ۷ ، ص۴۲۹۲)

٭ اہلِ سنّت کی عظیم تفسیر "روح المعانی" میں ہے کہ: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی قسم! یہ ہمارے شیعہ (دوست ، پیروکار ہی) ہیں۔ اللہ اُن کے لیے یہ حکومت ہم ہی میں سے ایک مرد (امام مہدیؑ) کے ہاتھ سے قائم کرے گا جو اس اُمت کا مہدی ہوگا۔ یہ وہی ہیں جن کے لیے جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: "وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اُسی طرح

www.drhasanrizvi.com

بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔"

★..... (تفسیر روح المعانی، تفسیر نور الثقلین، تفسیر صافی)

★ مگر ان احادیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اِس آیت کے مصداق صرف امام مہدیؑ ہیں، امام مہدیؑ اِس آیت کے مصداقِ کامل ہیں۔ اِسی لیے اہلِ سنّت کے مشہور مفسّر قرطبی نے لکھا کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "پوری زمین پر پتھر یا مٹّی کا کوئی گھر نہیں رہے گا جس میں اسلام داخل نہ ہوگا، اور ساری دنیا پر ایمان اور توحید کی حکومت ہوگی۔"

★..... (تفسیر قرطبی جلد ۷، ص ۴۲۸۲)

★ یاد رہے کہ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "خدا انھیں زمین پر اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو اُن سے پہلے تھے۔"

اِس آیت میں لفظ "کَمَا اسْتَخْلَفَ" یعنی: "اُسی طرح خلیفہ بنائے گا۔"

اِس میں "کَمَا" کا کاف، کافِ تشبیہ ہے۔ یعنی جس طرح پچھلوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اُسی طرح اُن کو خلیفہ بنائے گا، اور قرآن کی رو سے یہ بات بالکل مسلّم ہے کہ پچھلی اُمّتوں میں خدا نے جب بھی کسی نبیؑ کا خلیفہ بنایا (وہ خدا نے خود ہی بنایا) وہ اُمّت کے ووٹوں سے یا شوریٰ کے ذریعے کبھی نہیں بنایا (یہاں تک کہ کسی نبیؑ کو بھی اللہ نے یہ حق نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو اپنا خلیفہ بنا دے) ہمیشہ نبیؑ کا خلیفہ خداوندِ عالم نے خود ہی مقرّر فرمایا، اور نبیؑ نے خود اُس کا اعلان فرمایا۔ مثلاً حضرت آدمؑ کے لیے خدا نے فرمایا: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" (میں زمین میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں۔) لفظ "جاعل" اسمِ فاعل ہے۔ یعنی: میں خود خلیفہ مقرّر کر رہا ہوں۔

حضرت داؤدؑ کے بارے میں قرآن میں فرمایا: "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ"

(سورہ صٓ ۳۸۔ آیت ۲۶ پارہ ۲۳)

یعنی (اے داؤدؑ! ہم نے زمین میں تم کو خلیفہ مقرّر کیا۔)

اس لیے ثابت ہوا کہ رسولِ خدا کا خلیفہ خود خدا ہی مقرّر کرے گا، ووٹوں یا شوریٰ سے نہیں۔

★..... (تفسیر انوار النجف، فصل الخطاب، تبیان، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ تفسیر برہان میں بروایت ابنِ بابویہ بسندِ متصل حضرت جابر ابنِ عبداللہ انصاریؓ سے منقول ہے
"ایک دفعہ جندل بن جنادہ بن جبیر، حضرت رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے تین سوال کیے
(۱) وہ کیا ہے جو اللہ کے لیے نہیں ہے۔ (۲) وہ کیا ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے۔
(۳) وہ کیا ہے جو اللہ کے علم میں نہیں ہے"؟

آپؐ نے فرمایا: (۱) "اللہ کے لیے کوئی شریک نہیں (۲) اللہ کے پاس ظلم نہیں۔
(۳) عزیرؑ کا ابن اللہ ہونا اللہ کے علم میں نہیں۔" پس یہ سن کر جندل نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر دریافت کیا کہ میں ایمان تو لاچکا، اب آپؐ اپنے اوصیاء کے بارے میں بیان فرمائیے تاکہ میں اُن کے ساتھ متمسک رہوں"۔؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا:" میرے اوصیاء کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے مطابق بارہ ۱۲ ہوگی، جو یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے اُن کے پہلے سید الاوصیاء علی ابنِ ابی طالبؑ، پھر میرے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ، پھر علی ابن الحسینؑ، اُس وقت اے جندل تم نہ ہوگے اور تمہارا آخر زاد دودھ ہوگا۔"

پھر آپؐ نے حضرت امام مہدیؑ تک سب کے نام لیے اور فرمایا، آخری مہدیؑ ہوں گے جو غائب ہوں گے پھر بحکمِ خدا جب ظاہر ہوں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ پس اُن لوگوں کے لیے طوبیٰ ہے جو اُن کی غیبت کے زمانے میں ایمان پر ثابت قدم رہیں گے اور صبر و شکر سے اُن کی محبت کا دم بھرتے رہیں گے ..... الخ (تفسیر انوار النجف)

★ مولانا مودودی نے لکھا کہ اس آیت کے اصل مصداق حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے۔ (تفہیم القرآن)

★ بخاری اور مسلم کی احادیث کی رُو سے بھی حضرت امام مہدیؑ کے زمانہ میں ساری دنیا میں توحید کی حکومت ہوگی اور کامل امن و سکون ہوگا اور شرک سے پاک خدا کی عبادت کی جائے گی۔ ×... (تفسیر نمونہ)

★ مودودی صاحب نے تمام سنی تفاسیر سے قطع نظر اور بغیر حدیثِ رسولؐ کے تینوں کی خلافت تسلیم کی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا	(۵۶) اور نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتے
الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	رہو، اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہو، اور
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾	(ہر معاملے میں) رسول اللہ کی اطاعت کیا کرو
	اس طرح اُمید ہے کہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	(۵۷) رہے وہ لوگ جنھوں نے حق کا انکار کیا
مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ	ہے، اُن کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ	میں نہ رہنا کہ وہ زمین میں قابو سے باہر
الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع ۱۳	ہوکر اللہ کو عاجز کردیں گے۔ اور اُن کا ٹھکانا
	تو بہرحال جہنم ہی ہے۔ اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔
	(ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے۔)

آیت ۵۷ : خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "اِس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ وہ زمین میں بے قابو ہو کر اللہ کو مجبور اور عاجز کردیں گے۔"

* مطلب یہ ہے کہ دنیا میں میرے عذاب یا سزا سے بچ نکلنے والے اِس خبط میں مبتلا نہ رہیں کہ وہ اب میری گرفت سے نکل بھاگے ہیں۔ وہ کہیں بھی چلے جائیں، میری گرفت اور پکڑ سے باہر نہیں نکل سکتے۔"

(جلالین)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۸)

(۵۸) اے ایماندارو! اُن غلاموں کے لیے جو تمہاری ملکیت میں ہوں، اور تمہارے وہ نابالغ بچے جو ابھی عقل کی حدِ بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں، اُن پر لازم ہے کہ تین (۳) وقتوں میں تمہارے پاس اجازت لے کر آیا کریں۔ نمازِ صبح سے پہلے، اور دوپہر کو جب تم کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاءُ کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے اوقات ہیں۔ اِن اوقات کے علاوہ تم پر اور اُن پر کوئی پابندی نہیں ہے تمھیں آپس میں ایک دوسرے کے پاس بار بار چکر لگانا ہی پڑتا ہے۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کو صاف صاف پیش کرتا ہے۔ (کیونکہ) اللہ سب کچھ جاننے (علیم) اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک سوجھ بوجھ کے ساتھ کام کرنے والا (حکیم) ہے۔

www.drhasanrizvi.com

خانگی پردہ داری کا اہتمام و آداب

★ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک مسلمان کے گھر کے اندر کی راحت و سکون کا کس قدر اہتمام کیا گیا ہے؟ کیسے کیسے جزئیات تک پر نظر رکھی گئی ہے۔

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے احکام بندوں کی مصلحتوں اور فوائد پر مبنی ہوتے ہیں۔ ★ (تفسیر ماجدی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ تمھارے غلام و لونڈیاں (نوکر چاکر) اور بالغ لڑکے نابالغ بچے تین اوقات میں تمھارے پاس اجازت لیے بغیر نہ آئیں۔ اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام ضرور کریں۔ کیوں کہ سلام کرنا خدا کی اطاعت کا اظہار ہے۔" ★..... (نور الثقلین)

★ نیز امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ: "تمھارا نوکر جب بالغ ہو جائے تو ان تین اوقات میں داخل ہونے کے لیے تم سے اجازت ضرور طلب کرے۔ خواہ وہ اسی گھر میں رہتا ہو جس میں تم رہتے ہو۔ کیوں کہ عشاء کے بعد اور صبح کے وقت اور دوپہر کے وقت تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو۔ خدا نے یہ اوقات تمھاری خلوت کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔"
★..... (تفسیر صافی صـ ۳۵۴ بحوالہ کافی)

★ فقہاء نے لکھا کہ: "نوکر چاکر نابالغ لڑکوں پر بھی تین اوقات میں ضروری ہے کہ اگر کمرے میں داخل ہوں تو اجازت لے لیں چاہے وہ گھر کے اندر ہی کیوں نہ رہتے ہوں۔ (۱) دوپہر کے وقت (۲) نمازِ عشاء کے بعد (۳) صبح کی نماز سے قبل۔ کیوں کہ عام طور پر یہ اوقات میاں بیوی کی ہمبستری کے ہوتے ہیں۔ رہے دوسرے لوگ جو بالغ اور نامحرم ہیں، اُن کے لیے ہر وقت ضروری ہے، کہ مالک سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کریں۔
★...... (تفسیر انوار النجف)

★ اصولِ فقہ کے ماہرین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ "احکامِ الٰہی مصلحتوں کی بنیاد پر دیے جاتے ہیں، ہر حکم کے کوئی نہ کوئی علت ضرور ہے خواہ وہ بیان نہ کی گئی ہو۔" ★ (تفہیم القرآن)

★ پردے کے حکم کے بعد یہ حکم گھر کے اندر رہنے والوں کے لیے دیا جا رہا ہے۔ اس میں نابالغ بچے، نوکر، محرم سب داخل ہیں۔
★.... (ملخص از تفسیر علی بن ابراہیم، فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ (۵۹) الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۹)

اور جب تمھارے بچّے بالغ ہو کر عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو انھیں اُسی طرح اجازت لے کر آنا چاہیے جیسے اُن کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اِس طرح اللہ اپنے احکامات، ارشادات اور آیات کو تمھارے لیے واضح کر کے کھولتا ہے، اور اللہ سب کچھ اچھّی طرح سے جاننے والا اور عقل و حکمت اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

★ بہت ہی منطقی طریقہ اصلاح اختیار کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے زانی مردوں، عورتوں کو سزا سنائی گئی پھر اصل جرم کی جڑ پر ضرب ماری گئی، اِس طرح کہ غیر شادی شدہ مرد، عورتوں کی شادی کرنے کا حکم دیا گیا۔ پردے کا حکم دیا گیا۔ نظر بازی سے روکا گیا۔ تہمت لگا کر بدنام کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی۔ اور آخر میں کسی کے خلوت کے کمروں میں بلا اجازت داخل ہونے سے روکا گیا۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اسلام جنسی مسائل کی چھوٹی چھوٹی تفصیلات تک کو نظر انداز نہیں فرماتا۔ حتّٰی کہ نابالغ بچوں کو بھی خلوت کے اوقات میں بلا اجازت کمروں میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ ★.... (تفسیر نمونہ)

سخت احتیاط کا حکم دیا گیا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جب بچہ جھولے میں پڑا ہوا دیکھ رہا ہو، اُس وقت مباشرت نہ کرو" ★.... (بحار الانوار جلد ۱۰۳)

www.drhasanrizvi.com

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ (۶۰) اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو جوانی
الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا سے گذری بیٹھی ہیں اور نکاح کی اُمیدوار
فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ بھی نہیں، پس اگر وہ اپنی چادریں
اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ (یا) اوپر کا دوپٹہ اُتار کر رکھ دیں، تو اُن
مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ
یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ سج بن کر اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔
وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ اگر وہ پارسائی اور حیاداری سے کام لیں
تو یہ اُن کے لیے کہیں بہتر ہے (یاد رکھنا کہ) اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پردے سے مستثنیٰ عورتیں

اِس آیت میں اُن عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے جو بوڑھی ہو چکی ہیں، اور اُن کو حیض آنا ختم ہو چکا ہے، اور جو اَب نکاح کے قابل نہیں رہیں۔ وہ اگر اپنی نقاب یا برقع اُتار دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر نہ اُتاریں تو بہتر ہے۔

★ ...... (تفسیر صافی صـ ۳۵۴ بحوالہ تفسیر قمی)

★ یعنی وہ عورتیں کہ جو بڑھاپے کی وجہ سے اب جنسی میلان اور کشش کے لائق نہ رہی ہوں۔

★...... (مجمع البیان)

★ ملاحظہ فرمائیں کہ خداوندِ عالم ایسی عورتوں کے لیے بھی اوپر کا لباس نہ اُتارنے کو ترجیح دے رہا ہے۔

اب وہ نوجوان لڑکیاں جو بے حجاب، اور بلا چادر و بے برقع نیم برہنہ ہوکر، بال کھول کر، مردوں کی محفلوں، (گلی کوچوں، بازاروں، شادی خانوں وغیرہ) میں مٹکتی، تھرکتی پھرتی نظر آتی ہیں خداوندِ عالم

www.drhasanrizvi.com

کی نگاہ میں کس قدر ناپسندیدہ ہوں گی۔"؟
* ------- (فصل الخطاب)

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟ کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
* ------ (اکبر الٰہ آبادی)

★ "اَلْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ" یعنی: "جو عورتیں بیٹھ چکی ہوں"۔

یعنی، عورت کا اُس عمر کو پہنچ جانا جس میں وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہے، اور اس کی جنسی خواہش مر چکی ہو۔ اور اُس کو دیکھ کر مردوں میں کوئی جنسی ہیجان نہ پیدا ہو۔
* ------ (مفردات القرآن)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اپنے کپڑے اُتار دیں"۔ ظاہر ہے اس سے مراد سارے کپڑے نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے تمام فقہاء اور مفسرین نے اس سے مراد وہ چادر لی ہے جس سے عورت کو زینت چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

★ اور خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "زینت کے ساتھ تبرّج کرنے والی نہ ہوں"۔

"تَبَرُّج" تبرّج کے معنی اپنے حُسن کا اظہار یا نمائش کرنا۔

"بَارِج" اُس کھلی کشتی کو کہتے ہیں جس پر چھت نہ ہو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: چادر اُتار دینے کی اجازت اُن عورتوں کو حاصل ہے جن میں بننے ٹھننے کا شوق ہی باقی نہ رہا ہو، جن کے جنسی جذبات ٹھنڈے پڑ چکے ہوں۔ مگر اُن کو بھی اپنی زینت یا حُسن کی نمائش کی اجازت نہیں ہے۔
* ------ (تفہیم القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
"یہاں کپڑوں سے مراد دوپٹہ اور بُرقع ہے۔"
راوی نے دریافت کیا: "ہر کسی کے سامنے"؟

www.drhasanrizvi.com

امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہر کسی کے سامنے (بوڑھی عورتیں) برقع اُتار سکتی ہیں، مگر خود نمائی اور بناؤ سنگھار نہ کریں۔"

★ ۔۔۔۔۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۴۔ کتاب النکاح صہ ۱۴۰)

★ پھر آخر میں خبردار بھی کردیا کہ: "اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔"

یعنی: "اس پردہ اُتارنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تم جو چاہو باتیں کرو، اور جو چاہو کرو۔"

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ یاد رہے کہ یہ حکم اُن عورتوں کے لیے ہے جو نکاح کی قابل نہ رہی ہوں۔ سن رسیدہ ہوں۔

★ ۔۔۔۔۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۴ کتاب النکاح)

★ فقہاء نے اس سے مراد وہ عمر لی ہے، جب عورت کو ماہواری آنی بند ہو جائے، یا بچہ جننے کی قابل نہ رہے، اور کوئی اُس سے نکاح کی خواہش نہ کرے۔

★ ۔۔۔۔۔ (جواہر جلد ۲۹۔ کنز العرفان جلد ۲ صہ ۲۲۶)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کہ: "ایسی عورتیں کونسا لباس اُتار سکتی ہیں۔"؟

آپؑ نے فرمایا: "الجلباب" (یعنی) چادر اور برقع۔"

★ ۔۔۔۔۔ (وسائل الشیعہ۔ کتاب النکاح باب ۱۱۰)

★ مطلب یہ ہے کہ ایسی بوڑھی عورتیں اپنا سر کھلا رکھ سکتی ہیں۔ چہرہ نہ چھپائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بعض احادیث میں اگلی کلائی کو بھی مستثنیٰ کیا گیا ہے لیکن اس سے زیادہ بے پردگی کی کوئی دلیل نہیں۔ اُن کے لیے ضروری ہے کہ اپنی زینتوں کو چھپائے رکھیں، اور زیب و زینت کا لباس نہ پہنیں، سادہ لباس میں بغیر آرائش کے گھر سے نکلیں لیکن اگر پردہ کی پابندی کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ غرض، صرف سن رسیدہ عورتوں کے لیے یہ احکامات ہیں جبکہ وہ نکاح کی قابل نہ رہی ہوں۔

★ ۔۔۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۴ کتاب النکاح)

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (۶۱)
وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ
تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ
اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا
اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ
بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر کوئی
اندھا، لنگڑا یا مریض (کسی کے گھر سے کچھ
کھالے) اور نہ اس بات میں کوئی حرج ہے
کہ تم خود اپنے گھروں سے کچھ کھاؤ یا اپنے
باپ دادا کے گھر سے (کھالو) یا اپنی ماں
اور نانی کے گھروں سے (کھالو) یا اپنے بھائیوں
بہنوں، چچاؤں، پھوپیوں، ماموؤں،
خالاؤں کے گھروں سے کھاؤ۔ یا ان کے
گھروں سے جن کی چابیاں تمہارے ہاتھ میں
ہیں۔ یا اپنے دوستوں کے ہاں سے (کھالو)
اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم مل جل
کر اکٹھا کھاؤ یا الگ الگ۔ البتہ
جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو
اپنے آدمیوں پر سلام کرلیا
کرو

www.drhasanrizvi.com

تَحِیَّۃً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿٦١﴾ ع ۸

یہ دعا کے طور پر اللہ کی طرف کا پاک، مبارک اور عمدہ تحفہ ہے۔ اِس طرح اللہ اپنی آیتیں، ہدایتیں اور حقیقتیں واضح طور پر کھول کھول کر پیش کرتا ہے، تاکہ شاید تم عقل سے کام لو۔

شانِ نزولِ آیت

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "مدینے کے لوگ اسلام لانے سے پہلے اندھے، اپاہج اور بیمار لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے سے گریز کرتے تھے۔ پس انصارِ مدینہ اپنے تکبّر کے پیشِ نظر کہتے تھے کہ اندھے کو نظر کچھ نہیں آتا، اپاہج کے لیے مجمع میں بیٹھنا دشوار ہے، اور بیمار آدمی تندرست کے ساتھ کھا نہیں سکتا لہٰذا اُن کو الگ حصّہ نکال کر دیتے تھے، اور اُن کے ساتھ کھانا گناہ سمجھتے تھے۔ اور اسی طرح یہ لوگ بھی احساسِ کمتری میں مبتلا تھے کہ ہماری وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ الگ کھانے کو پسند کرتے تھے۔ پس جب حضورؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے اِس صورتِ حال کا آپؐ سے ذکر کیا۔ اِس پر خداوندِ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(تفسیر قمی بروایت ابی الجارود، تفسیر صافی ص ۳۵۷، تفسیر انوار النجف) ......*

★ عرب جاہلیت میں کھانے پینے میں ہلکی سی شکل کمیونزم کی سی تھی، دستور یہ تھا کہ جو جس کے ہاں پہنچ جاتا، اُسے جو ملتا بے تکلفی سے کھانا شروع کر دیتا بعض دفعہ تو گھر والے بھوکے رہ جاتے۔ اب جو خدا نے اس سے روکا تو بعض محتاط مسلمان بہت ہی زیادہ احتیاط کرنے لگے۔ تو اس شدتِ احتیاط کو توڑنے کے لیے یہ آیت اُتری۔

*..... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "معذور آدمی تو ہر جگہ، ہر گھر سے مانگ کر کھا سکتا ہے کیوں کہ وہ معذور ہے۔ اب رہے عام آدمی، تو اُن کو اپنے گھروں میں، اور جن گھروں کا ذکر ہوا کھانا کھانے کی اجازت ہے اُن کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ گھر کا مالک باقاعدہ اجازت دے تو کھائیں۔ اگر وہ اُن میں سے کسی گھر میں بھی جائیں اور صاحبِ خانہ موجود نہ ہو اور گھر کے بچے اُسے کھانے کو کچھ پیش کریں، تو وہ اُسے کھا سکتا ہے۔ جن رشتہ داروں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اُن کی اولادوں کا ذکر اس لیے نہیں کیا گیا کہ آدمی کی اولاد کا گھر خود اُس کا اپنا گھر ہوتا ہے۔ مگر دوستوں کے بارے میں یہ بات ضرور یاد رہے کہ اُن سے مراد صرف بے تکلف، جگری دوست ہیں جن کی غیر موجودگی میں اگر یار لوگ حلوا اُڑا جائیں تو ناگوار ہونا تو در کنار، اُسے الٹی خوشی ہو۔" ..... (تفہیم القرآن)

دوستوں کے گھروں میں کھانا

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: "واللہ مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے دوست کے گھر میں داخل ہو اور بغیر اجازت کے کھانا کھالے۔" ★..... (وسائل الشیعہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۴ کتاب الاطعمہ)

دوستی کے شرائط

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"دوستی کی پانچ شرطیں ہیں: (۱) ظاہر و باطن کا ایک ہونا۔ (۲) دوست وہ ہے جو تمہاری عزّت کو اپنی عزّت سمجھے، اور تمہارے نقصان کو اپنا نقصان سمجھے۔ (۳) مال و منصب مل جانے پر اُس کے برتاؤ میں فرق نہ آئے۔ (۴) جو کچھ اُس کے اختیار میں ہے اُس سے تمھیں نہ روکے۔ (۵) جب زمانہ تم سے منھ موڑ لے تو وہ تمھیں اکیلا نہ چھوڑے۔" ★ (اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۶۶۷)

★ غرض یہ افراد جو آیت میں بیان ہوئے ہیں، تمہارے ساتھ مل کر کھانا کھائیں تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

★ (تفسیر در منثور، تفسیر نور الثقلین، تفسیر کبیر، تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

آیت میں "مِنۡ بُیُوۡتِکُمۡ" ہے۔ ان میں اپنا گھر، اپنی ازواج (بیویوں) کا گھر اور اپنے بیٹے بیٹیوں کے گھر داخل ہیں۔ کیوں کہ زوجہ اور شوہر کا گھر تو ایک ہے ہی لیکن اولاد کے گھر کو اپنا گھر اس لیے فرمایا کہ اولاد اور اولاد کا مال سب اُس کا ہی مال ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ: "اَنۡتَ وَمَالُکَ لِاَبِیۡکَ" یعنی: (تم اور تمہارا سب مال تمہارے باپ کا مال ہے۔")

★ علامہ طبرسیؒ نے فرمایا کہ: "ان گھروں میں سے بلا اجازت کھانا پینا اسی طرح جائز ہے جس طرح کسی بھوکے انسان کے لیے کسی باغ سے گذرتے ہوئے اُس کا پھل کھا لینا جائز ہے، یا سفر میں جاتے ہوئے کسی پیاسے انسان کے لیے راستے میں کھڑی ہوئی بھیڑ یا بکری کا دودھ پی لینا جائز ہے۔ اسے "حقِ مرور" کہتے ہیں۔ خداوندِ کریم نے لطف و کرم کے ماتحت انسانی ضروریات کے پیشِ نظر اس کو حلال کیا ہے۔ اگر نیت درست ہو اور اسراف و ذخیرہ کرنے سے گریز کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر انوار النجف) ★

جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرو

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جو شخص گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے، اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اپنے اوپر سلام کرے اور یہ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا مِنۡ رَّبِّنَا" (یعنی) ہم پر ہمارے پروردگار کی طرف سے سلامتی ہو۔" (تہذیب الاسلام)

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "اپنے گھروں کے اندر اپنے گھر والوں پر سلام کرتے رہا کرو، تاکہ گھروں میں خیر و برکت زیادہ ہو۔" (اور فرشتوں کو اُس کے گھر سے اُنس ہو جائے گا) (تہذیب الاسلام ص۱۶۱) (تفسیر انوار النجف) ★

تحیّہ کا لفظ

یہ "حیات" کے مادّے سے ہے۔ گویا یہ کسی کو زندہ رہنے کی دعا دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے پھر، یہ لفظ اظہارِ محبت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ ★ (مفردات القرآن)

اور "تَحِیَّۃً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ" یعنی (اللہ کی طرف سے تم پر سلام ہو۔) اب کیوں کہ یہ دعا اللہ کی طرف سے کی جا رہی ہے اِس لیے مبارک ہے، اور خلوص سے کی جا رہی ہے اِس لیے پاک و طیّب ہے ★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

سلام کرنے اور مصافحہ کرنے کے آداب

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سلام کرنے سے پہلے باتیں کرنی شروع کردے، اُسے جواب نہ دو، اور آنے والا جب تک سلام نہ کرلے اُس کو کھانے کی تواضع نہ کرو۔

★ جو شخص دس مسلمانوں کو سلام کرے، اُسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

★ سلام بلند آواز سے کرو، تاکہ سب سُن لیں، اسی طرح جوابِ سلام بھی بلند آواز سے دیا کرو۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "تین شخص اگر اکیلے بھی ہوں تب بھی جمع کا صیغہ استعمال کرنا چاہیئے۔ (۱) چھینکنے والے کو "یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ" یعنی: اللہ تم پر رحم کرے"۔
(۲) جس پر سلام کرو۔ اُس کو یہ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" (یا) سَلَامٌ عَلَیْکُمْ۔
(۳) وہ جس کو دعا دی جائے تو یہ کہو: "عَافَاکُمُ اللّٰہُ" (اللہ تم کو عافیت عطا فرمائے)

★ جنابِ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی شخص کسی جلسے سے اُٹھے اور اہلِ جلسہ کو سلام کرکے رخصت ہوجائے، تو اُس کے بعد اگر لوگ نیک باتیں کرنے لگیں تو ثواب اُس شخص کو بھی ملے گا۔ اور اگر بُری بُری باتیں کرتے لگیں تو اُس کا عذاب حاضرین کو ہی ہوگا" اُس کے ذمہ نہ ہوگا۔
★ ...... (تہذیب الاسلام)

★ سلام میں ستّر نیکیاں ہیں، سلام کرنے والے کو اُنہتر ۶۹ اور جواب دینے والے کو ایک نیکی ملتی ہے۔

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

" جتنی دیر دو مومن ملاقات اور مصافحہ میں مصروف رہتے ہیں، اتنی دیر اُن کے گناہ اس طرح گرتے اور دور ہوتے ہیں جس طرح درخت سے پتّے گرتے ہیں، اور جب تک وہ جدا نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ اُن پر نظرِ رحمت فرماتا ہے۔" فرمایا: مصافحہ کے سبب سے سینے سے کینے صاف ہوجاتے ہیں۔ اس لیے آپس میں مصافحہ کیا کرو"

★... (تہذیب الاسلام)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۶۲﴾

(۶۲) ایماندار یا مومن تو اصل میں وہی لوگ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانتے ہیں، اور جب رسولؐ کے پاس (کسی ایسے) کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے مجمع کیا گیا ہے (تو گھر) واپس نہیں جاتے، جب تک کہ آپؐ سے اجازت نہ لے لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپؐ سے اجازت طلب کر کے جاتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو واقعاً دل سے ماننے والے ایماندار ہیں (مومن ہیں) پس جب وہ آپؐ سے اپنی کچھ ضروریات کی وجہ سے اجازت مانگیں، تو اُن میں سے جسے آپؐ چاہیں اجازت دے دیا کریں۔ اور ان کے لیے اللہ سے معافی اور رحمت کی دعا بھی کیا کریں۔ حقیقتاً خدا بڑا ہی معاف کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا (رحیم) ہے۔

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزولِ آیت ۶۲

تفسیر قمی سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت حنظلہ بن ابی عیاش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اُنھوں نے اسی رات شادی کی جس کی صبح کو جنگِ اُحُد تھی۔ پس اُنھوں نے حضورِ اکرمؐ سے اجازت لے لی۔ اور شبِ زفاف گھر میں رہے۔ اور جُنُبی حالت میں اُٹھے تو جنگ سے پیچھے رہنے کے احساس نے گھر پر ٹھہرنے نہ دیا۔ اور تیزی سے مجاہدین کی صف میں جا ملے اور معرکۂ قتال میں بہت جلدی جامِ شہادت نوش کیا۔ جب لاشوں میں اُن کی لاش نہ دیکھی گئی تو حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان چاندی کے پیالوں سے حنظلہ کی میت کو غسل دے رہے ہیں۔ پس اسی دن سے اُن کا لقب غسیلِ ملائکہ ہو گیا۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف، تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

★ اجتماعی کاموں کے موقع پر اگر کوئی ذاتی ضرورت سے جائے تو رسولؐ (یا امامؑ) سے اجازت مانگے، اور اجازت دینا، نہ دینا رسولؐ (یا امامؑ) کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ رسولؐ یہ دیکھیں گے کہ اُس کی ذاتی ضرورت زیادہ اہم ہے یا قوم کی اجتماعی ضرورت زیادہ اہم ہے۔ پھر یہ بھی بتا دیا گیا کہ انفرادی یا ذاتی ضرورت کو مقدم رکھنا گناہ ہے۔ اسی لیے رسولؐ یا اُن کے جانشین کو صرف اجازت دینے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ جانے کی اجازت کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہیے کہ خدا تمھیں معاف کرے۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ غرض یہ آیت اجازت لے کر جانے والوں کی تعریف اور بلا اجازت کھسک جانے والوں کی مذمت کر رہی ہے۔

★ ...... (تفسیر فی ظلال جلد ۹ صفحہ ۱۲۶)

★ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ ایک جیسے نہ تھے، اور سب عادل بھی نہ تھے۔

★ ...... (مؤلف)

★ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ: رسولِ خداؐ سے اجازت لینا ایمان کی دلیل ہے، منافق اجازت نہیں لیتے تھے۔

★ ...... (تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: "خداوندِ عالم نے کچھ جزوی یا فروعی احکامات رسولؐ کی مرضی پر بھی چھوڑ دیے تھے۔" ★ (بیضاوی)

★ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "اجازت لے کر جانے والوں کے لیے بھی اللہ سے معافی طلب کریں" ۔ یہ بتاتا ہے کہ ایسے مواقع پر اجازت لے کر جانا بھی مناسب نہیں۔ کیوں کہ اجازت لے کر جانے کا مطلب یہ ہوا کہ ذاتی کام کو اجتماعی کاموں پر ترجیح دے رہے ہو۔" ★----- (فصل الخطاب)

آیت کا مقصد یہ ہے

کہ جب رسولؐ تمھیں اہم مشورے یا کام کے لیے بلائیں تو مومنین کی شان یہ ہوتی ہے کہ بغیر رسولؐ کی اجازت کے نہیں جاتے۔ اگر انھیں کوئی بہت ضروری کام ہوتا تھا تب جانے کی اجازت مانگتے تھے۔ اگر رسولؐ اجازت نہ دیتے تھے تو وہ اپنی جگہ سے نہ ٹلتے تھے۔ مگر منافقین تو بغیر اجازت لیے چپکے سے کھسک جاتے تھے۔ ★------ (تفسیر کبیر از ضحاک)

★ مفسّرین نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جب رسولؐ انھیں کسی کام سے بھیجنا چاہتے تھے تو وہ چپکے سے کھسک جاتے تھے۔ اس لیے خدا نے یہ آیت بھیجی کہ خالص مومنین کی شان یہ ہے کہ وہ اجتماعی کام کے لیے حاضر رہتے ہیں خواہ مشورہ کی مجلس ہو یا نمازِ جمعہ ہو یا جہاد کی تیاریاں۔ ایسے تمام مواقع پر حاضر رہتے تھے۔ اگر ایسے مواقع پر کوئی خاص اہم ضرورت پڑ جائے تو رسولؐ سے اجازت لیے بغیر گھر نہیں جاتے۔ مطلب یہ ہوا کہ جو بغیر رسولؐ کی اجازت لیے کھسک جاتے ہیں۔ یہ اُن کے ایمان کے کمزور ہونے کا ثبوت ہے۔ ★.... (تفسیر قمی)

★ لیکن اجازت لے کر جانے والے اگرچہ جا سکتے تھے مگر قابلِ تعریف نہیں ہو سکتے۔ اِس لئے کہ انھوں نے بہر حال اپنے ذاتی کام کو مسلمانوں کے اجتماعی کام پر ترجیح دی، اِس لیے ترکِ اَولیٰ ضرور کیا۔ اسی لیے وہ استغفار یعنی خدا سے معافی کے محتاج ہیں۔ ★.... (تفسیر کبیر امام رازی۔ روح المعانی۔ تفسیر قرطبی)

www.drhasanrizvi.com

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ (۶۳) تم لوگ اپنے درمیان رسولؐ کے بلانے
بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ کو ایسا نہ سمجھ لو جیسے تم آپس میں ایکدوسرے
بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ کو بلاتے پکارتے ہو، اللہ تم میں سے
الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ایکدوسرے
لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے
يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ ہیں۔ رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی
تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ کرنے والوں کو (خدا سے) ڈرتے رہنا
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ چاہیئے کہ (دنیا ہی میں) وہ کسی اور
امتحان، فتنہ یا بلا میں نہ پڑ جائیں، یا اُن پر کوئی سخت تکلیف دینے
والی خدائی سزا نہ آپہنچے۔

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ رسولِ خداؐ کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ثابت ہوا کہ رسول اللہؐ ہم جیسے نہیں ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ کو اس طرح نام لے کر نہ پکارو "یا محمدؐ" (اے محمدؐ) یا ابا القاسم (اے ابو القاسم) کہہ کر نہ پکارا کرو، بلکہ یا نبی اللہؐ۔ یا رسول اللہؐ کہہ کر پکارا کرو۔" (نام لیکر پکارنا سوءِ ادب ہے)

★.... (تفسیر صافی ص۳۵۶ بحوالہ تفسیر قمی)

www.drhasanrizvi.com

"دُعَآءَ الرَّسُوْلِ" اس کے معنی میں چند اقوال ہیں:۔

(۱) رسولؐ کا تمھیں بلانا، تمھارے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہیں ہوتا۔ کیوں کہ رسولؐ کا بُلانا، اللہ کا بلانا ہے، اور رسولؐ سے کنارہ کشی، خدا کے حکم سے کنارہ کشی ہے۔

(۲) رسولؐ کی بددعا۔ کو ایک دوسرے کی بددعا۔ کی طرح نہ سمجھو، بلکہ انؐ کی بددعا۔ سے ڈرا کرو، کیوں کہ رسولؐ کی بات کو خدا رد نہیں فرماتا۔

(۳) عام خطاب میں تم جس طرح نام لے کر یا کنیت سے ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اِس طرح رسولؐ کو "یا محمدؐ" اور "یا ابنِ عبداللہؐ" کہہ کر نہ بلایا کرو۔ اُن کی عظمت، شان اور رفعتِ مقام و مکان کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کو یارسول اللہؐ! اور یاحبیب اللہؐ! کے رفیع خطابات سے بلایا کرو۔
★۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:
"یہ حکم خدا نے غیر لوگوں کو دیا ہے۔ اِس لیے کہ جب یہ آیت اُتری تو جنابِ فاطمہ زہراؐ اپنے والدِ محترم کے پاس تشریف لے گئیں اور "یا ابَاہ" (اے باباجان) کہنے کے بجائے "یارسول اللہؐ" کہہ کر خطاب کیا۔ اِس پر جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے بیٹی! یہ آیت تمھارے لیے نہیں، نہ تمھارے بچّوں کے لیے ہے "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں" یہ آیت تو بے ادب بدوی لوگوں کے لیے ہے (اے بیٹی!) تمھارا مجھے "یا ابَاہ" (اے باباجان) کہہ کر بُلانا بہت پیارا لگتا ہے، اور میرا پروردگار بھی اِس سے خوش ہوتا ہے۔" اَنْتِ نِعْمَ الْوَلَدُ "(تم تو میری بہترین اولاد ہو) پس سر پر بوسہ دیا اور اپنا لعابِ دہن ملا، جس کے بعد جنابِ فاطمہؐ کو کسی خوشبو کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔
★۔۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف، تفسیر برہان، فصل الخطاب)

★ اِس سے معلوم ہوا کہ جس طرح رسولؐ ہم جیسے نہیں ہیں، اِسی طرح آلِ رسولؐ بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔ ★ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

★ یَتَسَلَّلُوْنَ : بعض منافقین خطبۂ جمعہ سے لوگوں سے چھپتے چھپاتے مسجد سے کھسک جاتے تھے ۔ یا ۔ ایک قول کے مطابق ، میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوتے تھے ۔ پس اُن ہی کی تنبیہ کے لیے یہ آیتِ مجیدہ نازل ہوئی ۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ علماءِ اصول نے آیت کے اِن الفاظ سے کہ : " فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ " (جو لوگ رسول ؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ، اُنھیں ڈرتے رہنا چاہیئے ۔)

یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رسولِ خدا ؐ کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے ۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ (اُن کو آزمائش ، فتنہ ، پہنچے) فتنہ کیا ہے ؟

فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہاں " فتنہ " کا مطلب تسلّط لیا ہے یعنی : اگر مسلمان رسولِ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے تو اُن پر جابر و ظالم حکمران مقرّر کر دیے جائیں گے ۔ (فتنے کے یہ اوّلین معنی ہیں)

★ مگر فتنے کے دوسرے معنی بھی ہوتے ہیں ۔ مثلاً : آپس میں تفرقے ، خانہ جنگیاں ، اخلاقی زوال ، جماعت کا پراگندہ ہونا ، اِنتشار ، سیاسی مادّی طاقت کا ٹوٹ جانا ، غیروں کا محکوم ہوجانا ، یہ سب معنی بھی شامل ہوسکتے ہیں ۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

جنابِ رسولِ خدا ؐ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا

" قَالَ يَا عَلِيُّ اِنَّ الْقَوْمَ سَيُفْتَنُوْنَ بَعْدِيْ بِاَمْوَالِهِمْ وَيَمُنُّوْنَ بِدِيْنِهِمْ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَتَمَنَّوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَاْمَنُوْنَ سَطْوَتَهٗ وَيَسْتَحِلُّوْنَ حَرَامَهٗ بِالشُّبُهَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْاَهْوَآءِ

www.drhasanrizvi.com

السَّاهِيَةِ فَيَسْتَحِلُّونَ الْخَمْرَ بِالنَّبِيْذِ وَالسُّحْتَ بِالْهَدِيَّةِ
وَالرِّبَا بِالْبَيْعِ ." فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بِاَيِّ الْمَنَازِلِ اُنْزِلُهُمْ عِنْدَ
ذٰلِكَ ؟ اَبِمَنْزِلَةِ رِدَّةٍ اَمْ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ ؟
فَقَالَ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ ." (نہج البلاغۃ ص۲۱۰ اقتباس از خطبہ ۱۵۴)

آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، اور دینِ اسلام اختیار کر لینے سے اللہ پر احسان جتائیں گے
★ اُس کی رحمت کی آرزو میں تو کریں گے لیکن (اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے) اُس کے قہر و غلبے (کی گرفت) سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جھوٹ موٹ کے شبہوں اور غافل کر دینے والی خواہشوں کی وجہ سے حلال کو حرام کرلیں گے ★ خمر (شراب) کو نبیذ (انگور و خرما کا پانی) کہہ کر جائز
★ اور حلال کرلیں گے اور رشوت کا نام ہدیہ و تحفہ رکھ کر اور ★ سود کو خرید و فروخت (کا منافع) قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے۔"

پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں ان لوگوں کو اُس موقع پر کس مرتبہ و منزلت پر سمجھوں؟ اس مرتبہ پر کہ وہ مُرتد ہو گئے ہیں یا یہ کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں؟
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: "فتنہ کے مرتبے پر۔" (از نہج البلاغہ خطبہ ۱۵۴ کا اقتباس ص۲۱۰)

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! جب تم دیکھو کہ لوگ مستحبات میں مشغول ہیں تو تم فرائض کی تکمیل کرو
★ جب لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں تو تم آخرت کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔ (گفتار دلنشین ص۱۸)
★ آگاہ ہو جاؤ، میری اُمت کے بدترین لوگ وہ ہیں جن کے شر سے ان کا احترام کیا جائے، وہ مجھ سے نہیں ہیں
★ جب علماء کی پہچان اچھے لباس سے ہوگی ★ قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی ★ خدا کی عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی تو اُس وقت خدا اُن لوگوں پر بے علم، بے حلم اور بے رحم بادشاہ کو مسلط کر دے گا۔
(گفتار دلنشین ص۱۸)

www.drhasanrizvi.com

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ (۶۴) (اُن کو) معلوم ہونا چاہیے کہ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۶۴) ع ۲۳/۱۵

اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کا ہے، اور تم نے جو (طریقہ زندگی) اختیار کیا ہے اُس کو خدا خوب جانتا ہے۔ اور جس دن وہ لوگ خدا کی طرف پلٹیں گے

تو خدا اُنھیں (وہ سب کچھ) بتلادے گا جو کچھ کہ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔ (کیوں کہ) اللہ تو ہر چیز سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

★ مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم خوب اچھی طرح سے جانتا ہے کہ تمھارا ایمان واقعتاً تمھارے دل میں ہے یا صرف نمائشی ہے۔ اور خدائے تعالےٰ یہ بھی خوب جانتا ہے کہ تم نیک عمل کرنے والے ہو یا بُرے اعمال کے عادی ہو۔ اِن تمام باتوں سے خداوندِ عالم خوب اچھی طرح سے واقف ہے۔

★ ----- (تفسیر مجمع البیان)

"سورۃ النور" ختم ہوئی۔ اب سورۃ الفرقان شروع ہوگی۔

★ ★ ★

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الفرقان کی خصوصیات

(۱) جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتا رہے گا، جب وہ قیامت کے روز اُٹھے گا، بشرطیکہ وہ قیامت کے برپا ہونے کا یقین رکھتا ہو، اور قبروں سے زندہ ہوکر اُٹھنے پر بھی اس کا یقین ہو، تو وہ بلا حساب جنّت میں داخل ہوگا۔"

(۲) فرزندِ رسول اللہؐ حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:
جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: "سورۃ الفرقان کی تلاوت کو ترک نہ کرو، کیوں کہ جو شخص اس کی تلاوت ہر شب کرتا رہے گا، اُس کو خداوندِ کریم کبھی عذاب میں گرفتار نہ کرے گا، اور نہ اُس سے حساب لے گا، اور اُس کا ٹھکانہ فردوسِ بریں میں ہوگا۔"

(۳) مصباحِ کفعمیؒ سے منقول ہے کہ "جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو حشرات الارض (سانپ بچھو وغیرہ) اُس کے قریب نہ آئیں گے۔" (فوائد)

(تفسیر انوار النجف ۔ مصباحِ کفعمیؒ) .....*

* * *

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا | سورۃ الفرقان مکیۃ | رکوعاتہا ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، مسلسل بے حد رحم کرنے والا (رحیم) ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ (۱) نہایت مبارک (یعنی) اپنے

الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ کمالِ ذات کے ساتھ قائم و برقرار ہے

لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ﴿۱﴾ وہ (اللہ) جس نے فیصلے کی کتاب

اپنے بندے پر اُتاری، تاکہ وہ بندہ تمام دنیا جہان والوں کے لیے خبردار کرنے والا، غفلت اور گمراہی کے بُرے نتائج سے ڈرانے والا ہو۔

"تبٰرک" کی اصل "ب رک" ہے۔ مصدر برکۃ اور بورک ہیں۔

"تبٰرک" کے معنی: زیادتی، فراوانی، کثرت، بقا کے ہیں۔

جب اس مصدر سے تبٰرک کا صیغہ بنایا گیا تو یہ بابِ تفاعل میں آگیا۔ اب اس کی خصوصیت مبالغہ اور اظہارِ کمال ہو جاتی ہے۔ اِس لیے اب اِس کے معنی انتہائی فراوانی، انتہائی درجے

www.drhasanrizvi.com

کا کمال اور اس کی انتہائی پائیداری بن جاتے ہیں۔

(۱) غرض اس کے معنی کثرت اور بلندی عظمت اور فراوانی کے ہیں۔

(۲) دوسرے معنی بڑا محسن، بڑا فائدہ پہنچانے والا، نہایت بزرگ، کے ہیں۔ خدا محسن اس لیے ہے کہ اس نے قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی، جو حق اور باطل کو الگ کرنے والی ہے، اور اس کے بزرگ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اُسی کے لیے ہے۔

(۳) پھر اس کے معنی نہایت مقدس، ہر قسم کے شرک سے پاک، نہایت بلند، جس کے مرتبے اور بادشاہی میں کوئی شریک نہ ہو۔

اور "فرقان" مصدر ہے۔ مادّہ "فارق" سے۔ یعنی دو چیزوں کا الگ الگ کرنے والا۔ پھر اس میں مبالغہ کے معنی بھی شامل ہیں۔ یعنی قرآن حق و باطل میں فرق کرنے میں اس قدر باکمال ہے کہ وہ خود حق اور باطل کا فرق بن گیا ہے۔

غرض اس کے معنی کسوٹی کے ہوجاتے ہیں۔ نیز اس کے دوسرے معنی الگ الگ اجزاء پر مشتمل اور الگ الگ اوقات میں آنے والے اجزاء کے بھی ہیں۔ قرآن اِن دونوں معنی میں فرقان ہے۔

* ----- (مفردات امام راغب - تفہیم)

★ تَبٰرَكَ مبارک، بابرکت کے معنی قائم رہنے کے ہیں۔ خدا اپنی ذاتی صفات و کمالات کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ خدا مال میں برکت دے یعنی قائم رکھے۔ (۲) دوسرے معنی زیادہ ہونے کے ہیں۔ خدا کے بابرکت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نعمتوں میں اضافہ کیے ہی چلا جاتا ہے۔ * (تفسیر مجمع البیان)

★ خداوندِ عالم نے فرمایا کہ "تاکہ وہ بندہ (محمدؐ) تمام دنیا جہاں والوں کے لیے خبردار کرنے والا ہو۔" اِس سے ثابت ہوا کہ: "قرآن کے مخاطب کوئی مخصوص قوم والے نہیں ہیں، بلکہ قرآن اور اسلام ایک عالمگیر کتاب اور دین، بین الاقوامی (International) دین ہے۔

www.drhasanrizvi.com

یہ کوئی نسلی، قومی، وطنی مذہب یا حوالہ نہیں ہے۔

* ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر ماجدی)

* اسی لیے ڈاکٹر اقبالؔ نے وطنیت کو دین کا کفن فرمایا ہے

(وطنیت)

؎ جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

* ۔ ۔ ۔ ۔ (اقبالؔ)

* وطنیت کا مغربی تصور مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازش ہے۔ تاکہ مسلمان، پاکستانی، ایرانی، افغانی، ترکی، ہندوستانی، عربی، عجمی، امریکی، فرانسیسی بن کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ بقولِ اقبالؔ:

؎ یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو؟

(اقبالؔ)

"نذیر" کے معنی خبردار کرنے والا، تنبیہ کرنے والا، غفلت اور گمراہی کے بُرے نتائج سے ڈرانے والا ؛ اور اس کے معنی فرقان کے بھی ہیں۔

* محققین نے نتیجہ نکالا کہ "رسولؐ کی رسالت کسی ایک ملک یا قوم کے لیے ہیں، بلکہ تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

* ۔ ۔ ۔ ۔ (تفہیم القرآن)

* جناب رسول خداؐ نے خود فرمایا کہ: "میں کالے گورے، سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

* نیز فرمایا: "پہلے کوئی نبیؑ خاص طور پر اپنی ہی قوم کے لیے بھیجا جاتا تھا، مگر میں عام طور پر تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

* ۔ ۔ ۔ ۔ (صحیح بخاری، مسلم)

* نیز فرمایا کہ: "میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں، اور میرے آنے پر انبیاءؑ ختم کر دیے گئے ہیں۔"

* ۔ ۔ ۔ ۔ (صحیح مسلم شریف)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِی لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

(۲) (یہ قرآن اُس نے اُتارا ہے) جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اور جس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا ہے۔ اور جس کے ساتھ اُس کی بادشاہت، حکومت اور مملکت میں قطعاً کوئی شریک نہیں۔ اُس نے ہر چیز کو پیدا بھی کیا، اور ہر چیز کو ایک خاص اندازے پر بھی رکھا۔

★ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "تقدیر" کے معنی اجل (مدّتِ حیات)، رزق، زندگی کی حدوں کو مقرّر کرنا ہے۔

امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ "قضا" کیا ہے"؟

آپؑ نے فرمایا: "ہر چیز جو خداوندِ عالم نے مقدّر فرمائی ہے اُس کا واقع ہونا قضا ہے"۔

---- (تفسیر صافی صٓ۳۵٦ بحوالہ تفسیر قمی)

★ محققین نے اس آیت سے ثابت کیا ہے کہ "کائنات کا خالق، مالک، متصرّف صرف اور صرف خدا ہے۔ اس میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔

---- (تفسیر انوار النجف)

"لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا" (اُس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا) یہود نے حضرت عُزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہا، نصاریٰ نے حضرت عیسٰیؑ کو اللہ کا فرزند کہا، اور مشرکین نے ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہدیا۔

www.drhasanrizvi.com

آیت کے اِس فقرے میں ان سب کے مزعوماتِ باطلہ کی تردید ہے۔

اور ارشاد فرمایا کہ "اللہ وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا واحد مالک ہے۔" اور چونکہ بیٹا باپ کا مملوک و عبد نہیں ہوتا، حالانکہ عزیرؑ و عیسیٰؑ و ملائکہ سب اللہ کے عبد و مملوک ہیں لہٰذا اُن کو اللہ کا بیٹا کہنا غلط، بلکہ بہتان ہے۔

(تفسیر انوار النجف)

* ۔۔۔۔۔

★ آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ: "آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف خدا کے لیے ہے۔" یعنی بادشاہی اور حکمرانی کا حق صرف خدا کو حاصل ہے کوئی دوسرا اِس میں اُس کا از خود شریک نہیں ہو سکتا۔ یعنی خدا کی ذات یکتائے محض ہے۔

اُس کے اولاد اور شریک نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اُس کا ہم جنس تک نہیں۔ نہ کوئی خدائی خاندان ہے کہ معاذ اللہ ایک خدا سے نسل چلی ہو اور بہت سے خدا پیدا ہوتے چلے گئے ہوں۔ اِس لیے قرآن نے اِس بات کو سراسر جہالت قرار دیا کہ فرشتے، جن یا بعض انسان خدا کی اولاد ہیں، اِس لیے وہ دیوتا یا معبود ہیں۔

اور یہ تصور بھی قرآن کے اعتبار سے بالکل غلط ہے کہ: "خدا نے کسی کو کسی وجہ سے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ اصل میں ایسے تمام لوگوں نے جنھوں نے خدا کی اولاد بنا ڈالی، خدا کو اپنے اوپر قیاس کیا، جو تنہائی سے گھبرا کر اولاد کا خواہش مند ہوا، اور اولاد نہ ہونے پر کسی اور کا بچہ گود لے یا کسی سے بے حد محبت ہو جانے کی وجہ سے اُسے اپنا بیٹا بنا لے۔ پھر اُسے اولاد کی ضرورت اس لیے بھی ہو کہ اُس کا نام چلتا رہے اور اُس کا کوئی وارث بن سکے۔" یہ سب انسانی خصوصیات ہیں جو لوگوں نے خدائے بزرگ و برتر کو پہنانے کی کوششیں کیں۔ اِس لیے قطعاً غلط ہیں۔ وہ ذات یکتائے محض ہے۔ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے، نہ شریک ہے، نہ اُس نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے نہ اُسے اِس کی کوئی ضرورت ہے۔

www.drhasanrizvi.com

★ پھر آخر میں خداوندِ عالم نے شریک کی جڑ بنیاد کو ہی گرا دیا، یہ فرما کر کہ: "خدا کے سوا کائنات میں کسی کے پاس کوئی زور نہیں، کوئی اس کی حکومت میں شریک نہیں، کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں کہ (خدا کی اجازت کے بغیر) کسی قسم کا کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکے یا ہماری قسمتوں کو بدل سکے۔ اگر یہ بات انسان سمجھ لے تو پھر کوئی گردن خدا کے سوا کسی کے لیے نہ جھکے گی اور نہ کوئی ہاتھ خدا کے سوا کسی سے کچھ طلب کرے گا، اور نہ حقیقی خدا کے سوا کوئی کسی اور کو لائقِ اطاعت سمجھے گا۔ (تفہیم القرآن)

*......

★ جو بھی لائقِ اطاعت ہے خدا کے حکم کی وجہ سے ہے، اور جو لائقِ تعظیم ہے خدا کے حکم کی وجہ سے ہے، اور دعا صرف خدا سے مانگنی چاہیے کہ وہی اصل میں دینے والا، اصل نفع پہنچانے والا ہے مگر نبیؐ یا وصیؑ نبی کو خدا سے مانگنے کے لیے وسیلہ بنانا ہرگز شرک نہیں۔ کیونکہ اس کا حکم خود قرآن میں دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: "اگر تم میں سے کسی نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور تم رسولؐ کے پاس آؤ اور خدا سے معافی طلب کرو، اور رسولؐ بھی تمھارے لیے خدا سے معافی طلب کرے، تو تم خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاؤ گے۔" (القرآن) (ترجمہ آیت ۶۴ سورۃ النساء پ۵)

★ آخر میں خداوندِ قدیر کا ارشاد فرمانا کہ: "ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔" یعنی ہر چیز کو ایک خاص انداز پر رکھا۔" یا "ہر چیز کے لیے ٹھیک ٹھیک پیمانہ مقرر کیا۔" مطلب یہ ہے کہ: اللہ نے صرف یہی نہیں کیا کہ کائنات کی ہر چیز کو پیدا کر دیا، بلکہ خدا نے ہر چیز کو ایک خاص صورت، سیرت، جسامت، قوت، صلاحیت، اوصاف اور خصوصیات، کام، کام کا طریقہ، عروج و زوال کی حد، بقا کی مدت اور دوسری تمام تفصیلات بھی مقرر کیں۔ پھر عالمِ وجود میں وہ اسباب و وسائل بھی پیدا کیے جن کی وجہ سے ہر چیز اپنے اپنے دائرہ میں اپنے اپنے حصے کا کام کر رہی ہے۔

★ غرض اس آیت میں توحید کی پوری تعلیم سمیٹ دی گئی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

یہ قرآن مجید کی جامع ترین آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ اسی لیے جناب رسولِ خدا کے خاندان میں جب بھی کسی بچے کی آنکھ کھلتی اور زبان بولنے کے قابل ہوتی تھی تو آپ یہی آیت اُس کو سکھاتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ توحید کا تصوّر سمجھنے کے لیے یہ آیت بہترین ذریعہ ہے۔

★ ----- (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر امام رازی)

دلائلِ توحید

(۱) کائناتِ عالم کا جچا تُلا نظام توحید کی محکم دلیل ہے۔

تمام کائنات میں ہر چیز کا خاص درست مقدار اور تعداد میں ہونا بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ حُسنِ اتّفاق نہیں ہے، بلکہ منصوبہ ہے۔ کیوں کہ ہر چیز بالکل درست مقدار اور تعداد میں ہے۔ مثلاً بیالوجی (علمِ ارضیات) کے ماہرین لکھتے ہیں کہ اگر زمین کی یہ ظاہری سطح موجودہ سطح سے صرف دس فٹ بلند یا موٹی ہوتی تو آکسیجن پیدا ہی نہ ہو سکتی۔ اِسی طرح اگر سمندروں کی گہرائی جتنی ہے اُس سے کچھ زیادہ ہوتی تو زمین کی ساری آکسیجن اور کاربن جذب ہو کر فنا ہو جاتیں۔ پھر زندگی کا کوئی امکان نہ رہتا۔ کیوں کہ موجودہ تمام آکسیجن کو زمین کی سطح اور سمندروں کا پانی جذب کر لیتا۔ یہ بات کتنی عجیب ہے کہ ہمیں جس قدر آکسیجن درکار ہے وہ فضا میں موجود ہے۔

★ دوسرے یہ کہ اگر ہماری زمین کی ہوا جس قدر وزنی ہے اُس سے ہلکی ہوتی تو روزانہ کروڑوں شہابِ ثاقب زمین پر گرتے اور زندگی فنا ہو جاتی۔ ★ تیسرے یہ کہ زمین کی فضا کا دباؤ اِس حد تک موزوں اور مناسب ہے کہ یہ سورج کی شعاعوں کو صرف اتنی مقدار میں زمین پر آنے دیتا ہے، جتنا زمین کی نشوونما کے لیے ضروری ہے۔ سورج کی شعاعیں کروڑوں جراثیم کو مار دیتی ہیں اور ضروری و مفید وٹامنز کو پیدا کرتی ہیں، اگر اِس مقدار سے تیز ہو جاتیں تو سب کو جلا کر راکھ کر دیتیں۔

★ چوتھے یہ کہ آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے درمیان زبردست اور عجیب وغریب تناسب بالکل صحیح توازن کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے تاکہ حیوانات، انسانات اور نباتات پرورش پا سکیں ★ پھر اسی توازن کا نتیجہ ہے کہ فطرت نے حیوانات اور جراثیم کو دنیا پر مسلّط ہونے سے روک رکھا ہے۔ (سبحان اللہ)

★ ----- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ	(۳) جبکہ لوگوں نے اُسے چھوڑ کر
اٰلِھَۃً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا	ایسے ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز
وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِکُوْنَ	کو بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ تو
لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا	خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی
وَّلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا	وہ اپنے کسی نقصان پر قدرت رکھتے
حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾	ہیں اور نہ اپنے کسی فائدے پر۔

اور نہ موت پر اختیار رکھتے ہیں، اور نہ زندگی پر، اور نہ دوبارہ (زندہ ہوکر) اٹھائے جانے پر۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ جس طرح جبرِ محض (یعنی انسان کا مکمل طور پر مجبورِ محض ہونے) کا عقیدہ بالکل غلط ہے، اسی طرح اختیارِ محض (یعنی انسان کا مکمل طور پر بااختیار ہونے) کا عقیدہ بھی غلط ہے۔ اصل میں معاملہ بَین بَین ہے۔ انسان کسی حد تک مجبور ہے اور کسی حد تک بااختیار ہے۔ انسان کو جو اختیار ملا ہے وہ بھی خدا کی مشیّت (مرضی) سے ملا ہے۔ خدا نے جتنا چاہا ہر انسان کو اختیار عطا فرمایا۔ یہی تقدیر ہے۔

جبکہ یونان کے مشرک فلسفی تقدیرِ الٰہی کے منکر تھے۔ اُنہی سے متاثر ہوکر بہت سے یہودی فرقے بھی تقدیر کے منکر ہوگئے، جو یقیناً ایک گمراہی ہے۔

(تفسیر ماجدی) ★ ......

مشرک اور مُوَحِّد کا فرق

اِس آیتِ مجیدہ میں تدبّر و تفکّر سے صاف معلوم ہوتا ہے

www.drhasanrizvi.com

کہ الٰہ کے معنی میں لوگ کس طرح شرک ہیں۔ اس آیت میں مشرکین کے نظریے کی تردید کر کے جہاں اللہ نے اپنی توحید کو غیر متزلزل بُرہان سے ثابت فرمایا ہے، وہاں مشرکین کے فریب کے پردہ کو بھی چاک کر دیا، جو شرک کرنے کے باوجود اپنے موحّد ہونے کے دعویدار ہیں۔ کیوں کہ جو شخص انبیاءؑ، اولیاء یا غیر جاندار اصنام، چاند، سورج ستاروں وغیرہ کو خالق ماننے اور اُن کو نفع و نقصان، زندگی، موت اور دوبارہ نشر کا مالک قرار دے، آیت کا التزامی مفہوم یہ واضح کرتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا اللہ کے علاوہ اِلٰہ کو تجویز کرنے والا ہے۔

حالانکہ جن کو اُس نے اللہ کے علاوہ اِلٰہ (معبود) قرار دیا ہے، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہیں، جس سے معبودِ حقیقی بلند و بالا اور مبرّا و منزّہ ہے۔ اسی طرح وہ دوسروں کو نفع و نقصان پہنچانا تو کجا خود اپنے نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں ہیں، نہ وہ دوسروں کو مارنا یا زندہ کرنا تو کجا خود اپنی موت و حیات کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اسی طرح حشر نشر بھی اُن کے ہاتھ میں نہیں۔

پس آیت صاف بتلاتی ہے کہ جو غیر اللہ میں ان صفات کو ثابت کرے وہ اللہ کے علاوہ اور اِلٰہ کا قائل ہے۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والا اگر زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی رٹ لگاتا رہے اُس کا دل توحید کی لذت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا، اور نہ وہ اِس بہانے سے شرک کی دلدل سے نجات پا سکتا ہے۔ بعض جاہل نادان لوگ آلِ محمدؐ کے متعلق اِسی قسم کے باطل عقیدہ کے ہمنوا ہیں۔ ائمہ معصومینؑ کے زمانہ میں ایسے لوگ موجود تھے جس کی بنا پر حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے کھلے الفاظ سے اُن کی تردید فرمائی اور اپنی ذات سے اِلٰہ کی نفی فرمائی۔ آپؑ نے ایک مناجات میں فرمایا: "اے اللہ! ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں، ہم اپنے نفسوں کے لیے نفع و نقصان، موت و زندگی اور حشر و نشر کے مالک نہیں ہیں۔ اے اللہ! جو ہمیں ربّ کہے ہم اُس سے بری و بیزار ہیں اور جو یہ سمجھے کہ ہم پیدا کرتے ہیں، اور رزق دیتے ہیں، ہم اُن سے بھی اُسی طرح بیزار ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام قومِ نصاریٰ سے بیزار ہیں۔"

(عیون الاخبار الرضاؑ)

(از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ (۴) هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ ۴

اور جن لوگوں نے حق بات کو ماننے ہی سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ "یہ (قرآن یا فرقان) تو کچھ بھی نہیں ہے سوا ایک جھوٹ کے جسے اس شخص (رسولِ خدا) نے گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے بھی (اس کو گھڑنے میں) اُس کی مدد کی ہے" بڑا ظلم اور سخت جھوٹ ہے جو یہ لوگ لے کر آئے ہیں۔

اسلام دشمن مستشرقین کا الزام

آج بھی بہت سے اسلام دشمن مستشرقین یہی الزام دہراتے چلے جارہے ہیں کہ محمدؐ بڑے ذہین، سمجھدار، انتہائی ہوشیار آدمی تھے۔ اس لیے اُنھوں نے (معاذ اللہ) وقتی مصلحتوں کو دیکھ کر قرآن جیسی مؤثر کتاب گھڑ لی اور اس کو خدا کی طرف منسوب کرکے عربوں کی کایا پلٹ دی۔

(تفسیر ماجدی)

* - - - -

؎ "فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست"

* قرآن نے فرمایا کہ ایسی بات کرنا بڑی بے انصافی کی بات (ظُلْمًا وَّزُوْرًا) ہے۔
* اصل میں یہ وہی بات ہے جو آج کے مستشرقینِ مغرب قرآن کے بارے میں کہہ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک من گھڑت چیز ہے جسے رسولؐ نے خود گھڑ لیا تھا۔
* مستشرقینِ مغرب کہتے ہیں کہ محمدؐ بچپن میں بحیرا راہب سے ملے تھے، اُس راہب نے

www.drhasanrizvi.com

پورا قرآن رسولؐ کو سکھا دیا تھا۔ کچھ باتیں شام کے سفر میں راہبوں سے سیکھ لیں اور قرآن بنا ڈالا۔

* سوال یہ ہے کہ اگر رسولؐ نے بچپنے میں یہ سب باتیں سیکھ لی تھیں تو چالیس سال تک یہ سارا علم کیوں چھپائے رکھا، اُن کی زبان سے چالیس سال تک کوئی لفظ ایسا نہ نکلا جس سے علم ٹپکتا ہو۔ اسی لیے کفارِ مکہ نے یہ بات کبھی نہ کہی جو آج کے مغربی مفکرین کہہ رہے ہیں۔ مکہ کے کفار ایسی احمقانہ بات نہ کہہ سکے جو آج کے بے حیا intellectuals دانشمند کہہ رہے ہیں۔

* یہ بات اس لیے بھی غلط ہے کہ اگر رسولؐ نے پچھلی کتابوں کو جمع کر کے قرآن بنایا ہوتا، تو کیا رسولؐ کے قریب ترین ساتھی، جیسے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ یا زید بن حارثہ سے یہ بات کس طرح چھپ سکتی تھی، جو رات دن رسولؐ کے پاس رہا کرتے تھے (حضرت خدیجہؑ اور حضرت فاطمہؑ سے یہ راز کیسے چھپ سکتا تھا۔) اگر یہ بات ہوتی تو یہ لوگ اس قدر خلوص کے ساتھ رسولِ خداؐ کا کیسے ساتھ دیتے۔ اور ہر قسم کا نقصان کیوں برداشت کرتے؟

* - - - - - (تفہیم القرآن)

* خداوندِ عالم نے کافروں کے اس قول کو کہ "رسولؐ نے قرآن جھوٹ گھڑا ہے"، ظلم اس لئے فرمایا کہ کافروں نے ایک امین، سچے، پاک و پاکیزہ انسان پر جھوٹی تہمت لگائی کہ معاذاللہ رسولِ خداؐ نے چند اہلِ کتاب کی مدد سے قرآن گھڑ کر خدا کی کتاب کہہ دیا جبکہ قرآن کا یہ چیلنج کہ اس جیسی ایک آیت بھی تم خود گھڑ کر لے آؤ، اور اُس کا جواب نہ دے سکنا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن انسان کا کلام نہیں ہے۔ مگر کافروں نے جان بوجھ کر رسولِ خداؐ پر جھوٹ بولا، اس لئے اُن کو ظالم کہا گیا۔

* - - - - - (تفسیر نمونہ)

* اور اسی بات کو خداوندِ عالم نے "زُوْرًا" بھی کہا۔ اصل میں "زُوْر" (بروزن غُوْر) سینے کے اُس حصے کو کہتے ہیں جو اوپر کی طرف اٹھا ہوتا ہے۔ پھر اس کے دوسرے معنی ہر اُس چیز کے ہیں جو حدِ اعتدال سے ہٹی ہوئی ہو۔ کیوں کہ جھوٹ بولنا حق اور اعتدال سے ہٹا ہوا کام ہے اس لئے جھوٹ کو بھی زُوْر کہتے ہیں۔

* - - - - - (مفردات امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوٓا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ۝۵

(۵) اور پھر انھوں نے کہا: "یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں (یا) پرانی داستانیں ہیں جنھیں اُس نے (کسی سے) لکھوالیا ہے، اور وہی اُس شخص کو صبح و شام پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔"

★ "لکھوالینا یا املا کرانا" کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ استاد بولتا جائے اور شاگرد لکھتے جائیں۔

★ ۔ ۔ ۔ ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۸۷)

★ اصل میں مشرکین، لوگوں کو رسول اللہ ص کے پاس سے ہٹانا چاہتے تھے، اس لیے ان سے متنفر کرنے کے لیے اُلٹے سیدھے جھوٹے الزامات لگاتے تھے۔ کیوں کہ اگر رسولِ خدا ص کچھ یہودیوں اور عیسائیوں سے مدد لے کر قرآن لکھتے تھے تو یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔ (یہودی خود ہی کہہ دیتے کہ یہ تو ہمارا لکھوایا ہوا قرآن ہے)

(۲) دوسرے یہ کہ بہت سی آیتیں تو تمام لوگوں کے سامنے آنحضرت ص پر اترا کرتی تھیں (فی البدیہہ)

(۳) تیسرے یہ کہ آپ قرآن خود پڑھ کر دیکھ لیں کہ قرآن میں صرف انبیاء کرام کے واقعات ہی نہیں ہیں بلکہ اس میں توحید اور اس کا فلسفہ، عدل اور اس کی حقیقت، نبوت اور اس کا بیان، امامت، قیامت، اعتقادات، عملی احکام، قوانین، عبرتیں، سبق اور حقائق و دقائق کا انبار و ذخیرہ موجود ہے۔ اگر انبیاء کرام کے کچھ واقعات ہیں بھی تو نہایت مفید مطالب ہیں۔ خرافات اور فضول باتوں سے پاک ہیں۔ یعنی عربوں کی قصہ خوانیوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اس لیے یہ بات بالکل سو فیصد غلط ہے کہ قرآن قصہ کہانیوں کی کتاب ہے۔ قرآن کو پڑھنے والا کوئی انسان بھی ہو، اِس بات کو سچا نہیں مان سکتا۔

★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۶

(۶) آپ ان سے فرمادیں کہ "اسے اتارا ہے اس نے جو آسمانوں اور زمین کے رازوں سے (اچھی طرح) واقف ہے، حقیقتاً وہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

★ محققین نے اس بات سے کہ آخر میں خدا نے خود کو "غفور، رحیم" فرمایا ہے، یہ نتیجہ نکالا کہ صرف کفار ہی نہیں بلکہ بعض منافق مسلمان بھی ایسے ضرور تھے جو رسول خداؐ کے بارے میں اس قسم کی بیہودہ باتیں کہتے تھے۔ خدا نے اسی لیے یہاں پر خود کو غفور و رحیم اس لیے فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں تو خدا ان کی اس قدر بڑی غلطی کو معاف کردے گا۔ ★ (فصل الخطاب)

★ آخر میں خدا نے خود کو "غفور و رحیم" اس لیے فرمایا کہ خدا ایسے ایسے جھوٹ باندھنے والوں کو بھی مہلتِ اصلاح دیتا ہے۔ ان کی بدمعاشیاں دیکھتے ہی عذاب کا کوڑا نہیں برسا دیتا۔ اگر وہ ظالم بھی اپنی اصلاح کرلیں اور حق بات کو مان لیں تو وہ ان کی جیسی بدمعاشیوں، عظیم بدمعاشیوں کو معاف کرسکتا ہے۔ (سبحان اللہ) ★ ...... (تفہیم القرآن)

★ یہ آیت صاف صاف بتا رہی ہے کہ قرآن خدا کے علم سے جاری ہوا ہے، اس لیے قرآن میں بے پناہ اسرار، رموز، علم و دانش کے خزانے، عبرتیں، اسباق، انسانی رہنمائی کے تمام مسائل اور قوانین کو بیان کیا گیا ہے اس لیے قرآن کا متن خود بتا رہا ہے کہ اس کو چند اہلِ کتاب نے مل کر نہیں لکھا ہے بلکہ اس کا کلام ہے جس کا علم پوری کائنات کی ہر حقیقت پر پوری طرح حاوی ہے۔ اسی نے اپنی خاص رحمت کی وجہ سے قرآن حکیم کو ہمارے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ ہماری ہدایت کا سامان فرمائے اور نیکی کا سبق دے کر ہمیں نیکی پر عمل کرنے کی توفیقات عطا فرمائے اور اس طرح ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔ (سبحان اللہ) (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ﴿۷﴾

(۷) اور دیکھو، اُنھوں نے کہا: "یہ کیسا رسولؐ ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اِس پر کوئی فرشتہ اُتارا گیا کہ وہ اُس کے ساتھ ساتھ ڈرانے دھمکانے والا ہوتا۔

شانِ نزولِ آیت

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ "ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ مشرکین کی جماعت میں سے عبداللہ بن ابی مخزومی آپؐ کے سامنے آیا اور کہنے لگا: "اے محمدؐ! تم نے بہت بڑا دعوٰے کر رکھا ہے اور بڑی خطرناک باتیں کرتے ہو کہ تم کہتے ہو میں رب العالمین کا رسولؐ ہوں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو تمام کائنات کا مالک ہو وہ تم جیسے عام آدمی کو اپنا رسولؐ (سفیر) بنا کر بھیجے جبکہ تم ہماری طرح کھاتے پیتے ہو اور ہماری طرح بازاروں میں گھومتے پھرتے ہو۔"

یہ سن کر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوندِ عالم سے عرض کی: "اے اللہ! تو سب باتوں کو سن رہا ہے، تو خوب جانتا ہے کہ یہ تیرے گستاخ بندے کیا کہہ رہے ہیں۔" بس اُسی وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔"

* ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اسلام کی بنیاد معجزوں، خوارقِ عادات باتوں پر نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اسلام تو ایک دینِ فطرت ہے، اس لیے فطرت کے تقاضوں کو سراہتا ہے اور راہبانہ زندگی کو پسند نہیں کرتا۔ * ..... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ[1]: آیت نے بازاروں میں گھومنے پھرنے کو غیر مکروہ قرار دیا ہے۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: یہ تصور بالکل غلط ہے کہ خدا کی بارگاہ میں وہی لوگ مقبول ہیں جو خوارقِ عادات یا کشف و کرامات دکھا سکتے ہیں۔

★...... (تفسیر ماجدی)

★ کافروں نے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کہا کہ: "اگر تم نبیؐ ہوتے تو خدا تمھارے ساتھ کوئی فرشتہ ضرور بھیجتا، جو تمھاری تصدیق کرتا، اور ہم اُس کو دیکھتے اور اگر خدا تمھیں اپنا رسولؐ بناتا تو تم، ہم جیسے بشر نہ ہوتے، خدا کسی فرشتے کو رسول بناتا۔"

اِس کے جواب میں یہ آیت اُتری کہ "تمھارا یہ کہنا غلط ہے کہ جو عام آدمی جیسے کام کرے وہ رسول نہیں ہوتا۔" پھر یہ آیت اُتری کہ: "اے رسولؐ! کہدو کہ میں بشریت میں تم جیسا ہوں مگر تمھارے ربّ نے مجھے نبوّت عطا فرمائی ہے، جس طرح خدا نے کسی کو مال دیا، کسی کو جمال دیا، کسی کو صحت دی ہے اور تم ان صفات کا انکار نہیں کرسکتے۔ اِسی طرح خدا نے مجھے نبوّت عطا کی ہے۔ خود تمھارے دل و دماغ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ میں عقل و تمیز میں تم سے برتر ہوں۔ چالیس سال تم میں رہا ہوں اور تم نے میرے اندر کوئی غلط حرکت نہیں دیکھی، میرا کوئی جھوٹ، کوئی خیانت، کوئی غلطی، کوئی بیوقوفی تم ثابت نہیں کرسکے پھر تم خود سمجھ لو کہ جو شخص اتنے لمبے عرصے تک کوئی غلطی نہ کرے، کیا یہ اُس کی ذاتی کوشش ہوسکتی ہے؟ ماننا پڑے گا کہ یہ اللہ کی عطا اور توفیق سے ہے۔"

یہ سن کر وہ سب کے سب کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ اور کسی میں بھی بات کرنے کی جرأت نہ رہی

پس یہ آیت نازل ہوئی: "اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا" دیکھو اُنھوں نے تمھارے لیے کیسی مثالیں تلاش کرکے بیان کی ہیں۔ پس وہ گمراہ ہیں اور راہ راست پر آنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔"

★...... (تفسیر صافی، احتجاج طبرسی، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ محققین نے اس جواب سے ثابت کیا ہے کہ: رسالت خدا کی عطا ہے، اور خاص صفت ہے۔ مگر اس کی وجہ سے نبی باقی تمام انسانوں سے کوئی الگ نوع کی مخلوق نہیں بن جاتا جس طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "انسان کا مالدار ہونا، حسین وجمیل ہونا، تندرست ہونا، سب خدا کی عطا سے ہوتا ہے، مگر یہ تمام صفات اُن کو انسانوں سے الگ نوع کی مخلوق نہیں بناتیں"

اسی طرح نبوّت و رسالت و امامت و خلافت کی صفات بھی نبی، امام، رسول یا وصیِ رسول کو انسانوں سے الگ کوئی دوسری مخلوق نہیں بنا دیتیں۔ البتہ ان کے شرف و مرتبہ و عظمت و جلالت کی وجہ سے اِن کو الگ نوع کہا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر الگ نوع کہنے کا مطلب فقط یہ ہے کہ وہ نبوّت یا امامت کے مالک تھے۔ لہٰذا وہ عوام انسانوں سے بلند مرتبہ تھے، انسانِ کامل تھے، نوعِ انسانی کی اشرف ترین فرد تھے۔ تو ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ ایسی کوئی مخلوق تھے کہ بشر نہ تھے، نہ کھاتے پیتے تھے، نہ عورتوں سے تعلق قائم کرتے تھے، تو یہ بات نہ عقل مانتی ہے، نہ قرآن، نہ حدیث۔ البتہ اُن کی نورانیت کا مقام رسالت و امامت کا مقام واقعًا ایک الگ اور اونچا مقام ہے۔"

(تفسیر انوار النجف)

★ ......

★ تفاسیر میں ہے کہ کفّار کے اس اعتراض کے بعد جبرئیلؑ نے دنیا کے تمام عیش وآرام، باغات محلّات جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیے، مگر آنحضرتؐ نے فرمایا: "مجھے یہی زندگی پسند ہے جو میں بسر کر رہا ہوں۔"

(تفسیر مجمع البیان)

★ ......

★ کافروں کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ: "اگر خدا نے انسان ہی کو اپنا سفیر بنا دیا ہے تو اُس بادشاہوں جیسی شان عطا کرتا، اُس کو دیکھنے سے آنکھیں ترستیں، فرشتے اُس کے ساتھ ہوتے، جو اُس کی بات نہ مانتا اُس پر کوڑے برساتے، ٹھاٹھ باٹھ سے رہتا بھلا یہ کیسا رسول ہے جو اکیلا بازاروں میں گھومتا، کھانا بھی کھاتا ہے۔"

(از تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ⑧

(۸) یا پھر اُس پر کوئی خزانہ اُتارا جاتا - یا پھر اُس کے لیے ایک گھنا باغ ہوتا جس سے وہ کھاتا پیتا"۔ پھر اُن ظالموں نے کہا:

"تم لوگ ایک جادو کیے ہوئے آدمی کے پیچھے لگے ہوئے ہو"۔

ظالموں کی مزید گستاخی

★ کافر لوگ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پُر از حکمت باتیں سُن کر یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ محمدؐ کا اتنا بڑا دعوٰی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کی عقل ٹھیک نہیں ہے۔ "ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے"۔

کافر ایسا کیوں کہتے تھے؟ وجہ یہ تھی کہ قرآن کا اثر بہت زیادہ پڑتا تھا، قرآن لوگوں کے دلوں پر بجلی کی طرح اثر کرتا تھا۔ اب کیوں کہ وہ اِس بات کا اعتراف کرنا اپنی شکست سمجھتے تھے اِس لیے آنحضرتؐ کو جادوگر کہتے یا ایسا آدمی کہتے جس پر جادوگروں نے اپنا قبضہ کر رکھا ہو۔

قرآن کو آج بھی آپ پڑھ کر دیکھ لیں' اس میں کہیں کوئی جادوگری والی بات نہیں ہے۔ سوا اس کے کہ جادو بھی دلوں پر وقتی اثر کرتا ہے جبکہ قرآن دل و دماغ کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ (سبحان اللہ)

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اُنظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ (۹) بس دیکھ لیجیئے کہ یہ لوگ آپ
الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا کے لیے کیسی کیسی عجیب و غریب
یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا ⑨ باتیں، مثالیں اور حجّتیں بیان ع ۹
کرتے ہیں۔ وہ تو ایسے بہکے اور ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ اب سیدھے
راستے پر آنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے۔

کافر تعصّب میں گمراہ ہو چکے ہیں

خداوندِ عالم نے کافروں کے یہ تمام اعتراضات جواب دینے کے لیے نہیں، بلکہ صرف یہ بتانے کے لیے نقل فرمائے ہیں کہ وہ کس قدر تعصّب اور کم عقلی میں اندھے ہو چکے تھے۔ اُن کے اعتراضات میں سے کوئی بھی اِس قابل نہیں ہے کہ سنجیدگی سے اُن پر بحث کی جائے۔ اُن کو سن کر خود سننے والا سمجھ سکتا ہے کہ مخالفین کا دامن دلائل سے کس قدر خالی ہے؟ ایک شخص تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ شرک جس پر تمہاری تہذیب اور تمدّن کی بنیاد ہے، ایک غلط عقیدہ ہے۔ وہ اِس کے غلط ہونے کے سیکڑوں عقلی دلائل پیش کر رہا ہے۔ اُس کے جواب میں وہ لوگ شرک کے برحق ہونے پر کوئی دلیل نہیں لاتے بس یہ آواز کستے ہیں کہ یہ جادو کا مارا ہوا ہے یہ انسان رسولؐ تو یہ کہہ رہا ہے کہ کائینات کا سارا نظام توحید پر چل رہا ہے۔ وہ اس پر دلیلیں لا کر سمجھا رہا ہے۔ جواب میں شور بلند ہو رہا ہے کہ یہ رسولؐ جادوگر ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ یہ پورا عالم بے مقصد نہیں بنایا گیا ہے۔ تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ تم کو شترِ بے مہار بنا کر نہیں چھوڑا گیا ہے۔ ایک آئین اور ضابطہ دیا گیا ہے۔ اعمالِ خیر پر تمہاری نجات کا دارومدار ہے۔ تمہیں اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ پھر وہ اپنی رسالت کے ثبوت میں دلائلِ عقلی کے ساتھ ساتھ خدا کے معجزانہ کلام کو پیش کر رہا ہے

www.drhasanrizvi.com

اپنی پاک و بے داغ سیرت کو پیش کرتا ہے۔ اپنے ماننے والوں کے انقلابی کردار کو پیش کر رہا ہے۔

جواب دیا جا رہا ہے کہ تم بازاروں میں کیوں چلتے پھرتے ہو؟ تمھاری خدمت میں کوئی فرشتہ کیوں نہیں رہتا؟ تم کھاتے پیتے کیوں ہو؟ تمھارے پاس کوئی خزانہ کیوں نہیں؟ تمھارے پاس کوئی باغ کیوں نہیں؟

★ کافروں اور منکروں کی یہ احمقانہ باتیں خود بتا رہی ہیں کہ دونوں میں کون حق پر ہے، اور کون بے تکی ہانک رہا ہے۔؟

★۔۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

★ خداوندِ عالم اپنے رسولؐ کو بتا رہا ہے کہ یہ گمراہ لوگ آپؐ کی رسالت کا انکار کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ ایک نبوّت کی سچی حقیقت کو نہ ماننے کی وجہ سے کتنی بے سر و پا احمقانہ باتوں کے ماننے پر مجبور ہو گئے۔

★۔۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اب وہ سیدھے راستے (سبیل) پر آنے کی قدرت نہیں رکھتے۔" حضرت فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

کہ: "سبیل" (یعنی سیدھے راستے) سے اوّلین مراد حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام ہیں۔

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کی ولایت (امامت) کے منکر ہیں، وہ کبھی اُن حضرتؑ کی ولایت (امامت یا سرپرستی) کو قبول کرنے کی سعادت حاصل نہ کر سکیں گے۔

★۔۔۔۔۔ (تفسیرِ صافی صفحہ ۳۵۶ بحوالہ تفسیر قمی)

★ اس آیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ ان کافروں کا بدل بدل کر باتیں کرنا، خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ رسولؐ کے خلاف کیا کہیں اسی لیے بدل بدل کر اُلٹی سیدھی باتیں بناتے چلے جاتے ہیں۔

غرض ان کو رسولِ خدا کی مخالفت کے لیے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی۔

★۔۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ (۱۰) بڑی عالی شان، بابرکت (یعنی)

جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ — از خود قائم اور برقرار ہے وہ ذات جو

ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ — اگر چاہے تو اُن کی کہی ہوئی چیزوں سے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ — بھی کہیں زیادہ اور بہتر چیزیں

وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ — تم کو دے دے (ایک نہیں بلکہ)

کئی کئی جنّت کے ایسے باغات، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور بڑے بڑے عالی شان قصور تمہارے لیے بنا دے۔

پیغمبروں کو ہماری ہی جنس سے ہونا چاہیئے

انسانوں کا رہبر انسان ہی کو ہونا چاہیے تاکہ وہ انسانوں کے مسائل کو بخوبی سمجھ سکے اور اُن کے لیے عملی نمونہ بن سکے، اور تاکہ لوگ اُس کی پیروی کر سکیں۔ اگر خداوندِ عالم آدمی کی بجائے کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا تو یہ مقصد پورا نہ ہوتا۔ وہ ہمارے لیے نمونۂ عمل نہیں بن سکتا تھا، وہ ہمارے مسائل کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔

* رہا یہ کہ رسول لوگوں کے ساتھ کیوں چلتا پھرتا، اُٹھتا بیٹھتا، اور کھاتا پیتا ہے، تو اُس کو یہی کرنا چاہیئے تھا، تاکہ لوگوں کے دلوں تک پہنچ سکے، زندگی کو عملاً برت کر لوگوں کو زندگی کا برتنا سکھا سکے، اور اپنا پیغام لوگوں کے دلوں میں اُتار سکے۔

* کسی بھی پیغمبر کی عظمت اس پر منحصر نہیں کہ اُس کے پاس کتنے باغات ہیں۔ یا۔ وہ کتنا بڑا سرمایہ دار ہے۔ کیوں کہ رسول کا اصل پیغام ہی یہ ہوتا ہے کہ: انسان کی عظمت مادّی چیزوں پر منحصر

www.drhasanrizvi.com

نہیں ہوتی۔ انسان کی عظمت اُس کے ایمان اور عمل پر منحصر ہوتی ہے

★ پھر ایک ایسے انسان کو جسنے دنیا کی تاریخ کا رُخ موڑ کر رکھ دیا، ایک عالمی انقلاب برپا کر دیا، اسلامی تمدن کی بنیاد ڈال دی، ایسے عظیم انسان کو یہ کہنا کہ اُس پر جادو کا اثر ہوگیا ہے یا اُس پر جن چڑھ گیا ہے، عقل دشمنی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے

★...... (تفسیر نمونہ)

★ اسی لیے کافروں کی اِن احمقانہ باتوں کو اِس آیت میں "امثال" کہا گیا ہے جس کے معنی بے بنیاد، بے تکی باتوں کے ہوتے ہیں۔

★..... (مفردات امام راغب)

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر انبیاءِ کرام کے پاس بظاہر ایسی چیزیں (باغات، جاگیریں وغیرہ) ہوتیں جن کی وجہ سے کسی کی یہ جرأت ہی نہ ہوتی کہ اُن کی مخالفت کرسکے، اور ساری قومیں اُن سے مرعوب ہوجاتیں تو لوگ اُن کی طرف کھنچے ہی چلے آتے۔ تو اِس طرح عام لوگوں کی نگاہ میں اُن کی قدر و قیمت تو بہت زیادہ ہوجاتی، بڑے بڑے متکبر بادشاہ اُن کے سامنے سر جھکا دیتے، مگر اُن کا یہ ایمان خوف کی وجہ سے ہوتا، یا پھر مادیت کی محبت کی وجہ سے ہوتا، اُن کی نیت کبھی خالص (خدا کی خوشنودی یا آخرت کا اجر حاصل کرنے یا بداعمالیوں پر سزا پانے کی وجہ سے) نہ ہوتی۔ بلکہ اُن کے اعمال میں غیرِ خدا (یعنی مال یا فائدوں) کی شرکت ہوتی۔"

★...... از (نہج البلاغۃ)

" تبٰرک " کا لفظ یہاں پھر استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی یہاں: "بڑے وسیع ذرائع کا مالک" اور غیر محدود قدرت اور طاقت رکھنے والا" ہے۔ خدا اِس بات سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کے لیے بھلائی کرنا چاہے اور نہ کرسکے۔

★...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۚ (۱۱) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) انہوں
وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ نے قیامت کے وقت کو جھٹلا دیا ہے۔
بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ⑪ اور ہم نے یہ کیا ہے کہ جو بھی قیامت
کے وقت کو جھٹلائے، اُس کے لیے جہنّم کی بھڑکتی ہوئی آگ بالکل تیار کر رکھی ہے۔

سَعِيْرًا

"سَعَر" کے مادّے سے ہے۔ جس کے معنی آگ کا بھڑکنا ہے۔

اس لیے سَعِيْر اُس آگ کو کہتے ہیں جس میں شعلے بھڑک رہے ہوں جس کی وجہ سے سخت حرارت ہو اور وسعت بھی ہو۔ (حرارت ہر طرف پھیل جائے)

* ..... (مفردات امام راغب)

آیت کا پیغام

یہ ہے کہ: "اے رسولؐ! جو لوگ تمھاری نبوّت کے منکر ہیں اصل میں وہ قیامت کو دل سے نہیں مانتے۔

* ..... (تفسیر انوار النجف)

"السَّاعَة" کے معنی خاص وقت کے ہیں۔ یعنی وہ خاص وقت جس کے متعلق ہم پہلے خبر دے چکے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اُس خاص وقت کے لیے آتا ہے جس وقت قیامت قائم ہوگی۔ تمام اوّلین و آخرین کے لوگ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پھر ہر شخص کو اُس کے عقیدے اور عمل کے حساب سے جزا یا سزا دی جائے گی۔

* اصل وجہ یہ ہے کہ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چار دن کی چاندنی ہے اور اس زندگی کے بعد سب کو مٹی ہی ہو جانا ہے۔ پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ ہم حق پر ہیں یا باطل پر۔ اسی لیے وہ اس چکر میں پھنسنا ہی نہیں چاہتے۔ اور نہ کسی معقول دلیل کو قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ آخرت کو (عذاب و ثواب کو) ملتے ہی نہیں۔
(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ (۱۲) وہ آگ جب دور سے اُن کو
بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا دیکھے گی تو وہ لوگ اُس کے غیظ و
وَزَفِيرًا ﴿۱۲﴾ غضب کی شدید چنگھاڑ اور بہت
تیز جوشیلی آوازیں (خود) سن لیں گے۔

جہنّم منکرینِ حق کو دیکھ کر چنگھاڑے گی

مطلب یہ ہے کہ "یہ منکرینِ رسالت جب جہنّم کو دور سے" یعنی ایک سو سال کی راہ سے دیکھیں گے تو اُس کے بھڑکنے کی آواز اور شعلوں کی چیخ و چنگھاڑ وہیں سے اُن کو سنائی دے گی۔ گویا جہنّم بڑے غصّے کے عالم میں اُن کو دیکھ کر بڑبڑا رہی ہوگی۔

* ..... (تفسیر انوار النجف)

★ یہاں اِس آیت میں جہنّم کی آگ کے لیے خداوندِ عالم نے "زفیر" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ عربی میں "زفیر" انسان کی اُس حالت کو کہتے ہیں جب وہ اپنا سانس اندر کی طرف لے جاتا ہے، پسلیاں اوپر کو اُٹھنے لگتی ہیں اور ناک اور حلق سے آوازیں نکلنے لگتی ہیں۔ یہ عالم اُس وقت ہوتا ہے جب انسان سخت غصّے میں غرّاتا ہے۔

*..... (مفردات امام راغب)

★ اِس لفظ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جہنّم کی آگ ایسے بھوکے درندے کی طرح ہے جو بھوک کی سختی و شدّت کی وجہ سے اپنے شکار کو دیکھ کر غرّا رہا ہو اور منھ کھولے ہوئے اُس پر حملہ کر رہا ہو۔ (الامان، الحفیظ) *..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَإِذَآ أُلْقُوا۟ مِنْهَا مَكَانًا (۱۳) اور جب وہ لوگ ٹھونسے جائیں
ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا۟ گے اُس (جہنم) کی کسی تنگ جگہ میں
هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝۱۳ لوہے میں اچھی طرح جکڑے ہوئے
ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے، تو اُس وقت یہ لوگ خوب ہائے واویلا کرکے
اپنی موت کو پکاریں گے۔

★ جہنم کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ یہ بڑی تنگ جگہ ہوگی۔ جیسا کہ:
جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو جہنم میں جائے گا وہ اس طرح جائے گا جیسے کیل دیوار میں ٹھونک دی جاتی ہے۔"

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

★ ویسے تو جہنم بہت وسیع ہوگی لیکن اُس کو جہنمی پر بالکل بُری طرح تنگ کردیا جائے گا، اور جہنمی کو اس طرح اُس میں ٹھونکا جائے گا جیسے دیوار میں کیل ٹھونکی جاتی ہے۔

★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

"ثُبُورًا" یہ لفظ ہلاکت اور گل سڑ جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
دوسرے معنی "چیخ و پکار" کے ہوتے ہیں۔ جب انسان کو کسی انتہائی خطرناک اور بھیانک چیز کے سامنے لایا جاتا ہے تو از خود وہ چیخنے چلانے لگتا ہے۔ اسی چیخ و پکار اور واویلا مچانے کو ثبور کہتے ہیں

★ ..... (مفردات امام راغب)

★ جیسے کہا جاتا ہے: ہائے مرگیا، تباہ ہوگیا، برباد ہوگیا مجھے بچاؤ وغیرہ وغیرہ

★ مگر وہاں چیخ و پکار، ہائے واویلا کچھ کام نہ آئے گی، حتّٰی کہ موت بھی نہ آئے گی کہ اُس کی چھٹی ہو جائے۔

★ ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾

(اُس وقت اُن سے کہا جائے گا) آج تم ایک موت کو نہیں، بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو (پھر بھی یہاں کے عذاب سے نہ بچ سکو گے۔)

جہنّم میں موت نہ آئے گی

مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمھیں ایک نہیں بلکہ بہت زیادہ، قسم قسم کے عذابوں اور سزاؤں کے حوالے کیا جاتا رہے گا (مگر وہاں تم عذابوں سے تنگ آکر موت کو پکارو گے لیکن موت نہ آئے گی اور عذابوں سے چھٹکارہ نہ ملے گا۔)

* ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۵۷)

★ حضرت زید شہید ؑ نے اپنے پدرِ بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اِس آیت کے معنی دریافت کیے، تو حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہر ظالم امام (حکمراں یا رہبر) جب اپنے رہرووں کے پاس سے جہنّم میں گذرے گا تو وہ لوگ (جو دنیا میں اُس کے پیروکار تھے) اُس کا نام لے کر پکاریں گے کہ "اے فلاں، او مردود! تو ہی ہماری تباہی کا سبب ہوا ہے۔ اب یہاں آ اور ہمیں اِن بلاؤں سے نکال۔" پھر وہ بہت روئیں پیٹیں گے اور موت کی تمنا کریں گے۔ اُس وقت اُن سے یہی کچھ کہا جائے گا جو اِس آیت میں فرمایا گیا ہے۔"

* ...... (تفسیر نور الثقلین)

★ آگ کا دیکھنا ممکن ہے کہ استعارے کے طور پر ہو۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ در و دیوار تمھیں دیکھ رہے ہیں یا ممکن ہے کہ حقیقی اور اصلی معنی میں ہو۔ (اللہ تعالیٰ ہر بات پر مکمل قدرت رکھتا ہے وہ آگ کو دیکھنے کی قوت بھی دے سکتا ہے۔ اِس میں شک کی گنجائش نہیں)

* ...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ اَذٰلِكَ خَيۡرٌ اَمۡ (۱۵) اُن سے پوچھیے: "یہ انجام اچھا ہے
جَنَّةُ الۡخُلۡدِ الَّتِىۡ وُعِدَ یا وہ ہمیشہ رہنے والی جنّت
الۡمُتَّقُوۡنَ‌ ؕ كَانَتۡ لَهُمۡ کے گھنے سرسبز و شاداب باغات،
جَزَآءً وَّمَصِيۡرًا ۞ جس کا وعدہ خدا سے ڈرنے والوں سے
کیا گیا ہے، وہی اُن کی جزاء بھی ہے اور
اُن کے سفر کی آخری منزل بھی۔

لَهُمۡ فِيۡهَا مَا يَشَآءُوۡنَ (۱۶) اُن کے لیے وہاں ہر وہ چیز ہے
خٰلِدِيۡنَ‌ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ جو وہ چاہیں گے، وہ بھی وہاں ہمیشہ ہمیشہ
وَعۡدًا مَّسۡـُٔوۡلًا ۞ رہتے ہوئے۔ اور یہ تمھارے پالنے
والے مالک کے ذمّے ایک ایسا واجب الادا وعدہ ہے جس کے پورا کرنے
کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مہلت دے رہا ہے

آیت ۱۵ کا مقصد یہ ہے کہ "اب بھی تمھیں سوچنے سمجھنے کی مہلت حاصل ہے۔ اب بھی حق کے منکرین چاہیں تو غور و فکر کر سکتے ہیں کہ ایک طرف تو جہنّم کی ناقابلِ برداشت سزائیں ہیں جو حق کے انکار کا نتیجہ ہیں اور خدا سے بغاوت کی سزا ہے۔ اور دوسری طرف جنّت کی بے شمار بے حد و حساب راحتیں اور لذّتیں ہیں، جو ابدی حقیقتوں کو دل اور عمل سے ماننے والوں کو عطا ہوں گی۔"

(تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

اللہ کا وعدہ سچا ہے

آیت ۱۶: حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اُن سے جزاء کا وعدہ فرمایا، اور احکاماتِ الٰہی کو وفا (پورا) کرنے کا مطالبہ کیا۔"

★ اور اِس آیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ فرشتے دنیا میں بھی اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ "خداوندا! متقین کو جنّت عطا فرما۔" یعنی جو لوگ فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرتے ہیں اور محرّمات سے بچتے ہیں اُن کو جنّت عطا فرما۔" اور خداوندِ کریم اُن کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔"

★ .... (تفسیر مجمع البیان)

★ نیز اِس آیت کے یہ معنی بھی ہیں کہ: "خدا کا متقین سے جنّت کا وعدہ ایسا وعدہ ہے کہ جس کا خدا سے مطالبہ اور پوچھ گچھ تک کی جاسکتی ہے۔

★ .... (تاج العلماء)

★ "وَعۡدًا مَّسۡـُٔوۡلًا" یعنی متقی لوگ نمازوں کے بعد یا عام مناجاتوں میں اللہ سے جنّت کی دعاء مانگتے ہیں پس خداوندِ کریم نے اُن کے ساتھ جنّت کا وعدہ فرمایا۔ گویا یہ وعدہ اُن کے سوال کی منظوری کے بعد ہے۔

★ .... (تفسیر انوار النجف)

سوال

★ خداوندِ عالم کے اِس ارشاد سے کہ: "جنتی وہاں جو کچھ بھی چاہیں گے، موجود پائیں گے۔" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جنتی لوگ انبیاء اور اولیاء کے مقام کی خواہش کریں گے تو کیا ہوگا؟ اگر وہ کسی ایسے عزیز، رشتہ دار کو جو جہنمی ہو، جنّت میں لانا چاہیں گے، تو کیا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ

جواب

جواب یہ ہے کہ اہلِ جنّت کی نگاہوں پر سے پردے اُٹھا دیئے گئے ہوں گے، حقائق کو وہ خوب سمجھ رہے ہوں گے۔ اِس لیے وہ کبھی کسی ایسی بُری بات یا غلط بات کی خواہش ہی نہیں کریں گے جو مناسب نہ ہو۔

★ (۲) دوسرے یہ کہ جنّتیوں کی تمام خواہشات خدا کی مرضی کے تابع ہوں گی۔ وہ بس وہی کچھ چاہیں گے جو خدا چاہے گا۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿۱۷﴾

(۱۷) اور وہی دن ہوگا جب خدا اُن لوگوں کو بھی گھیر گھیر کر جمع کرے گا اور اُن کے خداؤں کو گھیر لائے گا جنھیں یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں، پھر اُن سے پوچھے گا: "کیا تم ہی نے میرے اُن بندوں کو گمراہ کیا تھا، یا وہ خود سیدھے راستے سے بھٹک گئے تھے؟

★ اِس قسم کی آیات قرآن میں کئی جگہ آئی ہیں۔ مثلاً سورۂ سبا میں فرمایا:
"جس دن خدا اُن سب کو جمع کرے گا، پھر فرشتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ لوگ تمھاری بندگی (عبادت) کر رہے تھے"؟ وہ کہیں گے پاک ہے آپ کی ذات (ہر عیب سے) ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ اِن سے۔ یہ لوگ تو جنّوں (شیاطین) کی عبادت کر رہے تھے۔ اکثر اُنہی پر ایمان رکھتے تھے۔" (سورۃ سبا ۳۴ آیت ۴۰-۴۱ پارہ ۲۲)

★ سورۂ مائدہ میں فرمایا: "اور جب اللہ پوچھے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو؟
وہ عرض کریں گے۔ پاک ہے آپ کی ذات، میرے لیے یہ کب مناسب تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا... میں نے تو اُن سے بس وہی کچھ کہا تھا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمھارا بھی ربّ ہے۔" (سورۃ مائدہ ۵ آیت ۱۱۶-۱۱۷ پارہ ۷)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾

(۱۸) وہ عرض کریں گے: "پاک ہے آپ کی ذات، ہماری تو یہ مجال ہی نہ تھی کہ آپ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا بنالیں۔ مگر آپ نے اُن (کم بختوں) کو اُن کے باپ داداؤں کو خوب خوب مال و دولت اور سامانِ زندگی سے نوازا یہاں تک کہ یہ اپنا سبق اور آپ کی یاد دہانیاں تک بھول گئے۔ غرض وہ تباہ و برباد ہونے والے لوگ تھے۔"

شرک کا سبب

قیامت کے دن خداوندِ عالم مشرکوں اور اُن کے بتوں، معبودوں کو جمع کرے گا اور اُن سے پوچھے گا کہ تم نے میرے بندوں کو کیوں گمراہ کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ اُن کی گمراہی کی اصل وجہ یہ تھی کہ تو نے اُن کو بےشمار نعمتوں سے نوازا تھا جس کی وجہ سے وہ مغرور ہوگئے تھے۔ اِس طرح وہ شیطان کے پھندے میں آگئے۔" اس پر مزید یہ ہوا کہ جب کبھی وہ مشرک غیرِ خدا سے اپنی حاجتیں مانگتے تو خدا اُن کو اپنے فضل و کرم سے عطا کردیتا۔ وہ احمق یہ سمجھتے کہ یہ اُن کی عطا ہے جن کو وہ پوج رہے ہیں۔ یہی غلطی اُن کو شرک کی طرف لے گئی بالآخر اُنھوں نے اپنے معبودوں کو حقیقی حاجت روا مان لیا اور خدا کو بھول گئے۔ اگر خدا اُن کی حاجتوں کو پورا نہ کرتا تو یہ غیرِ خدا کو اپنا معبود ماننے سے بچ جاتے۔ اور خداوندِ کریم کی طرف سے یہ بڑی آزمائش ہے

پس روزِ محشر مشرکین کے معبود یہی جواب دیں گے کہ خداوندا! تیرا اُن کی حاجات کو پورا کرنا، حالانکہ وہ غیرِ خدا سے مانگ رہے تھے، اُن کی گمراہی کا سبب بن گیا۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا (۱۹)

(۱۹) (دیکھا) تمھارے (جھوٹے معبودوں نے) خود تمھاری ہی اُن تمام باتوں کو جھٹلادیا جو تم بکا کرتے تھے۔ پھر نہ تو تم اپنی سزا کو ٹالنے اور ہٹانے پر قدرت رکھو گے، اور نہ کوئی مدد ہی کہیں سے پاسکو گے۔ اور اُس پر یہ بھی کہ تم میں سے جس جس نے (کسی پر) کوئی ظلم کیا ہوگا اُسے تو ہم اپنی بڑی سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔

★ یہاں ظلم سے مراد کفر و شرک ہے۔ (بقول ابنِ عباسؓ اور حسنؒ)

★ خود آیت کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے کہ کفار ایسے لوگوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو خود اپنی عبادت پر راضی نہ تھے۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیرؑ، حضرات ائمۂ آلِ محمدؐ جن کو غالیوں نے لائقِ عبادت سمجھ لیا تھا۔

(تفسیر تبیان)

★ پس خدا کی طرف سے مشرکوں کو ندا پہنچے گی کہ جس چیز کا تم دعویٰ کرتے تھے تمھارے معبودوں نے اُس کو جھٹلادیا ہے اور اب وہ نہ تو تم سے عذاب کو ٹال سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسری مدد کرسکتے ہیں پس اب تم سوچو اور سمجھو کہ جو بھی تم میں سے شرک (ظلم) کرے گا اُس کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ دوسری تفسیر یہ ہے کہ آخرت میں یہ بے جان بُت جان پاکر زندہ اور باشعور ہو جائیں گے اور اُن کو خدا یہ شعور عطا فرمائے گا کہ ماضی میں اُن کافروں نے اُن کی عبادت کی تھی۔ یہ جان کر وہ بُت بھی اُن کافروں کی عبادت سے راضی نہ ہوں گے۔ اِس لیئے اُن سے یہ سوال جواب ہوں گے۔

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ (۲۰) اور آپؐ سے پہلے جو رسولؐ ہم نے

الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ بھیجے تھے وہ سب کے سب کھانا

لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی

فِى الۡاَسۡوَاقِ‌ ؕ وَجَعَلۡنَا چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تم

بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً ؕ لوگوں کو ایکدوسرے کے لیئے امتحان کا

اَتَصۡبِرُوۡنَ‌ ۚ وَكَانَ ذریعہ بنا دیا ہے۔ تو کیا تم لوگ

رَبُّكَ بَصِيۡرًا ۝۲۰ صبر و برداشت سے کام لوگے؟

(یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ) تمہارا پالنے والا مالک خوب دیکھنے والا ہے۔

ع ۲

★ اصل میں یہ جواب ہے کفار کی اُس بات (اور اعتراض) کا کہ یہ کیسا رسولؐ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ حالانکہ کفارِ مکہ اِس بات کو خوب جانتے تھے کہ تمام انبیاءِ کرام مثلاً حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ بھی کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اِس لیئے فرمایا گیا کہ آخر محمدؐ پر ہی کیوں اعتراض کر رہے ہو؟ جبکہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے، وہ بھی کھانا کھاتے، بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

خدا تو سب کو آزماتا ہے

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ "خدا نے ایک طبقے کو دوسرے طبقے کے لیے آزمائش اور امتحان لینے کا ذریعہ بنایا ہے۔ مثلاً امیر لوگ، غریبوں کے لیے امتحان لینے کا ذریعہ ہیں۔ اور تندرست، بیماروں کے لیے امتحان لینے کا ذریعہ ہیں، خوب صورت لوگ، بدصورتوں کا ذریعۂ امتحان ہیں، عیم

www.drhasanrizvi.com

یہ کہ ہر ایک کو خدا نے صبر وضبط کی تلقین فرمائی ہے۔ امیروں کا صبر یہ ہے کہ اپنی امیری پر خدا کا شکر بجالائیں، اور فقیروں کے حقوق ادا کریں۔ اور فقیروں کا صبر یہ ہے کہ خدا کی قضا و قدر پر صابر و شاکر رہیں، اور حلال سے آگے قدم نہ رکھیں۔

اسی طرح ہر صنف کو دوسروں سے عبرت بھی لینی چاہیئے، اور اپنے حال پر صابر و شاکر بھی رہنا چاہیئے۔ پس بیمار، تندرست کو دیکھ کر اللہ سے تندرستی کی دعا مانگے اور صبر سے کام لے، اور تندرست، بیمار سے عبرت حاصل کرکے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے اور جو حقوق اُس پر دوسروں کے ہیں اُن کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(تفسیر انوار النجف) ......

★ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے"۔ اِس لیے کہ مومنین کے لیے منکرین امتحان کا ذریعہ ہیں۔ اور منکرین کے لیے رسولؐ اور اہلِ ایمان امتحان کا ذریعہ ہیں۔ منکرین مومنین پر ظلم اور اعتراضات کرتے ہیں۔ مومنین کا اس پر صبر کرنا، اُن کے ایمان کا ثبوت ہے۔ اسی بھٹی سے سچے مومن نکل آئیں گے، اگر یہ بھٹی گرم نہ ہو تو کھوٹے کھرے کی پہچان کبھی نہیں ہو سکے گی۔ دوسری طرف منکرین کے لیے رسولؐ اور اہلِ ایمان سخت امتحان کا ذریعہ ہیں۔

اگر رسولؐ اور اہلِ ایمان کافروں کے ظلم و ستم کا مقابلہ نہ کرتے اور رسولؐ کو ایک بادشاہ کی طرح فوج اور لشکر دے کر بھیجا جاتا اور وہ خزانوں کے منہ کھول دیتا تو ساری دنیا فوراً اُس کو مان لیتی۔ مگر اِس صورت میں سچے اور جھوٹے کا، کھرے اور کھوٹے کا کوئی علم نہ ہوتا۔

(تفہیم القرآن) ......

★ شاید اسی لیے آلِ محمدؐ کو بھی ظاہری اقتدار اور دولت سے دور رکھا، تاکہ اُن کی مودّت اور محبت کا امتحان ہو جائے۔ اب وہی اُن سے مودّت کا حق ادا کرے گا جو واقعاً سچا مومن ہوگا، اور اُن کے مرتبے کو جانتا ہوگا۔ وہ صرف خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لیے اُن کی مودّت اور پیروی اختیار کرے گا۔ اس طرح

www.drhasanrizvi.com

سچے جھوٹے، کھرے کھوٹے کا امتیاز ہو جائے گا۔ اگر ان کے پاس دولت، حکومت اور خزانے ہوتے تو پھر کھرے کھوٹے کا پتہ نہ چلتا۔ ...... (مؤلف)

(محبتِ آلِ محمدؐ کی عظمت)

★ اسی لیے رسولِ اکرمؐ نے بے دریغ فرمادیا کہ: "جو کوئی بھی آلِ محمدؐ کی محبت پر مرے گا، وہ شہید مرے گا، وہ مغفور مرے گا، وہ تائب مرے گا، وہ کامل الایمان مرے گا، اُس کو ملک الموت مرتے وقت جنت کی بشارت دیں گے، اُس کو دلھن کی طرح جنت میں لے جایا جائے گا۔" (الحدیث)

★ (تفسیر کبیر امام رازی۔ ینابیع المودۃ۔ کشاف جلد ۳ ص۶۷ طبع مصر، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

★ (مسند احمد بن حنبل، درِ منثور) ★

آیت کا پیغام یہ ہے

خداوندِ عالم، لوگوں کو لوگوں کے ذریعہ آزماتا ہے۔ غریب اور نادار، اپاہج لوگوں کے ذریعہ امیروں، دولت مندوں کو آزمایا جاتا ہے۔ اس امتحان میں کامیابی صبر و اطاعت کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ ★ .... (تفسیر نمونہ)

آیت کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ انسان کی رہبری انسان ہی کر سکتا ہے، کیونکہ انسان کے مسائل اور مشکلات انسان ہی سمجھ سکتا ہے فرشتہ نہیں سمجھ سکتا۔ اور قرآن نے فرمایا کہ:

"وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا" (سورۃ الانعام آیت ۹ پ ۷)

یعنی: اور اگر ہم ایک فرشتے کو بھی رسول بنا کر بھیجتے تو اُسے بھی ایک انسان بنا کر ہی بھیجتے۔"

★ ★ ★

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَوٰاتُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۱۵۳)

آج مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ / ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء / شب جمعہ پارہ ۱۸ کی تفسیر نے کتابت کے مراحل طے کیے۔ والسلام علیکم و رحمۃ

کاتب ---- سید محمد جعفر زیدی (۳۶ بی لانڈھی): ۵۰۴۰۸۲۹